

تحفہ احکامات

فضائل • مسائل • احکام

www.E-IQRA.INFO

مؤلف

مولانا محمد عمران عثمان

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مدرسۃ ابراہیم الاسیلامیہ

ST-4 سیکٹر 16/A ملک کوآپریٹو سوسائٹی اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی موبائل: 0300-2227275

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب..... تحفہ اعتکاف (فضائل، مسائل، احکام)

تالیف..... مولوی محمد عمران عثمان

ترتیب و تنقیح..... اساتذہ جامعہ ابراہیم الاسلامیہ

طباعت..... شفق پرنٹنگ پریس اردو بازار کراچی 0321-2037721

استدعا: اللہ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے، بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرمادیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ازالہ کیا جائے گا۔ جزاک اللہ خیراً

دیکر ملنے کے پتے

بیت العلم بنوری ٹاؤن کراچی 021-4916690

ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی 021-4914596

ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2045610, 021-5436478

اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4927159

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی 021-4992176

مکتبہ السعید شاہ فیصل کالونی کراچی 021-8244816

کتب خانہ اشرفیہ اردو بازار کراچی 021-2213058

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ
نائب مفتی دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین ، والصلوة والسلام علی سید المرسلین
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین امابعد !

اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت کیلئے اپنے آپ کو مسجد میں پابند کرنے کا نام اعتکاف
ہے، اعتکاف کی کئی قسمیں ہیں، کبھی نفلی واستحبابی ہوتا ہے اور کبھی مسنون و واجب ہوتا
ہے، ہر ایک کے تفصیلی احکام و آداب اور وافر فضائل و مسائل ہیں، جو حدیث و فقہ کی
ہر کتاب میں تقریباً موجود ہیں، لیکن ہر کتاب ہر کسی کی دسترس میں نہیں ہوتی، پھر بڑی
کتابوں کے مختلف ابواب تک رسائی اور استفادہ اتنا آسان کام نہیں ہے کہ معمولی لکھا
پڑھا مسلمان اپنی علمی ضرورت وہاں سے پوری کر سکے۔

اس لیے عامی افراد کے بسہولت استفادے کے لئے ”اعتکاف“ سے متعلق جملہ
پہلوؤں پر مشتمل مواد چھان کر چیدہ چیدہ مسائل و فضائل اردو زبان میں آسان
تعبیرات کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔

یہ پیش کش ہماری جامعہ کے ایک فاضل مولانا محمد عمران عثمان صاحب حفظہ اللہ کی

تحفہ اعتکاف

کاوش ہے، جہاں تک ہم نے اس رسالے کو دیکھا ہے عمدہ ترتیب، شائستہ تعبیر اور ہر مسئلے کے مآخذ کی نشاندہی سے خوب اطمینان ہوا، اس لیے یہ چند سطریں تحریر کی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کا علمی سلسلہ ترقی پذیر ہو، آپ کی تعلیمی و تالیفی کاوشیں مقبول بارگاہ ہو کر مقبول عام ہوں۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی حبیبہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فقط والسلام

مفتاح السیر
مدرسہ البیروتیہ
دارالافتاء جامعہ اسلامیہ
عظیمہ مکہ مکرمہ
۱۱ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق صاحب دامت برکاتہم
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رمضان المبارک میں ایک عظیم الشان نعمت اور بہت بڑی دولت ”لیلۃ القدر“ ہے، اس کی وجہ سے رمضان المبارک کی عظمت اور برکت میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے، اور اس کی شان دو بالا ہو گئی ہے، اللہ رب العزت نے اپنے پاک کام میں اس رات کی فضیلت بیان کرنے کے لیے ایک پوری سورت ”سورۃ القدر“ کے نام سے نازل کی ہے اور اس میں یہ بیان فرمایا کہ اس رات میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر اور افضل ہے، جتنا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے ملتا ہے، اس سے کہیں زیادہ ثواب صرف ایک رات کی عبادت سے ملتا ہے اور اس زیادہ ثواب کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب قدر نبی کریم ﷺ کی امت کو عطا فرمائی ہے اور پہلی امتوں کو شب قدر نہیں ملی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص ”لیلۃ القدر“ میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کے لیے کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

شب قدر کی تعیین کے بارے میں رائج قول یہ ہے کہ وہ اس مبارک مہینے کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں غیر معین طور پر ہوتی

ہے اور ہر سال ایک ہی رات میں نہیں ہوتی، اور آخری عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے، بیسواں روزہ گزار کر جو رات آئے گی وہ اکیسویں رات ہے۔

اس فضیلت کو اور عظیم رات کو اور اس کے اجر کو حاصل کرنے کے لیے ایک اور عبادت کو سنت قرار دیا گیا ہے، اس کو ”اعتکاف“ کہتے ہیں، اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف کی نیت کر کے ٹھہر جائے اور شدید ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے، اعتکاف پر جو ثواب کا وعدہ ہے وہ ہر حالت میں مل جائے گا، خواہ مسجد میں سوتا ہی رہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد اللہ رب العزت کا دربار اور شاہی آستانہ ہے، اس وجہ سے مسجدوں میں بازاروں کی طرح آوازیں بلند کرنے کی اجازت نہیں ہے، ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے، تو اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے دربار میں پڑا رہے، اگر کوئی شخص کسی دنیا دار انسان کے دروازہ پڑا رہے تو وہ بھی آخر اس کو کچھ دے ہی دیتا ہے، محروم واپس نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہیں، اگر کوئی شخص دس دن تک اللہ کے دربار میں پڑا رہے گا اور شاہی آداب کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا تو وہ کیسے اللہ کی رحمت و نوازش اور محبت سے محروم رہے گا، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اعتکاف کا مقصد اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ خود کو وابستہ کر لینا ہے، سب سے ہٹ کر اور ساری دنیا کی مشغولیتوں کو چھوڑ کر اسی کی پاک ذات میں مشغول ہو جائے، اور غیر اللہ سے مکمل طور پر الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات میں اس طرح مشغول ہو جائے کہ خیالات اور تفکرات میں صرف اور صرف اللہ پاک کی فکر اور اس کی محبت میں سما جائے، کیونکہ یہی محبت اور فکر و خیال کل قبر میں کام آئے گا، جب سب اکیلا قبر میں چھوڑ کر واپس آجائیں گے پھر اللہ کی محبت سے وہاں سکون ہوگا، ورنہ تاریکی، اکیلا پن، وحشت اور کیڑے مکوڑے، سانپ بچھو وغیرہ موزی جانوروں کی وجہ سے

عذاب میں مبتلا رہے گا، اس لیے جسم میں طاقت اور استطاعت کی صورت میں اعتکاف میں بیٹھ کر ان عظیم نعمتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، موت کے بعد قبرستان میں اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے مسجد نہیں ملے گی، اس لیے زندگی کو غنیمت سمجھے۔

اور کوئی بھی عبادت، طریقے اور مسائل معلوم کئے بغیر صحیح طور پر انجام دینا ممکن نہیں ہے، اس لیے ہر عبادت کو انجام دینے سے پہلے اس کے مسائل اور طریقے کو معلوم کرنا ضروری ہے، ورنہ عبادت قبول نہیں ہوگی اور محنت ضائع ہو جائے گی۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل جناب مولانا مفتی محمد عمران عثمان صاحب نے ”تحفہ اعتکاف“ کے نام سے اعتکاف کے فضائل، مسائل اور احکام پر ایک تفصیلی کتاب تالیف کی ہے اور جہاں جہاں سے مسائل کو لیا ہے اس کا ماخذ بھی ذکر کیا ہے، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو اور عربی میں لکھے گئے فتاویٰ کی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے،

اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو قبول فرمائیں اور عوام و خواص سب کے لیے نافع بنائیں اور صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائیں، آمین۔

کتبہ محمد انصاری دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء

www.E-IQRA.info

فہرست مضامین

نمبر شد	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	اعتکاف کی لغوی تعریف	16
۲	اجتماعی اعتکاف کا ثبوت	16
۳	اعتکاف کی فضیلت اور ثواب	17
۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف	34
۵	اعتکاف کی حکمتیں اور فائدے	35
۶	اعتکاف کی حقیقت اور روح	38
۷	اعتکاف کا رکن	41
۸	شرائط اعتکاف	41
۹	اعتکاف کی قسمیں	47
۱۰	مسنون اعتکاف کی تعریف	47
۱۱	رمضان شریف کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کا حکم	47
۱۲	اعتکاف مسنون کے سنت علی الکفایہ ہونے کا مطلب	47
۱۳	محلے والوں کی ذمہ داری	48
۱۴	کیا مسنون اعتکاف چھوڑنے کا گناہ عورتوں پر بھی ہوگا؟	48
۱۵	دوسرے محلے کے آدمی کے ذریعے اعتکاف کی ادائیگی	49
۱۶	امام کے ذریعے سنت اعتکاف کی ادائیگی	49
۱۷	بڑے قصبے کا اعتکاف متصل چھوٹی بستی کی طرف سے	49
۱۸	شہر یا بڑی بستی کا اعتکاف مضافاتی آبادیوں کی طرف سے؟	50
۱۹	مضافاتی آبادیوں کا اعتکاف شہر یا بڑے قصبے کی طرف سے	50

۲۰	دو آدمیوں کے پانچ پانچ دن اعتکاف سے ادائے سنت	50
۲۱	پیسے دے کر اعتکاف بٹھانا	50
۲۲	اعتکاف میں بیٹھنے کی اجرت کا حکم	51
۲۳	مسنون اعتکاف کی نیت	51
۲۴	اعتکاف کی سب سے افضل جگہ	51
۲۵	جامع مسجد میں اعتکاف	51
۲۶	اگر محلہ میں دو جامع مسجد ہوں؟	52
۲۷	جامع مسجد کی تعریف	52
۲۸	محلہ کی مسجد کا حق	52
۲۹	اعتکاف مسنون کی نیت کا وقت	53
۳۰	اعتکاف مسنون کا طریقہ	53
۳۱	مسنون اعتکاف فاسد ہونے کی صورت میں قضا کا حکم	54
۳۲	اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد معتکف کیا کرے؟	54
۳۳	دوران اعتکاف، معتکف کا انتقال ہو جانا	54
۳۴	مستحبات اعتکاف	54
۳۵	آداب و مستحبات اعتکاف	55
۳۶	معتکف کے لیے تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا حکم	55
۳۷	اعتکاف میں حدث اور با وضو رہنے کا حکم	56
۳۸	اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے مسجد میں پردہ ڈالنے کا حکم	56
۳۹	اعتکاف کے مباحات	57
۴۰	معتکف کا مسجد میں کھانا، پینا، سونا، اور لیٹنے کا حکم	57
۴۱	تمباکو، پان وغیرہ اشیاء کھانے کا حکم	57

۴۲	رسول ﷺ کے لیے مسجد میں چار پائی کا بچھایا جانا	57
۴۳	معتکف کا مسجد میں چار پائی بچھانا	58
۴۴	معتکف کا سامان ضرورت اپنے پاس رکھنا	58
۴۵	معتکف کا لباس تبدیل کرنا خوشبو استعمال کرنا، تیل لگانا اور گفتگو کرنا	58
۴۶	اعتکاف میں ناخن تراشنا، مونچھیں سنوارنا خط یا حجامت بنوانے کا حکم	58
۴۷	حالت اعتکاف میں ڈاڑھی یا سر پر مہندی یا خضاب لگانا	59
۴۸	حالت اعتکاف میں بدن کا کوئی حصہ دھونا یا کلی کرنا	59
۴۹	معتکف کا مسجد میں غسل کرنا	59
۵۰	حالت اعتکاف میں گھر بار اور کاروبار کے متعلق ضروری بات کرنا	59
۵۱	معتکف کا بقدر ضرورت خرید و فروخت کرنا	60
۵۲	حالت اعتکاف میں بقدر ضرورت دنیوی گفتگو	60
۵۳	حالت اعتکاف میں نکاح اور طلاق رجعی سے رجوع	60
۵۴	معتکف کا بیوی سے بقدر ضرورت مسجد میں بات چیت کرنا	60
۵۵	معتکف کا مسجد میں بیوی یا محرمات میں سے کسی سے ملنا	60
۵۶	معتکف کا ملاقاتیوں سے ملنا جلنا	61
۵۷	حکیم معتکف کا مریض کو دیکھ کر مسجد میں نسخہ لکھنا	61
۵۸	معتکف کا خاموش رہنا	61
۵۹	مسجد سے نکلے بغیر کوئی چیز باہر پھینکنا	61
۶۰	مسجد کی تعمیر میں معتکف کا کام کرنا	62
۶۱	معتکف کا مسجد کے کسی بھی حصہ میں بیٹھنا	62
۶۲	کتاب یا قرآن مجید پڑھنے کے لیے معتکف کا مسجد کا تیل جانا	62
۶۳	مکروہات اعتکاف	62

تحفہ اعتکاف

۷

63	حالت اعتکاف میں خاموش رہنے کا حکم	۶۳
63	معتکف کا مسجد میں کاروبار کرنا	۶۵
64	طبيب معتکف کا مریض کو نسخہ لکھنا	۶۶
64	حالت اعتکاف میں بے ضرورت دنیاوی کام میں مشغول ہونا	۶۷
64	معتکف کو مسجد میں اجرت لے کر کوئی کام کرنا	۶۸
65	حالت اعتکاف میں بچوں کو پڑھانا	۶۹
65	معتکف کا بیوی سے صحبت کرنا	۷۰
65	معتکف کا دوائی و طبی کرنا	۷۱
66	معتکف کا بیوی سے پیارا اور محبت کی بات چیت کرنا	۷۲
66	حالت اعتکاف میں حرام باتوں سے اجتناب	۷۳
66	معتکف کو اخبارات پڑھنا	۷۴
66	اعتکاف کے دوران بے فائدہ باتوں سے اجتناب کا حکم	۷۵
67	اعتکاف میں سگریٹ پینے کا حکم	۷۶
67	معتکف کا مسجد میں چہل قدمی کرنا	۷۷
68	مفسدات اعتکاف کا بیان	۷۸
69	معتکف کا بلا ضرورت شرعیہ و طبیعتیہ اعتکاف والی مسجد سے نکلنا	۷۹
69	معتکف کا بھول کر مسجد سے نکلنا	۸۰
70	معتکف کا خارج مسجد حصے کو مسجد سمجھ کر داخل ہونا	۸۱
70	حاکم یا غیر حاکم کا زبردستی معتکف کو مسجد سے نکال دینا	۸۲
70	معتکف کا جنازہ میں شرکت کرنا یا عیادت کرنا	۸۳
71	معتکف کا حاجت طبیعتیہ کیلئے نکلنے کے بعد شرکت جنازہ یا عیادت مریض	۸۴
71	ضروری قاعدہ	۸۵

۸۶	حاجات طبعیہ کیلئے نکل کر معتکف کا جنازہ میں شرکت اور عیادت مریض	72
۸۷	معتکف کا حاجت طبعی کیلئے خروج مسجد کے بعد دوسری مسجد میں جماعت ادا کرنا	72
۸۸	معتکف کا غسل میت کے لیے مسجد سے نکلنا	72
۸۹	کون سا غسل مفدا اعتکاف ہے	73
۹۰	غسل جمعہ، غسل تبرید اور غسل تنظیف کیلئے معتکف کا مسجد سے نکلنا	73
۹۱	معتکف کا مسجد میں غسل تبرید کرنا	74
۹۲	معتکف کا سر منڈوانے اور غسل مستحب کے لیے مسجد سے نکلنا	74
۹۳	معتکف کا صرف کلی کرنے یا باتھ دھونے کے لیے مسجد سے نکلنا	75
۹۴	معتکف کا صرف باتھ دھونے یا منجن مسواک کرنے کیلئے مسجد سے نکلنا	75
۹۵	معتکف کا دوائی لینے یا ڈاکٹر کو دکھانے کی غرض سے مسجد سے نکلنا	75
۹۶	معتکف کا ختم قرآن سننے یا سنانے کے لیے دوسری مسجد میں جانا	76
۹۷	دیہاتی معتکف کا جمعہ کی غرض سے شہر جانا	76
۹۸	حافظ معتکف کا تراویح پڑھانے کے لیے دوسری مسجد جانا	76
۹۹	معتکف کا تدریس، تقریر اور ملازمت کی غرض سے مسجد سے نکلنا	76
۱۰۰	معتکف کا گرمی سے بچنے کے لیے مسجد سے باہر نکلنا	76
۱۰۱	معتکف کا لوگوں سے گفتگو اور ملاقات کے لیے مسجد سے نکلنا	77
۱۰۲	حالات اعتکاف میں مسجد سے خارج وضو خانہ وغیرہ کی صفائی کیلئے نکلنا	77
۱۰۳	معتکف کا شادی میں شرکت کرنا	77
۱۰۴	معتکف کا میٹنگ میں جانا	77
۱۰۵	معتکف کا ووٹ ڈالنے کے لیے جانا	77
۱۰۶	حالات اعتکاف میں صحبت اور میستری	78

78	حالت اعتکاف میں بیوی سے بوس و کنار کرنا	۱۰۷
78	معتکف کا سخت بیماری کی وجہ سے گھر جانا	۱۰۸
78	معتکف کا جان و مال کے خطرہ کے پیش نظر گھر چلا جانا	۱۰۹
79	حالت اعتکاف میں روزہ کا ٹوٹ جانا یا چھوٹ جانا	۱۱۰
79	حالت اعتکاف میں جنون اور بیہوشی کا حکم	۱۱۱
81	معتکف کا کھانا لینے یا مقدمہ کے لیے نکلنا	۱۱۲
82	دُیوٹی کے ساتھ اعتکاف	۱۱۳
83	اعتکاف فاسد ہونے کی چند صورتیں	۱۱۴
84	مسجد میں لگی آگ بجھانے کے لیے معتکف کا کنویں پر پانی لینے جانا	۱۱۵
84	معتکف کا مسجد کے پڑوس میں لگی ہوئی آگ بجھانے جانا	۱۱۶
85	معتکف کو پیش آنے والی حاجات کا بیان	۱۱۷
85	حاجات شرعیہ کا بیان	۱۱۸
85	حاجات شرعیہ کی تعریف	۱۱۹
85	معتکف کا نماز جمعہ کے لئے نکلنا	۱۲۰
86	شہری معتکف کا جمعہ کی غرض سے مسجد سے نکلنا	۱۲۱
87	معتکف کا عید کی نماز کے لئے نکلنا	۱۲۲
87	معتکف کا اذان دینے کے لیے مسجد سے نکل کر اذان خانہ پر جانا	۱۲۳
89	حاجات طبعیہ کا بیان	۱۲۴
89	حاجات طبعیہ کی تعریف:	۱۲۵
89	معتکف کا قضائے حاجت کے لئے نکلنا	۱۲۶
90	بیت الخلاء خالی ہونے کا انتظار کرنا	۱۲۷
90	معتکف بیت الخلاء سے نکل کر کتنا اور کیا کام کر سکتا ہے	۱۲۸

۹۱	ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۲۹
۹۱	معتکف کا حاجت طبعیہ کیلئے جاتے ہوئے راستہ میں خریداری کا حکم	۱۳۰
۹۱	حاجت شرعیہ و طبعیہ کے لئے مسجد سے نکل کر معتکف کا بات چیت کرنا	۱۳۱
۹۲	معتکف کا حاجات طبعیہ سے فارغ ہو کر وہاں ٹھہرنا	۱۳۲
۹۳	حاجات شرعیہ اور طبعیہ کیلئے جانے میں معتبر چال؟	۱۳۳
۹۳	قضاے حاجت سے واپسی پر ہر مرتبہ دعا پڑھے یا ایک مرتبہ	۱۳۴
۹۳	معتکف کا اخراج ریح کے لیے مسجد سے نکلنا	۱۳۵
۹۴	خروج ریح کے مرض میں مبتلا شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا	۱۳۶
۹۴	معتکف کا غسل کی غرض سے نکلنا	۱۳۷
۹۵	معتکف کو احتلام ہو جانے کا بیان	۱۳۸
۹۶	معتکف کا بوجہ احتلام مسجد سے باہر پانی گرم کرنا اور اس کا انتظار کرنا	۱۳۹
۹۶	معتکف کا وضو کی غرض سے مسجد سے نکلنا	۱۴۰
۹۷	معتکفین کے لیے مسجد کے صحن کے کنارے پر ٹونٹی لگوانا	۱۴۱
۹۷	معتکف کا وضو کا پانی لینے کیلئے تالاب ندی یا کنویں پر جانا	۱۴۲
۹۸	ندی پر خارج مسجد وضو کا حکم	۱۴۳
۹۸	معتکف کا وضو مستحب کے لیے مسجد سے نکلنا	۱۴۴
۹۸	با وضو سونے کی غرض سے معتکف کا وضو کے لیے مسجد سے نکلنا	۱۴۵
۹۹	معتکف کا پانی لانے کے لیے مسجد سے باہر جانا	۱۴۶
۹۹	گرم پانی لینے کے لیے مسجد سے باہر جانا	۱۴۷
۹۹	وضو کا پانی لینے کیلئے دوسری جگہ یا اپنے گھر جانا	۱۴۸
۹۹	معتکف کا دوران وضو صابن استعمال کرنا	۱۴۹
۱۰۰	معتکف کو کھانے کی ضرورت	۱۵۰

100	معتکف کا کھانا کھانے کے لیے گھر جانا	۱۵۱
100	معتکف کا ہوٹل یا گھر چائے پینے جانا	۱۵۲
101	معتکف کا بیڑی پینے کے لیے مسجد سے نکلنا	۱۵۳
101	معتکف کا سگریٹ پینے کے لیے مسجد سے نکلنا	۱۵۴
101	معتکف کا اپنی ناپاکی دھونے کے لیے نکلنا	۱۵۵
102	حاجات شرعیہ اور طبعیہ کا استثناء	۱۵۶
102	کھانا لیتے کیلئے گھر جا کر کھانے کی تیاری کا انتظار	۱۵۷
102	سرکاری وظیفہ لینے کے لیے مسجد سے نکلنا	۱۵۸
103	اعتکاف میں فوری حاجات پیش آنے کا بیان	۱۵۹
103	حاجات ضروریہ کی تعریف	۱۶۰
104	معتکف کا مسجد سے شدید مجبوری کی وجہ سے نکلنا	۱۶۱
104	مسجد میں آگ لگنے یا چھت وغیرہ گرنے کی صورت میں اعتکاف کا حکم	۱۶۲
104	معتکف کا جن مجبوریوں کی وجہ سے مسجد سے نکلنا درست ہے؟	۱۶۳
105	مسجد اگر بارش سے ٹپکتی ہو تو معتکف کیا کرے؟	۱۶۴
105	اعتکاف کی جگہ کے مسائل کا بیان	۱۶۵
106	حدود مسجد کا مطلب	۱۶۶
107	معتکف کو مسجد کے مندرجہ ذیل مقامات پر جانا جائز نہیں	۱۶۷
109	”اہم ہدایت“	۱۶۸
109	معتکف کا مسجد کے صحن میں بنے ہوئے حوض پر جانا	۱۶۹
109	معتکف کے لیے مسجد کی چھت کا حکم	۱۷۰
109	معتکف کے لیے کئی منزلہ مسجد کا حکم	۱۷۱
110	معتکف کے لیے مسجد کی دکانوں پر بنے ہوئے صحن کا حکم	۱۷۲

110	مسجد سے متصل حجرہ میں اعتکاف	۱۷۳
111	معتکف کی چہل قدمی کے لیے احاطہ مسجد میں حدود	۱۷۴
111	معتکف کے لیے مسجد کی دیواروں کا حکم	۱۷۵
112	فصیل مسجد کا مسجد سے خارج ہونا	۱۷۶
112	معتکف کے لیے مسجد کی فصیل صحن میں داخل ہے یا نہیں؟	۱۷۷
112	معتکف کے لیے محراب کا حکم	۱۷۸
112	معتکف کا ایک قدم مسجد کے اندر ہو اور ایک قدم باہر	۱۷۹
113	غصبا جو حصہ مسجد میں لیا گیا ہو اس میں جانا اور ٹھہرنا	۱۸۰
113	نفلی اعتکاف کا بیان	۱۸۱
113	نفلی اعتکاف کی کم سے کم مدت	۱۸۲
115	نفلی اعتکاف کی نیت	۱۸۳
115	اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت یاد نہ رہے؟	۱۸۴
115	فجر کی سنت پڑھ کر اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں لیٹنا	۱۸۵
115	نفلی اعتکاف رمضان کے علاوہ میں	۱۸۶
116	نفلی اعتکاف اور مسنون اعتکاف میں فرق	۱۸۷
116	نفلی اعتکاف کا وقت مقرر کرنے کے بعد پورا کرنے کا حکم؟	۱۸۸
116	نفلی اعتکاف ٹوٹنے کا حکم	۱۸۹
117	نفلی اعتکاف کو توڑ دینے پر قضا کا حکم	۱۹۰
117	نفلی اعتکاف کو بلا عذر توڑنا	۱۹۱
117	نفلی اعتکاف کون سی مسجد میں ہو سکتا ہے	۱۹۲
117	نفلی اعتکاف میں بار بار اٹھنا	۱۹۳
118	واجب اعتکاف کا بیان	۱۹۴

118	اعتکاف واجب کی تعریف	۱۹۵
118	نذر کا طریقہ	۱۹۶
119	اعتکاف مندور کی قسمیں اور ان کا حکم	۱۹۷
120	اعتکاف واجب کی مدت	۱۹۸
120	ایک دن سے کم اعتکاف کی منت کا حکم	۱۹۹
120	بغیر مدت ذکر کیے اعتکاف کی منت کا حکم	۲۰۰
120	نقلی روزہ رکھ کر دن کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد بقیہ دن اعتکاف کی نذر	۲۰۱
120	اعتکاف واجب کی زیادہ سے زیادہ مدت	۲۰۲
121	اعتکاف واجب کی ادائیگی کا طریقہ	۲۰۳
121	اعتکاف مندور کی ادا اور قضا کا طریقہ	۲۰۴
121	اعتکاف مندور کی مختلف صورتیں	۲۰۵
123	نذر سے متعلق چند مسائل	۲۰۶
123	تین دن یا اس سے زائد کے اعتکاف کا حکم	۲۰۷
124	دو دن یا ایک دن کے اعتکاف کی نذر کا حکم	۲۰۸
125	تین رات یا اس سے زائد اعتکاف کی نذر کا حکم	۲۰۹
126	دوراتوں کے اعتکاف کی نذر کا حکم	۲۱۰
126	ایک رات کے اعتکاف کی نذر کا حکم	۲۱۱
128	اعتکاف کی نذر ماننے والے کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	۲۱۲
129	فدیہ اعتکاف کی وصیت	۲۱۳
129	وصیت کے بغیر ورثہ کا اپنی رضا مندی سے فدیہ اعتکاف ادا کرنا	۲۱۴
129	فدیہ اعتکاف کی مقدار	۲۱۵
129	اعتکاف مندور کی پابندیاں	۲۱۶

130	عورتوں کے اعتکاف کے مسائل	۲۱۷
130	عورتوں کے لیے اعتکاف کا حکم	۲۱۸
130	عورت کے اعتکاف کرنے کا طریقہ	۲۱۹
131	ازواج مطہرات کا اعتکاف	۲۲۰
131	عورت کے اعتکاف کی جگہ	۲۲۱
132	عورت کے لیے اعتکاف گاہ کی تعیین	۲۲۲
132	عورت کا نماز کی جگہ کو چھوڑ کر اعتکاف کرنا	۲۲۳
133	عورت کا نماز کی جگہ کو تبدیل کرنا	۲۲۴
133	معتمد کا اعتکاف کی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانا	۲۲۵
133	مسجد البیت سے کیا مراد ہے؟	۲۲۶
134	عورت کا عذر شرعی کی بنا پر اعتکاف والی جگہ کو چھوڑنا	۲۲۷
135	عورت کا حالت اعتکاف میں کھانا پکانا	۲۲۸
135	عورت گھر پر کون سا اعتکاف کر سکتی ہے؟	۲۲۹
135	عورتوں کا محلہ کی مسجد یا جامع مسجد میں اعتکاف کرنا	۲۳۰
135	مسجد میں عورتوں کے لئے مخصوص کی گئی جگہ میں عورت کا اعتکاف	۲۳۱
136	عورت کے اعتکاف سے سنت علی الکفایہ کی ادائیگی کا حکم	۲۳۲
136	اگر عورت مسجد میں معتمد ہو اور طلاق واقع ہو جائے تو کیا کرے؟	۲۳۳
136	اعتکاف میں عورتوں کے لیے اجازت کے مسائل	۲۳۴
136	عورت کا خاوند سے اجازت لے کر اعتکاف کرنا	۲۳۵
136	خاوند کا اجازت دینے کے بعد بیوی کو اعتکاف سے منع کرنا	۲۳۶
137	دوران اعتکاف خاوند کا بیوی سے صحبت کرنا	۲۳۷
137	اگر خاوند نہ ہو تو سر پرست کی اجازت کا حکم	۲۳۸

137	شوہر یا سرپرست کے حکم سے عورت کا اعتکاف توڑنا	۲۳۹
137	جس عورت کا خاوند بیمار ہو اس کے اعتکاف کا حکم	۲۴۰
137	خاوند کا اپنی معتکف بیوی سے ہمبستری کرنا	۲۴۱
137	عورت کی ماہواری کے ایام میں اعتکاف کا حکم	۲۴۲
137	اگر دوران اعتکاف عورت کو حیض (یعنی ماہواری) آجائے؟	۲۴۳
139	اعتکاف واجب کے دوران ماہواری آنے کا حکم	۲۴۴
139	اعتکاف مسنون کے دوران ماہواری آنے کا حکم	۲۴۵
140	نفل اعتکاف کے دوران ماہواری آنے کا حکم	۲۴۶
140	اگر عورت کا اعتکاف فاسد ہو تو قضا کا حکم	۲۴۷
140	اعتکاف مسنون میں استثناء کا حکم	۲۴۸
143	محکف کے لئے بعض خاص اعمال	۲۴۹
143	صلوٰۃ التَّسْبِيح	۲۵۰
146	بعض مستحب نمازیں	۲۵۱
147	تحیۃ الوضو	۲۵۲
148	نماز اشراق	۲۵۳
149	صلوٰۃ النُّحْی	۲۵۴
150	صلوٰۃ الاِذَا بَیْنَ	۲۵۵
151	نماز تہجد	۲۵۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتکاف کی لغوی تعریف:

”اعتکاف“ کے لغوی معنی ٹھہرنے اور روکنے کے ہیں یعنی کسی جگہ ٹھہرنا اور اس میں اپنے آپ کو روکنا۔

اعتکاف کے شرعی معنی:

اور ”اعتکاف“ کے شرعی معنی یہ ہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے گھر (یعنی مسجد) میں ٹھہرنے کو عبادت سمجھ کر اعتکاف کی نیت سے ایسی مسجد میں جس میں جماعت ہوتی ہو ٹھہرا رہے۔

اجتماعی اعتکاف کا ثبوت

مسلم شریف (جلد اول ص ۳۷۰) میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا، آپ ﷺ کے ساتھ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش میں کیا تھا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف بھی اسی واسطے کیا، پھر مجھے کسی بتانے والے (فرشتہ) نے بتایا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے (اس لیے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہے) جو شخص تم میں سے اعتکاف کرنا چاہے کر لے چنانچہ آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا۔

بخاری (جلد اول ص ۲۷۱) میں یہ الفاظ ہیں جن لوگوں نے میرے ساتھ پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کریں۔

مسلم (ج ۱، ص ۳۷۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے لیے بھی خیمے

لگائے گئے گو اس کو نبی کریم ﷺ نے گوارہ نہ فرمایا اس بناء پر کہ ان کے غیر مخلص ہونے کا اندیشہ ہو یا بوجہ غیرت کے کہ مسجد میں مرد بھی ہوں گے منافق دیہاتی بھی قسم کے لوگ آئیں گے پھر حاجات بشریہ کے لیے ان کا ٹکنا بھی ضروری ہوگا اس بناء پر کہ آپ ﷺ کا ان کے ساتھ مسجد میں ہونا مقصد اعتکاف تخلصی عن الدنيا والا زواج کو فوت کر دے گا۔ (نودی شرح مسلم ج ۱، ص ۳۷۱، ماخوذ از فقہ الامت ص ۲۶۶ قسط ثالث مفتی اعظم حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہم دارالعلوم دیوبند) E-198A.1940۔

اعتکاف کی فضیلت اور ثواب

اگر خالص اللہ کو راضی کرنے کے لیے اعتکاف کیا جائے تو بہت اونچی اور عظیم الشان عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کا بہت اہتمام فرماتے تھے، امام زہریؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بہت سے کام کبھی کرتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے لیکن جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے اخیر زندگی تک کبھی بھی رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف نہیں چھوڑا، لیکن حیرت ہے کہ لوگ اس کی پوری طرح پابندی نہیں کرتے۔

حدیث نمبر: ۱

عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ فَهُوَ يَغْتَكِفُ
الذُّنُوبَ وَيَجْزِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلٍ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا

(رواہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۲۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ (اعتکاف کی وجہ سے مسجد میں مقید ہو جانے کی وجہ سے) گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کا نیکوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح جاری رہتا ہے اور نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہتا ہے۔

(ترجمہ از مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

تشریح:

اس حدیث میں اعتکاف کے دو بڑے اہم فائدے بیان کیے گئے ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آدمی جہاں بھی بیٹھتا ہے ہر طرح کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے اور پھر دنیا بھر کے قصے، قصے پیش آتے ہیں جن میں جھوٹ، سچ، غیبت، بہتان وغیرہ ضرور ہوتا ہے۔ بچتے بچتے بھی آدمی اپنے ماحول کے اثرات سے بہت کم محفوظ رہتا ہے، لیکن مسجد میں بیٹھ کر آدمی ان تمام جھگڑوں سے بچ جاتا ہے۔

تشریح: از حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

جب بندہ اعتکاف کی نیت سے اپنے کو مسجد میں مقید کر دیتا ہے تو اگرچہ وہ عبادت اور ذکر و تلاوت وغیرہ کے راستے سے اپنی نیکیوں میں خوب اضافہ کرتا ہے لیکن بعض بہت بڑی نیکیوں سے وہ مجبور بھی ہو جاتا ہے، مثلاً وہ بیماروں کی عیادت اور خدمت نہیں کر سکتا جو بہت بڑے ثواب کا کام ہے، کسی لاچار، مسکین، یتیم اور بیوہ کی مدد کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتا، کسی میت کو غسل نہیں دے سکتا جو اگر ثواب کے لیے اور اخلاص کے ساتھ ہو تو بہت بڑے اجر کا کام ہے۔ اسی طرح نماز جنازہ کی شرکت کے لیے نہیں نکل سکتا، میت کے ساتھ قبرستان نہیں جاسکتا جس کے ایک ایک قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکیاں لکھی جاتی ہیں لیکن اس حدیث میں اعتکاف والے کو بشارت سنائی گئی ہے کہ اس کے حساب اور صحیفہ اعمال میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ سب نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں جن کے کرنے میں وہ اعتکاف کی وجہ سے مجبور ہوتا ہے اور وہ ان کا عادی تھا۔ (معارف الحدیث حصہ چہارم ص ۳۵۹)

تشریح: از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ

دو مخصوص منافع اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں، ایک یہ کہ

اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور اغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے۔

دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کر سکتا، اس لیے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکاربان کا اجر بغیر کیے بھی ملتا رہے گا۔ اللہ اکبر! کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے، درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دار برستی ہے۔

بہانہ سے وہ بہانے وہ

مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں توجہ کون کرے اور کیوں کرے، کہ دین کی وقعت ہی ہمارے قلوب میں نہیں۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر

تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(فضائل رمضان از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا ص ۵۶، فصل ثالث)

حدیث نمبر: ۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کے لیے صرف ایک دن کا اعتکاف کیا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس معتکف اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں حائل کر دیں گے جو (لمبائی چوڑائی میں) خافقین سے زیادہ وسیع ہوں گی۔

تشریح: خافقین کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں۔

① جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔

② جتنا فاصلہ آسمان و زمین کے درمیان ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ معتکف کو دوزخ سے بہت دور رکھا جائے گا، یعنی جہنم میں نہ

جائے گا۔ (مسائل اعتکاف ص ۸ بحوالہ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۰)

حدیث نمبر: ۳

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ: مَنْ اغْتَكَفَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ

ترجمہ: حضرت علی بن حسین اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے

دس دنوں کا اعتکاف کیا تو اس کا اجر دو حج اور دو عمروں کے برابر ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲، ص ۱۳۹ بحوالہ بیہقی دار احیاء التراث العربی)

احادیث اعتکاف مختصر تشریح کے ساتھ:

اب اعتکاف سے متعلق چند احادیث ذیل میں مختصر تشریح کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں:

”عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر

الاواخر من رمضان حتی توفاه اللہ عز وجل ثم اعتکف ازواجه بعد“

”حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے آخری عشرے کا

اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو وفات دے دی پھر

آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔“

اس حدیث سے اعتکاف کی اہمیت معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ اس پر

مداومت فرمائی ہے، اور ازواج مطہرات کے اعتکاف کا ذکر تو آگے آئے گا، نیز عورت کے اعتکاف کرنے کی تفصیل بھی ان شاء اللہ مسائل اعتکاف کے آخر میں تفصیل کے ساتھ آئے گی۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ ﷺ کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان، قال نافع وقد ارانى ابن عمر المکان الذی کان یعتکف فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد“ (صحیح مسلم)

”حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور حضرت نافع (جنہوں نے یہ حدیث ابن عمرؓ سے روایت کی ہے) فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے مجھے مسجد میں وہ جگہ بھی دکھائی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے“

عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اعتکف طرح له فراشه او یوضع له سريره ورواه اسطوانة التوبة“

(ابن ماجہ و قال الشوکانی رجال اسناد وثقات نیل الاوطار: ج ۳ ص ۲۶۶)

”حضرت نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہیں کہ جب آنحضرت ﷺ اعتکاف فرماتے تو اسطوانہ توبہ کے پیچھے یا تو آپ ﷺ کا بستر بچھا دیا جاتا تھا یا چار پائی ڈال دی جاتی تھی“۔

اسطوانہ توبہ مسجد نبی کے اس ستون کا نام ہے جسے اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں، اور اس ستون پر حضرت ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے وہ جگہ ہے جہاں اعتکاف کے وقت آپ ﷺ کا بستر بچھایا جاتا یا چار پائی ڈالی جاتی، آج کل اس جگہ پر ایک ستون ہے جسے اسطوان السریر کہتے ہیں، اور یہ نام اس ستون پر لکھا ہوا بھی

ہے، یہ ستون روضہ اقدس کی مغربی جالی سے متصل ہے۔

بہر کیف! اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اعتکاف کے لیے مسجد میں بستر بچھانا بھی جائز ہے، اور اگر کسی شخص کو فرش پر سونے میں نیند نہ آئے تو چار پائی بھی ڈال سکتا ہے، لیکن اچھا یہی ہے کہ چند روز کے لیے اتنا زیادہ اہتمام نہ کیا جائے، بلکہ سادگی کے ساتھ فرش پر سوئیں، آنحضرت ﷺ چوں کہ پیغمبر تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے کام اس لیے فرمائے ہیں تاکہ امت کو ان کا جائز ہونا معلوم ہو جائے، لہذا آپ ﷺ نے چار پائی ڈلو کر اس کا جائز ہونا بھی بتا دیا، لیکن عام مسلمانوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ فرش پر سونے کا انتظام کریں، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص ہر سال مسجد کی کسی ایک ہی جگہ پر اعتکاف کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ ایک تو اس کا ایسا اہتمام نہیں کرنا چاہیے جیسے وہ جگہ لازمی طور پر اعتکاف کے لیے مخصوص ہوگئی ہو، اور وہیں پر اعتکاف کرنا ضروری ہے۔ دوسرے اس غرض کے لیے کسی ایسے شخص کو اس جگہ سے ہٹانا جائز نہیں جو پہلے سے اس جگہ پر اعتکاف کا انتظام کر کے وہاں بیٹھ چکا ہو۔ اعتکاف چوں کہ ایک عظیم عبادت ہے، اس لیے اس میں کسی خاص جگہ پر قبضہ کرنے کے لیے لڑائی جھگڑا کرنا یا کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا یا اس کا دل دکھانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

عن عائشة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعتكف كل رمضان فاذا صلى الغداة جاء مكانه الذي اعتكف فيه، قال: فاستاذنته عائشة ان تعتكف فاذن لها فضربت فيه قبة وسمعت زينب، فضربت قبة اخرى، فلما انصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم من الغداة ابصر اربع قباب، فقال: ما هذا فاخبر خبرهن، فقال: ما حملهن على هذا؟ البر؟ انزعوها فلا اراها فنزعته، فلم يعتكف في

رمضان حتی اعتکف فی اخر العشر من شوال (بخاری و مسلم)

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف فرماتے تھے، پس جب فجر کی نماز پڑھتے تو اپنی اس جگہ پر تشریف لاتے جہاں اعتکاف کرنا ہوتا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بھی آپ ﷺ سے اعتکاف کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی، چنانچہ انہوں نے مسجد میں ایک خیمہ لگا لیا، حضرت حفصہؓ نے سنا تو انہوں نے بھی ایک خیمہ لگا لیا، حضرت زینبؓ نے سنا تو انہوں نے بھی ایک اور خیمہ لگا لیا، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ چار خیمے لگے ہوئے ہیں (ایک آپ ﷺ کا اور تین ازواج مطہرات کے) آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کو ازواج مطہرات کے بارے میں بتایا گیا (کہ یہ ان کے خیمے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ (کیا نیکی کی وجہ سے) ان خیموں کو نکال دو، اب میں انہیں نہ دیکھوں۔ چنانچہ خیمہ اٹھا دیئے گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعتکاف نہیں فرمایا، یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا۔“

اس حدیث میں یہ بات قابل غور ہے کہ آپ ﷺ نے شروع میں حضرت عائشہؓ کو اعتکاف کی اجازت دے دی تھی، لیکن جب دوسری ازواج مطہرات نے خیمے لگائے تو سب کو منع فرما دیا۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے (واللہ اعلم) کہ حضرت عائشہؓ کا مکان مسجد سے اتنا متصل تھا کہ اس کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا اس لیے اگر وہ اپنے مکان کے دروازے کے ساتھ ہی مسجد میں پردہ لگا کر اعتکاف فرماتیں تو ضروریات کے لیے بار بار مسجد میں مردوں کے سامنے سے نہ گزرنا پڑتا، بلکہ ایسا ہی ہو جاتا جیسے اپنے گھر میں اعتکاف کر رہی ہیں۔ اس کے برخلاف دوسری ازواج مطہرات کے مکانات کچھ فاصلے پر تھے، اس لیے اگر وہ مسجد میں اعتکاف فرماتیں تو

تحفۂ اعتکاف

انہیں بار بار مسجد سے گزر کر اپنے مکان میں جانا پڑتا اور عورت کے لیے اس طرح مسجد میں اعتکاف کرنا آپ ﷺ نے پسند نہیں کیا اور فرمایا کہ عورت کے لیے یہ کوئی نیکی نہیں ہے، لیکن جب آپ ﷺ نے دوسری ازواج مطہرات کے خیمے اٹھوائے تو حضرت عائشہ کا بھی اٹھوا دیا، تاکہ دوسری ازواج مطہرات کو شکایت نہ ہو، اور پھر خود بھی اعتکاف نہیں فرمایا، تاکہ حضرت عائشہ کی دل شکنی نہ ہو۔ اور پھر خود شوال میں اعتکاف کر کے اس ناغہ کی تلافی فرمادی۔ اس طرح اس عمل سے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حق سے لے کر ازواج مطہرات تک سب کے حقوق کی رعایت اس انداز سے فرمائی کہ سبحان اللہ!

بہر کیف! اس حدیث سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ اعتکاف کے لیے پردہ وغیرہ لگا کر کوئی جگہ گھیر لینا جائز ہے، اگلی حدیث جو آرہی ہے اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے ایک ترکہ خیمہ لگایا گیا، البتہ یہ جگہ گھیرنا اس وقت جائز ہے جب دوسرے مصلیوں یا معکفین کو اس سے تکلیف نہ ہو، ورنہ کوئی جگہ گھیرے بغیر اعتکاف کرنا چاہیے، چنانچہ بعض علما نے ازواج مطہرات کے خیمے اٹھوانے کی ایک حکمت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ خیموں کی کثرت سے مسجد کے تنگ پڑھنے کا اندیشہ بھی ہو۔

دوسری بات حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہیں کرنا چاہیے، اور اگر وہ ایسا کرے تو شوہر کو اعتکاف ختم کرانے کا بھی حق ہے، نیز اگر شوہر اجازت دے چکا ہو پھر مصلحت اعتکاف نہ کرنے میں معلوم ہو تو سابقہ اجازت سے رجوع کرنا بھی جائز ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ اس طرح اعتکاف شروع کرنے کے بعد توڑنے سے اس دن کے اعتکاف کی قضا واجب ہوگی جس دن کا اعتکاف توڑا ہے، ہاں اگر اعتکاف شروع نہ کیا ہو تو پھر قضا واجب نہیں، اور حدیث

مذکور میں ظاہر یہی ہے کہ ازواج مطہرات نے ابھی اعتکاف شروع نہیں کیا تھا۔
تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ خواتین کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے، لیکن
اگر کوئی عورت جس کا مکان مسجد سے بالکل متصل ہو اس طرح پردے کے ساتھ مسجد
میں اعتکاف کرے کہ اسے مسجد میں باہر نکلنے کی ضرورت نہ ہو اور آس پاس بھی مرد نہ
ہوں تو اپنے شوہر کے ساتھ اعتکاف کر سکتی ہے، لیکن افضل بہر صورت یہی ہے کہ گھر
میں اعتکاف کرے۔

عن ابی سعید خدریؓ ان رسول اللہ ﷺ اعتکف العشر الاول
من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة تریة ثم اطلع راسہ
فقال انی اعتکفت العشر الاول التمس هذه الليلة ثم اعتکف العشر
الاوسط ثم اتیت فقیل لی انها فی العشر الاواخر فمن کان اعتکف
معی فلیعتکف العشر الاواخر فقد اريت هذه الليلة ثم انسیتها وقد
رايتنی اسجد فی ماء و طین من صبیحها فالتمسوها فی العشر الاواخر
والتمسوها فی کل وتر قال فمطرت السماء تلک الليلة وکان
المسجد علی عریش فوقف المسجد فبصرت عینای رسول اللہ
ﷺ وعلی جبهته اثر الماء والطين من صبیحة احدى وعشرين“.

(متفق علی واللفظ لمسلم فقیل لی انها فی العشر الاواخر والباقی للبخاری مشکوٰۃ المصابیح)

”حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ترکی خیمے کے
اندر رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف فرمایا، پھر بیچ کے عشرے کا، پھر سر باہر نکالا اور
فرمایا، میں نے پہلے عشرے کا اعتکاف شب قدر تلاش کرنے کے لیے کیا، پھر اسی
مقصد سے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ
پیغام آیا کہ شب قدر آخری عشرے میں ہے، لہذا جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا

چاہیے وہ آخری عشرے کا اعتکاف کرے، اس لیے کہ مجھے پہلے شب قدر دکھادی گئی تھی، پھر اسے بھلا دیا گیا، اور اب میں نے یہ دیکھا ہے کہ میں شب قدر کی صبح کو پانی اور کچھڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، لہذا اب تم شب قدر کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ اسی شب بارش ہوئی، اور مسجد چھپر کی تھی اس لیے ٹپکنے لگی، چناں چہ اکیس رمضان کی صبح کو میری آنکھوں نے آنحضرت ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پانی اور کچھڑ کا نشان تھا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں اعتکاف کا اصلی فائدہ شب قدر کی فضیلت کا حصول ہے، چناں چہ جب تک آپ ﷺ کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ شب قدر آخری عشرے میں ہے، اس وقت تک آپ ﷺ شب قدر کی تلاش میں پہلے اور دوسرے عشرے کا اعتکاف فرماتے رہے، اور جب آپ ﷺ کو یہ بتا دیا گیا کہ شب قدر آخری عشرے میں آئے گی، تو آپ ﷺ نے آخری عشرے کا مزید اعتکاف خود بھی فرمایا اور دوسرے حضرات کو بھی اس کی ترغیب دی۔

اس سال آنحضرت ﷺ کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ شب قدر وہ رات ہوگی جس کی صبح کو آپ ﷺ پانی اور کچھڑ میں سجدہ کریں گے، یعنی بارش کی وجہ سے زمین بھگی ہوئی ہوگی، چناں چہ اکیسویں شب میں بارش ہوئی، اور صبح کی نماز میں آپ ﷺ نے اسی گیلی زمین پر سجدہ فرمایا، اس طرح متعین ہو گیا کہ شب قدر اس سال اکیسویں شب میں آئی تھی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ بھی ہمیشہ اکیسویں شب ہی میں شب قدر ہوگی، بلکہ رائج قول یہی ہے کہ شب قدر عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں بدل بدل کر آتی رہتی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ کرتے وقت پیشانی کو مٹی یا کچھڑ سے بچانے کا بہت زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں، تھوری بہت مٹی یا کچھڑ اگر پیشانی

کو لگ جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

اور حدیث میں اصل غور طلب بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اگرچہ گناہوں سے پاک تھے اور آپ ﷺ کے درجات انتہائی بلند تھے، اس کے باوجود شب قدر کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اس قدر محنت اٹھائی کہ پورا مہینہ اعتکاف کی حالت میں گزار دیا، ہم لوگ تو اس فضیلت کے کہیں زیادہ محتاج ہیں، اس لیے ہمیں اس کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

”عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال في المعتكف: هو

يعتكف الذنوب ويجري له من الحسنات كعامل الحسنات كلها“

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح)

”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اعتکاف کر نیوالا گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔“

مطلب یہ ہے کہ اعتکاف کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ جتنے دن انسان اعتکاف میں رہے گا، گناہوں سے محفوظ رہے گا، اور جو گناہ وہ باہر رہ کر کرتا اب ان سے رک جائے گا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ باہر رہ کر جو نیکیاں وہ کیا کرتا تھا، اعتکاف کی حالت میں بدستور لکھی جاتی رہتی ہیں اور اسے ان کا ثواب دیا جاتا ہے، مثلاً کوئی شخص مریضوں کی عیادت یا تیمارداری کرتا تھا، یا غریبوں کی امداد کیا کرتا تھا، یا کسی عالم یا بزرگ کی مجلس میں جایا کرتا تھا، یا تعلیم و تبلیغ کے لیے کہیں جاتا تھا اور اعتکاف کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکا تو وہ ان نیکیوں کے ثواب سے محروم نہیں ہوگا، بلکہ اس کو بدستور ان نیکیوں کا ایسا ہی ثواب ملتا رہے گا جیسے خود ان کو انجام دیتا رہا ہو۔

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

اعتكف ادنى الى راسه وهو فى المسجد فارجله و كان لا يدخل البيت
الا لحاجة الانسان“ (متفق عليه، مشکوٰۃ المصابيح)

”حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تو (مسجد میں بیٹھ کر) اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراقدس میں کنگھی کر دیتی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں قضا حاجت کے سوا کسی اور کام کے لیے تشریف نہ لاتے تھے۔“

آنحضرت ﷺ خود تو مسجد میں ہوتے اور حضرت عائشہؓ اپنے گھر ہوتیں، آپ ﷺ سر کو ذرا سا مسجد سے باہر نکال کر حضرت عائشہؓ سے کنگھی کروا لیتے تھے، اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اس طرح سر بھی دھلوا لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سر دھلواتے وقت آپ ﷺ کے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان صرف دروازہ کی چوکھٹ حائل ہوتی تھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳ ص ۹۴)

اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ سر دھونے یا کنگھی کرتے وقت حضرت عائشہؓ حیض کی حالت میں بھی ہوتی تھیں۔ اس طرح اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

۱..... معتکف کے لیے کنگھی کرنا اور سر دھونا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ خود مسجد میں رہے اور پانی مسجد سے باہر گرے۔

۲..... دوسرے شخص سے بھی یہ کام کرائے جاسکتے ہیں اور ایسے شخص سے بھی جو مسجد سے باہر ہو، عورت سے بھی یہ کام کروایا جاسکتا ہے خواہ وہ حائضہ ہی کیوں نہ ہو۔

۳..... معتکف کے بدن کا کچھ حصہ اگر مسجد سے باہر نکل جائے تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ جسم کا صرف اتنا حصہ باہر ہو کہ دیکھنے والا پورے آدمی کو مسجد سے باہر نکلا، وانہ دیکھے۔

۴..... قضا حاجت کے لیے معتکف اپنے گھر میں جاسکتا ہے، ان تمام مسائل کی تفصیل ان شاء اللہ مسائل اعتکاف کے زیر عنوان آئے گی۔
E-1QRA-1940.مسند

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمریض وهو معتکف فیمر ولا یخرج یسأل عنه“ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح)
”حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں کسی مریض کے پاس سے گزرتے تو ٹھہرتے اور راستے سے ہٹے بغیر گزرتے ہوئے اس کا حال پوچھ لیتے تھے۔“

مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ قضا حاجت کے لیے مسجد سے باہر تشریف لاتے اور آپ ﷺ کا گزر کسی بیمار کے پاس سے ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو اس کی عیادت کے لیے اپنے راستے سے ہٹتے اور نہ ہی مریض کے پاس ٹھہرتے، بلکہ چلے چلتے اس کی مزاج پرسی فرمالتے تھے۔ (مرقاۃ: ج ۴ ص ۳۲۹)

اس سے معلوم ہوا کہ معتکف جب کسی شرعی عذر سے مسجد سے باہر نکلے تو اسے ضرورت سے زائد ایک لمحہ بھی باہر نہ ٹھہرنا چاہیے، ہاں راستے میں چلتے چلتے کسی سے کوئی بات کر لے یا بیمار پرسی کر لے تو جائز ہے، لیکن اس غرض کے لیے رکنا یا راستہ بدلنا جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ بھی اسی پر عمل فرماتی تھیں، ایک روایت میں ہے کہ وہ اعتکاف کے دوران ضرورت کی وجہ سے گھر میں جاتیں، وہاں کوئی مریض ہوتا تو اس کی مزاج پرسی چلتے چلتے کر لیتی تھیں، اس کے لیے ٹھہرتی نہ تھیں۔

(جامع الاصول ج ۱ ص ۳۴۱ بحوالہ موطا امام مالک)

عن صفیۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انها جاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوره فی اعتکافہ فی المسجد فی العشر الاواخر من رمضان فتحدثت عنده ساعة ثم قامت تنقلب فقام النبی

صلی اللہ علیہ وسلم معها یقلبہا حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمة مر رجالان من الانصار فسلما علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقل لهما النبی ﷺ علی رسلکما انما ہی صفیة بن حی فقالا سبحان اللہ یا رسول اللہ وکبر علیہما فقال النبی ﷺ ان الشیطان یبلغ الانسان مبلغ الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا“۔

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے اعتکاف کی حالت میں مسجد آئیں، یہ رمضان کے عشرہ اخیرہ کی بات ہے، اور کچھ دیر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتی رہیں، پھر واپس گھر جانے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ انہیں پہنچانے کے لیے کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر حضرت ام سلمہ کے دروازے کے قریب پہنچے تو دو انصاری صحابی پاس سے گزرے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ذرا ٹھرو! یہ عورت صفیہ بنت حی ہیں، کوئی اور نہیں۔ انہوں نے (تعجب سے) سبحان اللہ کہا اور یہ بات انہیں شاق گذری (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ خیال کیوں فرمایا کہ ان کے دل میں کوئی بدگمانی آئی ہوگی) اس پر آپ ﷺ فرمایا کہ شیطان انسان سے اتنا قریب ہے جتنا انسان کا خون اس سے قریب ہوتا ہے اور مجھے خطرہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔

یہ حدیث بہت سے عظیم فوائد پر مشتمل ہے:

۱..... اول تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ حالت اعتکاف میں کوئی ملنے والا آجائے تو اس سے بات چیت کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ یہ خیال رہنا چاہیے کہ اعتکاف کی حالت میں فضول بات چیت سے پرہیز لازم ہے۔

۲..... یہ بھی معلوم ہوا کہ معتکف سے ملنے کے لیے گھر کی کوئی عورت مسجد میں آئے تو

اس کی بھی اجازت ہے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اول تو پردے کا مکمل اہتمام ہو، دوسرے ایسے وقت میں آئے جب مردوں کا سامنا ہونے کا امکان کم سے کم ہو، بے پردہ، بے حیائی سے بے محابا مسجد میں آنے کا کوئی جواز حدیث سے نہیں ملتا۔

۳..... یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص ملنے کے لیے آئے تو اسے دروازہ تک پہنچانے کے لیے اس کے ساتھ جانا جائز ہے، لیکن مسجد سے باہر نہ نکلے۔

۴..... یہ بھی معلوم ہوا کہ معتکف اعتکاف کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ خلوت میں بات کر سکتا ہے، لیکن جو کام میاں بیوی کے مخصوص کام ہیں وہ کرنا جائز نہیں، جیسا کہ مسائل اعتکاف میں اس کی تفصیل آرہی ہے، اور حضرت عائشہ کی اگلی حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

۵..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چوں کہ حضرت صفیہ نکل کر گئی تھیں، اور پردے میں ہونے کی وجہ سے اجنبیوں کے لیے ان کی جان پہچان مشکل تھی، اس لیے آپ ﷺ نے انصاری صحابہ کو بتایا کہ یہ نکل کر جانے والی حضرت صفیہ نہیں۔

ظاہر ہے کہ صحابہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں کسی بدگمانی کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، لیکن اپنے عمل سے آپ ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ کوئی شخص خواہ کتنے بڑے مرتبہ کا ہو، اسے تہمت کے مقامات سے پرہیز کرنا چاہیے اور ہر اس موقع پر بات واضح کر دینی چاہیے جہاں اس کے بارے میں کسی بدگمانی کا شائبہ ہو سکتا ہو۔

ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنی طرف سے بدگمانی دور کرنے کے لیے کوئی بات کہے تو یہ نہ صرف جائز، بلکہ مستحسن ہے، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ خاص طور سے علما کرام اور مقتداؤں کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے، اس لیے کہ اگر عوام کے دل و جان میں ان کی طرف سے بد اعتقادی یا بدگمانی پیدا ہو گئی تو وہ ان سے دینی فائدہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔

۶..... اس حدیث سے ازواج مطہرات کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا حسن سلوک بھی

واضح ہوتا ہے کہ اعتکاف جیسی حالت میں بھی آپ ﷺ ان کی دلداری کے لیے دروازے تک انہیں پہنچانے تشریف لے گئے۔

عن عائشة قالت: السنة على المعتكف ان لا يعود مريضا ولا يشهد جنازة ولا يمس امرأة ولا يباشرها ولا يخرج لحاجة الا لمالا بد منه“

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں معتکف کے لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ نہ کسی کی بیمار پرسی کو جائے نہ کسی جنازے میں شامل ہو نہ کسی عورت کو چھوئے، نہ اس کے ساتھ ملاپ کرے، اور ناگزیر ضروریات کے سوا کسی بھی ضرورت کے لیے باہر نہ نکلے“

اس حدیث میں حضرت عائشہؓ نے ان بہت سے کاموں کی تفصیل بیان فرمادی ہے جو اعتکاف کی حالت میں ممنوع ہوتے ہیں، ان سب کے تفصیلی احکام ان شاء اللہ مسائل اعتکاف کے زیر عنوان آئیں گے۔

عن ابن عمرؓ ان عمر سال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالجعرانه ، بعد ان رجع من الطائف ، فقال: يا رسول الله اني نذرت في الجاهلية ان اعتكف يوما في المسجد الحرام فكيف ترى؟ قال: اذهب فاعتكف يوما ، قال وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اعطاه جارية من الخمس ، فلما اعتق رسول الله صلى الله عليه وسلم سبابا الناس سمع عمر ابن الخطاب اصواتهم يقولون: اعتقنا رسول الله ﷺ فقال ما هذا؟ قالوا اعتق رسول الله ﷺ سبابا الناس ، فقال عمر: يا عبد الله اذهب الى تلك الجارية فخل سبيلها“

(رواہ البخاری و مسلم، جامع الاصول: ج ۱ ص ۳۴۶)

”حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ طائف سے واپسی پر

جعرانہ کے مقام پر تشریف فرما تھے تو حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک دن کا اعتکاف کروں گا، اب آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اور ایک دن کا اعتکاف کر لو“ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو مال غنیمت میں سے ایک کنیر عطا فرمائی تھی، تو جب آنحضرت ﷺ نے (غزوہ حنین میں) کنیر بنائی ہوئی عورتوں اور غلاموں کو آزاد کیا تو حضرت عمرؓ نے (اعتکاف کے دوران) ان کی آوازیں سنیں کہ ہمیں آنحضرت ﷺ نے آزاد کر دیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے (لوگوں سے) پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے، اس پر حضرت عمرؓ نے (مجھ سے) فرمایا کہ عبد اللہ! اس کنیر کے پاس جاؤ اور اسے بھی آزاد کر دو۔

www.E-IQRA.in

عام اصول یہ ہے کہ کفر کی حالت میں کسی نے کوئی منت مانی ہو تو اسلام لانے کے بعد اسے پورا کرنا واجب نہیں ہوتا، لیکن آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو نذر پوری کرنے کا حکم دیا، کیوں کہ وہ ایک کار خیر تھا اور اگرچہ وہ واجب نہ ہو، لیکن موجب ثواب ضرور تھا، اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب کفر کی حالت میں کی ہوئی نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو اسلام کی حالت میں کوئی شخص اعتکاف کی نذر کر لے تو اس کا پورا کرنا اور زیادہ ضروری ہوگا، چنانچہ اس حدیث سے نذر کے اعتکاف کی اصل نکلتی ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن کے اعتکاف کی نذر بھی درست ہے۔

جعرانہ مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر طائف کے راستے میں ایک جگہ ہے، آنحضرت ﷺ نے طائف کے غزوے سے واپسی پر یہاں سے راتوں رات مکہ مکرمہ تشریف لے جا کر عمرہ کیا تھا، مسجد حرام چوں کہ یہاں سے قریب تھی، اس لیے حضرت عمرؓ نے یہ مسئلہ پوچھا اور پھر جا کر اعتکاف کیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معتکف کے لیے مسجد سے باہر کے حالات لوگوں سے معلوم کرنا جائز ہے، کیوں کہ حضرت عمرؓ نے آزاد شدہ قیدیوں کا شور سن کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ماجرا پوچھا تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ما کان یعطی المولفہ قلوبہم: ج ۱ ص ۴۴۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد شدہ قیدی مکے کی گلیوں میں خوشی سے دوڑتے پھر رہے تھے، اس پر حضرت عمرؓ نے ان کا حال معلوم فرمایا۔

نیز حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف کی حالت میں غلام آزاد کرنا یا اسی قسم کے دوسرے معاملات مثلاً نکاح و طلاق وغیرہ جائز ہے۔ (احکام اعتکاف ص ۲۸ تا ۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف

نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے جہاں رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو آپ ﷺ کے لیے مسجد مقدس میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی اور وہاں آپ ﷺ کے لیے کوئی پردہ چٹائی وغیرہ ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہو جاتا اور بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ وہاں سے چلے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے اس درمیان میں آپ ﷺ برابر وہیں کھانا پینا فرماتے اور وہیں سوتے آپ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے جس کو آپ ﷺ کی زیارت مقصود ہوتی وہیں چلی جاتیں اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلی آتی تھیں بغیر کسی شدید ضرورت کے آپ وہاں سے باہر تشریف نہ لاتے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر صاف کرانا مقصود تھا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایام معمولہ (حیض) سے تھیں تو آپ ﷺ نے سر مبارک کھڑکی سے باہر کر دیا اور ام المؤمنین نے مل کر صاف کر دیا۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ صحیح بخاری وغیرہ علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۵)

اعتکاف کی حکمتیں اور فائدے

۱:..... معتکف کا دن اور رات تمام وقت عبادت میں:

اعتکاف کرنے والا اپنے تمام بدن اور تمام وقت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے وقف کر دیتا ہے لہذا اس کے دن اور رات کے چوبیس گھنٹے عبادت میں شمار ہوتے ہیں خواہ وہ خاموش بیٹھا رہے اور اس نے فارغ اوقات میں کچھ بھی نہ کیا ہو۔

۲:..... معتکف کو ہر وقت نماز کا ثواب:

اعتکاف کی حالت میں اسے ہر وقت نماز کا ثواب ملتا ہے کیونکہ اعتکاف سے اصل مقصود یہی ہے کہ معتکف ہر وقت نماز اور جماعت کے انتظار اور اشتیاق میں بیٹھا رہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب بندہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہتا ہے تو نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔

۳:..... معتکف کی شیطان سے حفاظت:

شیطان جو کہ انسان کا قدیمی دشمن ہے اس سے بھی حفاظت رہتی ہے کیونکہ اعتکاف اللہ کے گھر میں (یعنی مسجد) میں ہوتا ہے اور اللہ کا گھر شیطان سے حفاظت کے لیے مضبوط قلعہ ہے۔

۴:..... اعتکاف میں گناہوں اور جھگڑوں سے حفاظت:

لوگوں کے ملنے جلنے اور کاروباری مشغولیتوں میں انسان سے بہت سے گناہ ہو جاتے ہیں، معتکف آدمی اعتکاف کی برکت سے ان گناہوں اور دنیا کے جھگڑوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۵:.....اعتکاف میں اچھی صحبت کا ملنا:

اعتکاف کے لیے اللہ تعالیٰ کی حکیم ذات نے مسجد کو اس لیے مقرر فرمایا ہے کہ مسجد میں فرشتوں کا ماحول اور نمازی، پرہیزگار اور تہجد گزار نیک لوگوں کی صحبت میسر ہوتی ہے جو کہ سو فائدوں کا ایک فائدہ ہے اور معتکف بری صحبتوں سے بچا رہتا ہے۔

صحبت صباح ترا صالح کند

www.E-IQRA.info

صحبت طالح ترا طالح کند

۶:.....اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کے مہمان ہونے کا شرف:

مسجد چونکہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اعتکاف میں معتکف خدا تعالیٰ کا پڑوسی بلکہ اس کا مہمان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے میزبان ہوتے ہیں اور شریف لوگ اپنے گھر پر آئے ہوئے مہمان کی عزت اور خاطر و تواضع کیا کرتے ہیں۔ تو کریموں کا کریم اور داتاؤں کا داتا اپنے گھر پر آئے ہوئے مہمان کی کیا عزت و اکرام کرے گا۔

۷:.....معتکف کو فرشتوں کی مشابہت حاصل ہونا:

اعتکاف کی حالت میں معتکف فرشتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے کہ ان کی طرح ہر وقت عبادت اور تسبیح و تقدیس میں رہتا ہے اور چونکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے اس لیے معتکف بھی اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب اور نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے لہذا اعتکاف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ نزدیکی اور قرب حاصل ہوتا ہے جو کسی اور عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

۸:.....حالت اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب حاصل ہونا:

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شَبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا“ یعنی اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ”وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ صَاعًا“ یعنی اگر وہ

ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں۔ ”وَإِنْ أَتَانِي يَمْسِي أَتَيْتُهُ هَرُولَةً“ یعنی اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ اور اعتکاف کرنے والا تو اپنا گھر اور در چھوڑ کر صرف قریب ہی نہیں اللہ تعالیٰ کے در پر پڑ جاتا ہے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ کا کتنا قرب ملے گا اور اس پر کتنا زیادہ مہربان ہوگا۔

E-IQRA-1240

۹:..... انوارات اور برکات کا حاصل ہونا:

اعتکاف میں انسان کو یکسوئی حاصل ہوتی ہے اور دل دنیا کی فکروں سے خالی ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ سے ہٹانے والی ہیں خواہ انسان کے اندر ہوں یا باہر، اعتکاف کی تنہائی اور یکسوئی کی برکت سے آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں۔ اور دل پوری طرح دنیا کے خیالات سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس میں عبادتوں کے انوارات اور برکات حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۰:..... اعتکاف گناہوں کی معافی اور اللہ کی محبت کا بہترین ذریعہ:

اعتکاف گناہوں کو معاف کرانے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اس کی محبت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

۱۱:..... معتکف پر اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اور نظر کرم:

حالت اعتکاف میں بندہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر رہتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور نظر رحمت اور نظر عفو و کرم کا زیادہ سے زیادہ امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۲:..... اعتکاف شب قدر کے حاصل ہونے کا بہترین ذریعہ:

اعتکاف مسنون شب قدر جیسی مبارک رات کی فضیلت حاصل کرنے کا بہترین

ذریعہ ہے کیونکہ معتکف آدمی کا ہر لمحہ عبادت میں شمار ہوتا ہے اور جب بھی شب قدر آئے گی یہ بہر حال عبادت میں ہوگا۔

عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معتکف کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی بڑے بادشاہ کے دروازے پر حاجت لے کر جائے۔ پس معتکف گویا بزبان حال یہ کہتا ہے کہ اے میرے اللہ! جب تک آپ مجھے بخشیں گے نہیں اس وقت تک آپ کے دروازے سے نہیں ہٹوں گا۔

اعتکاف کی حقیقت اور روح

حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیات کے بدلے میں اسی کی ذات پاک سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جائے کہ خیالات اور تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبت سما جائے۔ یہاں تک کہ مخلوق کے ساتھ انس و محبت کے بدلے اللہ کے ساتھ محبت پیدا ہو جائے کہ (یہ) انس قبر کی وحشت میں کام دے گا کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا نہ کوئی مانوس ہوگا اور نہ دل بہلانے والا۔ اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا۔

(فضائل رمضان فصل ثالث ص ۶۸۶ از شیخ الحدیث مولانا زکریا)

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو اور سب سے منقطع ہو کر بس اللہ سے لو لگا کہ اس کے در پر (یعنی کسی مسجد کے کونہ میں) پڑ جائے اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اسی کے ذکر و فکر میں مشغول رہے یہ خواص بلکہ اخص الخواص کی عبادت ہے۔ اس عبادت کے لیے بہترین وقت رمضان مبارک اور خاص کر اس کا آخری عشرہ ہی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اسی کو اس کے لیے انتخاب کیا گیا۔

نزول قرآن سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارک میں سب سے یکسو اور الگ ہو کر تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر کا جو بے تابانہ جذبہ پیدا ہوا تھا جس کے نتیجہ میں آپ مسلسل کئی مہینے غار حرا میں خلوت گزینی کرتے رہے، یہ گویا آپ کا پہلا اعتکاف تھا اور اس اعتکاف ہی میں آپ کی روحانیت اس مقام تک پہنچ گئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کا نزول شروع ہو جائے۔ چنانچہ حرا کے اس اعتکاف کے آخری ایام ہی میں اللہ کے حامل وحی فرشتے جبریل علیہ السلام سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے۔ تحقیق یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ اور اس کا آخری عشرہ تھا اور وہ رات شب قدر تھی، اس لیے بھی اعتکاف کے لئے رمضان مبارک کے آخری عشرہ کا انتخاب کیا گیا۔

• روح کی تربیت و ترقی اور نفسانی قوتوں پر اس کو غالب کرنے کے لیے پورے مہینے رمضان کے روزے تو تمام افراد امت پر فرض کئے گئے، گویا کہ اپنے باطن میں ملکوتیت کو غالب اور بہیمیت کو مغلوب کرنے کے لیے اتنا مجاہدہ اور نفسانی خواہشات کی اتنی قربانی تو ہر مسلمان کے لیے لازم کر دی گئی کہ وہ اس پورے محترم اور مقدس مہینے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی عبادت کی نیت سے دن کو نہ کھائے نہ پیئے۔ نہ بیوی سے متمتع ہو، اور اسی کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں بلکہ فضول باتوں سے بھی پرہیز کرے اور یہ پورا مہینہ ان پابندیوں کے ساتھ گزارے۔

پس یہ تو رمضان المبارک میں روحانی تربیت و تزکیہ کا عوامی اور کمپلری کورس مقرر کیا گیا، اور اس سے آگے تعلق باللہ میں ترقی اور ملاء اعلیٰ سے خصوصی مناسبت پیدا کرنے کے لیے اعتکاف رکھا گیا۔ اس اعتکاف میں اللہ کا بندہ سب سے کٹ کے اور سب سے ہٹ کر اپنے مالک و مولیٰ کے آستانے پر اور گویا اسی کے قدموں میں پڑ جاتا ہے، اس کو یاد کرتا ہے، اسی کے دھیان میں رہتا ہے اسی کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے، اس

کے حضور میں توبہ و استغفار کرتا ہے اپنے گناہوں اور قصوروں پر روتا ہے اور رحیم و کریم مالک سے رحمت و مغفرت مانگتا ہے اس کو رضا اور اس کا قرب چاہتا ہے۔ اسی حال میں اس کے دن گزرتے ہیں اور اسی حال میں اس کی راتیں ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی بندے کی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہتمام سے ہر سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے، بلکہ ایک سال کسی وجہ سے رہ گیا تو اگلے سال آپ نے دو عشروں کا اعتکاف فرمایا۔ (معارف الحدیث حصہ چہارم ص ۳۵۷)

معتکف کو کن امور میں مشغول رہنا چاہیے

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل بہت سارے نوجوان رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھ جاتے ہیں۔ اور دوران اعتکاف باتیں اور ہنسی مذاق اور مسجد کے آداب کے خلاف حرکات کرتے رہتے ہیں لہذا آپ مہربانی فرما کر قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ایسی باتیں کرنا شرعاً کیسا ہے۔ نیز اعتکاف کے آداب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب: اعتکاف کی روح اور حقیقت یہ ہے کہ معتکف اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو مکمل طور پر عبادت کے لیے فارغ کر لیتا ہے اور ان تمام دنیوی مشاغل کو چھوڑ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والے ہیں عالمگیری میں ہے:

فان فيہ تسلیم المعتکف کلیۃ الی عبادۃ اللہ فی

طلب الزلفی وتبعید النفس من شغل الدنیا الی ہی

مانعة عما یستوجب العبد من القربی (ج ۱، ص ۲۱۲)

اس لیے معتکف کے لیے اعتکاف کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے فقہاء کرام

نے جو عبادات لکھی ہیں وہ یہ ہیں:

- ① قرآن حکیم کی تلاوت ② حدیث اور دینی علوم میں مشغولیت
- ③ آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ، دوسرے انبیاء کرام سلف صالحین کے حالات کو پڑھنا، دینی امور کی کتابت وغیرہ دوران اعتکاف دنیاوی باتیں ہنسی مذاق اعتکاف کے مقصد کے بالکل خلاف ہیں اور اس میں بعض گناہ کی باتیں بھی ہو جاتی ہیں جو کہ مسجد میں اور پھر حالت اعتکاف میں بہت زیادہ نقصان دہ ہیں۔

ویلازم التلاوة والحديث والعلم وتدریسه وسیر

النبی ﷺ والانبیاء علیہم السلام واخبار الصالحین

و کتابة امور الدین ۱۵ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۱۲

(خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۳۸)

اعتکاف کا رکن:

اعتکاف میں صرف ایک رکن ہے یعنی کسی بھی مسجد میں خاص طریقہ سے ٹھہرنا اور اپنے آپ کو مجبوس کرنا۔

شرائط اعتکاف

- اعتکاف میں سات چیزیں شرط ہیں: ① مسلمان ہونا ② عاقل ہونا ③ اعتکاف کی نیت کرنا ④ مسجد جماعت میں ٹھہرنا ⑤ مرد اور عورت کا جنابت سے پاک ہونا ⑥ عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا ⑦ واجب اور سنت اعتکاف میں روزہ سے ہونا

شرائط کی وضاحت

پہلی شرط: مسلمان ہونا۔

مسئلہ: اگر کافر نے اعتکاف کیا تو درست نہ ہوگا۔

مشرک کیلئے اعتکاف میں بیٹھنے کا حکم:

سوال: مشرک کو اعتکاف میں بیٹھنا جائز ہے؟

جواب: اعتکاف عبادت ہے جو بغیر اسلام کے ادا نہیں ہوتی لہذا غیر مسلم اعتکاف میں نہیں بیٹھ سکتا۔ (فتاویٰ عثمانی، جلد ۲ ص ۱۹۷)

دوسری شرط: عاقل ہونا یعنی سمجھدار ہونا

مجنون اور نا سمجھ بچے کا اعتکاف کرنا:

مسئلہ: مجنون اور نا سمجھ بچے کا اعتکاف درست نہیں لہذا ان دونوں کو اعتکاف کے لیے مسجد میں بٹھانا بھی جائز نہیں کیونکہ بے ادبی کا اندیشہ ہے۔

نابالغ بچہ کا اعتکاف کرنا:

سوال: نابالغ بچہ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف کر سکتا ہے یا نہیں؟ یہاں پر ایک

نابالغ لڑکے نے اعتکاف کیا ہے اگر جائز نہ ہو تو کیا اسے اٹھا دیا جائے؟ بینوا تو جروا۔

جواب: نابالغ لڑکا سمجھدار ہو، نماز کو سمجھتا ہو اور صحیح طریقہ سے پڑھتا ہو تو معتکف ہو سکتا

ہے، نفلی اعتکاف ہوگا مسنون نہ ہوگا، اگر نا سمجھ ہو تو نہیں بیٹھ سکتا کہ مسجد کی بے ادبی کا

اندیشہ ہے۔ فقط (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۰، عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۱، حاشیہ طحطاوی وغیرہ)

مسئلہ: نابالغ سمجھدار بچہ کا اعتکاف چونکہ نفلی ہوتا ہے اس لیے سنت علی الکفایہ کی

ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہوگا۔

تیسری شرط: اعتکاف کی نیت کرنا:

نیت کے بغیر اعتکاف کا حکم: اعتکاف ایک عبادت ہے اور عبادت بغیر نیت کے

درست نہیں ہوتی۔ (بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۲۷۴)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے بغیر نیت اعتکاف کیا تو واجب اعتکاف میں ذمہ داری

سے سبکدوش نہ ہوگا اور مسنون اعتکاف میں سنت علی الکفایہ کی ادائیگی نہ ہوگی اور نفلی اعتکاف میں ثواب حاصل نہ ہوگا۔

چوتھی شرط: مسنون اور واجب اعتکاف کے لیے مسجد جماعت کا ہونا
مسئلہ: مسنون اور واجب اعتکاف کے لیے ایسی مسجد ہونا ضروری ہے جس میں باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ: جس مسجد میں تین چار وقتوں کی باقاعدہ جماعت ہوتی ہے کسی ایک وقت کی جماعت نہیں ہوتی تو ایسی مسجد میں واجب اور مسنون اعتکاف درست نہیں ہوگا صرف نفلی اعتکاف ہو سکتا ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع جلد ۲ ص ۲۸۰)

تنبیہ: یہ شرط مردوں کے اعتکاف کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے اعتکاف کی کیونکہ ان کا اعتکاف گھر میں درست ہو جاتا ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مرد کا گھر میں اعتکاف کرنا:

مسئلہ: مرد کا گھر میں اعتکاف کرنا درست نہیں، اگر کیا تو اعتکاف نہ ہوگا۔

(شامی باب الاعتکاف ۲۸۲)

مسجد نہ ہونے کی وجہ سے ایسے مکان میں اعتکاف کرنا جہاں پنج وقتہ جماعت ہوتی ہے:

سوال: ایک بستی میں مسجد نہیں ہے لیکن یہاں ایک مکان میں پنج وقت نماز باجماعت ادا کرنے کا انتظام ہے تو ایسے مکان میں اعتکاف صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس مکان میں اعتکاف کرنے سے سنت مؤکدہ اعتکاف ادا ہوگا یا نہیں؟ اور اعتکاف نہ کرنے کی صورت میں پوری بستی کے ذمہ سنت مؤکدہ اعتکاف ادا نہ کرنے کا بار رہے گا یا نہیں؟ یا کیا شکل ہوگی؟

جواب: جبکہ بستی میں مسجد ہی نہیں تو جس مکان میں پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرنے کا انتظام ہو اس میں اعتکاف کیا جائے امید ہے کہ سنت مؤکدہ کا ثواب ملے گا نہ کیا تو کوتاہی کا بار رہے گا، جتنا ہو سکے کر گزرنا چاہیے قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے:

وقالوا لما سقط عن المرأة في صلوتها المسجد الجامع كذا لك سقط في اعتكافها المسجد الجامع.

(باب الاعتکاف ومسائل الارکان ص ۲۲)

نوت: جس مکان میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں وہاں جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن مسجد کے ثواب سے محرومی رہے گی اس لیے مسجد بنانے کی کوشش جاری رکھیے۔

اگر مسجد شہید کر دی گئی تو اعتکاف کہاں کیا جائے:

اگر شہید شدہ مسجد میں اعتکاف کرنا ممکن نہ ہو اور بستی میں دوسری مسجد ہو تو وہاں اعتکاف کیا جائے، مدرسہ کا اعتکاف معتبر نہ ہوگا، اگر مسجد نہیں ہے تو صحیح ہو جائے گا۔

ان شاء اللہ

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۳)

پانچویں شرط: عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا:

عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا یہ شرط سنت اور واجب اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ واجب اور سنت اعتکاف میں چونکہ روزہ ضروری ہے اور حیض ونفاس کی حالت میں روزہ ہو نہیں سکتا اس لیے اگر اس حالت میں اعتکاف کر لیا تو وہ صحیح نہیں ہوگا۔

چنانچہ اگر عورت کو دوران اعتکاف حیض ونفاس آجائے تو اس کو اعتکاف سے اٹھ جانا چاہیے اگر یہ اعتکاف واجب تھا تو عورت کو اس اعتکاف کی قضا بھی لازم ہے۔

(فتاویٰ شامی جلد ۲ ص ۴۳۱)

واجب اور مسنون اعتکاف میں حیض ونفاس اور اعتکاف کے قضا کرنے کی تفصیل آگے عورتوں کے مسائل میں دیکھ لی جائے۔ (مسائل اعتکاف ص ۸ بحوالہ علم الفقہ)

مسئلہ: عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا نفلی اعتکاف میں شرط حلت ہے نہ کہ شرط صحت کیونکہ نفلی اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔ (علم الفقہ حصہ سوم جلد ۳ ص ۴۴۸)

مسئلہ: اگر کسی عورت نے مثلاً تین دن اعتکاف کی نذر مانی پھر حیض یا نفاس کی حالت میں تین دن کا اعتکاف کیا تو اعتکاف درست نہ ہوگا اور نذر بھی پوری نہ ہوگی۔

چھٹی شرط: مرد اور عورت کا جنابت سے پاک ہونا:

مرد اور عورت کا جنابت سے پاک ہونا اعتکاف کی شرط حلت یعنی حلال و جائز ہونے کی شرط ہے نہ کہ شرط صحت (شامیہ ص ۳۸۳ جلد حاشیہ طحاوی)

حاصل یہ ہے کہ اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے اور جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے اس لیے معتکف کا جنابت سے پاک ہونا ضروری ہے لیکن اگر کوئی اس حالت میں اعتکاف کرے گا تو اعتکاف درست ہو جائے گا، اگر چہ جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے اور قیام کرنے کا گناہ عظیم ہوگا۔ (مسائل اعتکاف ص ۸)

شرط صحت اور شرط حلت میں فرق:

شرط صحت اور شرط حلت میں فرق یہ ہے کہ شرط صحت کے نہ پائے جانے سے اعتکاف ہی صحیح نہ ہوگا لہذا اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی یا قسم کھائی تو اس کی نذر اور قسم پوری نہ ہوگی اور شرط حلت کے نہ پائے جانے سے گواہیک فعل حرام کا ارتکاب ہوگا مگر اعتکاف فی نفسہ صحیح اور درست ہو جائے گا۔ اور نذر کرنے والے کی نذر اور قسم کھانے والے کی قسم پوری ہو جائے گی۔ (علم الفقہ حصہ سوم جلد ۳ ص ۴۴۸)

فعل حرام سے مراد حالت جنابت میں مسجد میں جانا ہے۔ (حاشیہ علم الفقہ)

ساتویں شرط: واجب اور سنت اعتکاف میں روزہ سے ہونا:

اعتکاف واجب میں روزہ کی شرط سے متعلق مسائل:

مسئلہ: واجب اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے، جب کوئی شخص واجب اعتکاف

کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔ بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔

اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزہ کا محل نہیں۔ ہاں اگر رات اور دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دن کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی۔ اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کی تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہیں ہوگی۔ (علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶۳، عالمگیری جلد ۱، ص ۲۱۱، ۲۱۳، شامی جلد ۲، ص ۴۴۲)

مسئلہ: واجب اعتکاف میں روزہ کا خاص اعتکاف کے لیے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لئے کافی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے رمضان میں اعتکاف کی نذر کی تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے بھی کافی ہے البتہ اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے۔ نفلی روزہ اس کے لیے کافی نہیں مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور اس کے بعد اسی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔

(علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶۳، شامی، عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۱)

اعتکاف مسنون میں روزہ کی شرط سے متعلق مسائل:

مسئلہ: اعتکاف مسنون کے لیے بھی مفتی بہ اور رائج قول کے مطابق روزہ شرط ہے۔
مسئلہ: چنانچہ اگر کسی شخص نے بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا اور مسنون اعتکاف میں بیٹھا تو اعتکاف مسنون نہ ہوگا، بلکہ یہ اعتکاف نفلی بن جائے گا اور اس سے سنت علی الکفایہ کی بجا آوری نہ ہوگی۔

(شامی جلد ۲ ص ۴۴۲، باب الاعتکاف، عمدۃ الفقہ، جلد ۳ صفحہ ۳۹۶)

نفلی اعتکاف میں روزہ کا حکم:

رائج قول کے موافق نفلی اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔

(شامی ج ۲ ص ۴۴۳، عالمگیری ص ۲۱۱ ج ۱، بحر الرائق ج ۲ ص ۵۲۵)

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

① واجب ② مسنون ③ مستحب یا نفل

تنبیہ: چونکہ واجب اعتکاف کی ضرورت کم پیش آتی ہے اس لیے واجب اعتکاف کے مسائل سب سے آخر میں ذکر کئے جائیں گے۔ اور سنت اور نفل اعتکاف کے مسائل کو پہلے بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مسنون اعتکاف کی تعریف:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کو اعتکاف مسنون کہتے ہیں۔

(عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۱)

اور اس کا پورا نام سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے (مراقی الفلاح و مسائل اعتکاف ص ۱۰)

رمضان شریف کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کا حکم:

یہ سنت علی الکفایہ ہے (یہی صحیح ہے) اگر بعض لوگوں نے اس سنت کو ادا کر لیا تو باقی لوگوں سے اس کا مطالبہ ساقط ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر وہ لوگ بلا عذر اس کے ترک پر ہمیشگی کریں گے تو گناہ گار نہیں ہوں گے۔

(عمدة الفقہ جلد ۳ ص ۳۹۱ بحوالہ شامی ج ۲ ص ۴۴۲)

اعتکاف مسنون کے سنت علی الکفایہ ہونے کا مطلب:

سوال: عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ کا کیا مطلب ہے؟ صرف ایک مسجد میں اعتکاف کرنے سے پورے شہر والوں کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی یا ایک محلے والوں کی طرف سے ادا ہوگی؟ یا یہ کہ محلے کی ہر مسجد میں اعتکاف ضروری ہے؟

جواب: اس سے متعلق کوئی صحیح جز یہ نہیں ملا، البتہ شامیہ میں اعتکاف کی سنیت کی نظیر اقامت تراویح کہا ہے، اور تراویح کے باب میں تین قول نقل فرما کر اس کو ترجیح دی ہے کہ ہر محلے کی ایک مسجد میں اقامت تراویح سے سنت کفایہ ادا ہو جائے گی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف کا بھی یہی حکم ہے۔ (احسن الفتاویٰ، جلد ۴، صفحہ ۵۰۹، ۵۰۸)

مسئلہ: رمضان شریف کے عشرہ اخیرہ کا یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کر لے، تو تمام اہل محلہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی، لیکن اگر سارے محلے میں سے ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو سارے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ (شامی)

محلے والوں کی ذمہ داری

۱۔ اس سے واضح ہو گیا کہ یہ ہر محلے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے یہ تحقیق کریں کہ ہماری مسجد میں کوئی اعتکاف بیٹھ رہا ہے یا نہیں، اگر کوئی آدمی نہ بیٹھ رہا ہو تو فکر کر کے کسی کو بٹھائیں۔ (احکام اعتکاف ص ۳۲)

۲۔ لیکن کسی شخص کو اجرت دیکر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں، کیونکہ عبادت کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ (احکام اعتکاف ص ۳۲ بحوالہ شامی)

۳۔ اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کیلئے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے کے آدمی کو اپنی مسجد میں اعتکاف کرنے کے لئے تیار کر لیں، دوسرے محلے کے آدمی کے بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت ان شاء اللہ ادا ہو جائے گی۔ (احکام اعتکاف ص ۳۲ بحوالہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل، ص ۵۱۲، ج ۶)

کیا مسنون اعتکاف چھوڑنے کا گناہ عورتوں پر بھی ہوگا؟

سوال: اگر کسی بستی سے کوئی صاحب معتکف نہ ہوئے تو صرف بالغ مرد گنہگار ہوں گے یا مرد، عورت اور نابالغ لڑکے بھی گنہگار ہوں گے؟

جواب: نابالغ مکلف نہیں اس پر گناہ نہیں عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے بلکہ اپنے مکان میں ایک جگہ متعین کر کے وہیں اعتکاف کرے کسی نے بھی نہ کیا تو سب بالغ ترک سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۲۳)

دوسرے محلے کے آدمی کے ذریعے اعتکاف کی ادائیگی:

سوال: آیا اگر دوسرے محلے کی مسجد میں عشرہ اخیرہ رمضان کا اعتکاف کرے تو اسکے اعتکاف کرنے سے اس مسجد کے محلے والوں سے اعتکاف مسنون ادا ہو جائے گا یا اس مسجد کے محلے والوں ہی سے کسی کا معتکف بننا ضروری ہے؟

جواب: جس محلے کی مسجد میں اعتکاف کرے گا اس مسجد سے متعلق سنت اعتکاف ادا ہو جائے گا، مگر اہل محلہ کو چاہیے کہ خود ہی اعتکاف کریں، دوسرے محلے سے بلا کر اعتکاف کرا کے خود محروم نہ رہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۳۰)

امام کے ذریعے سنت اعتکاف کی ادائیگی:

سوال: ایک محلہ کا کوئی آدمی دوسرے محلے کا امام ہو تو ان امام صاحب کو اپنی امامت کے محلے والوں میں سے شرعا شمار کیا جائے یا نہیں؟ نیز ان کے لیے امامت کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے اس محلے والوں سے اعتکاف مسنون ادا ہو جائے گا؟

جواب: یہ امام صاحب جس محلہ کی مسجد کے امام صاحب ہیں بحق اعتکاف اسی محلہ کے شمار ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۳۰)

بڑے قصبے کا اعتکاف متصل چھوٹی بستی کی طرف سے:

سوال: بڑے قصبے کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی جو اس قصبے کے متصل ہو وہاں کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: بڑے قصبے کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۴۴)

شہر یا بڑی بستی کا اعتکاف مضافاتی آبادیوں کی طرف سے؟

اگر شہر یا قصبہ کی آبادی دیکھنے میں جدا جدا معلوم ہوتی ہوں تو شہر یا بڑی بستی کا اعتکاف اس کی مضافاتی آبادیوں کی طرف سے کافی نہ ہوگا۔

(مخلص از فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۲۶)

مضافاتی آبادیوں کا اعتکاف شہر یا بڑے قصبے کی طرف سے:

اگر یہ سب آبادیاں دیکھنے میں جدا گانہ معلوم ہوتی ہوں تو مضافاتی آبادیوں کا اعتکاف ان سے متعلقہ شہر یا بڑی بستی کی طرف سے کافی نہ ہوگا۔

(مخلص از فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۲۶)

دو آدمیوں کے پانچ پانچ دن اعتکاف سے ادائے سنت:

سوال: بغرض مجبوری دو صاحب پانچ پانچ یوم معتکف ہوئے کیا حکم ہے؟

جواب: اس طرح سنت ادا نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۷۹)

پیسے دے کر اعتکاف بٹھانا:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام دریں مسئلہ کہ محلہ کی مسجد میں کوئی آدمی اعتکاف میں نہ بیٹھا ایک باہر کا غیر متعلقہ آدمی تھا۔ مسجد کے متعلقہ آدمیوں نے یہ کہہ کر اس کو اعتکاف میں بٹھا دیا کہ ہم تیری خدمت کریں گے چنانچہ وہ بیٹھ گیا اور مدت اعتکاف کے مکمل ہونے پر اس کو ایک سو روپے بطور خدمت دیے اب سوال یہ ہے کہ اس غیر متعلقہ آدمی کا اعتکاف محلہ والوں کی طرف سے کفایت کر جائے گا؟ نیز اس کو جو رقم بطور خدمت دی گئی وہ مسجد کے فنڈ سے دی گئی ہے کیا یہ درست ہے؟ نیز یہ واضح فرمائیں کہ اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اجرت لے کر اعتکاف بیٹھنے سے نہ معتکف کو کوئی ثواب ملے گا اور نہ ہی بٹھانے والوں کو جنہوں نے مسجد کے مملوکہ فنڈ سے ۱۰۰ روپیہ دیا ہے ان پر لازم ہے کہ وہ سو روپیہ

مسجد کے فنڈ میں اپنی طرف سے جمع کرائیں: قال العلامة النسفی تجری فی العبادات المالیة عند العجر والقدرة ولم تجر فی البدنیة..... الخ (بحر الرائق ج ۳ ص ۶۵ خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۳۸)

اعتکاف میں بیٹھنے کی اجرت کا حکم:

سوال: کچھ دے کر اعتکاف کرنا کیسا ہے؟

جواب: اجرت دے کر اعتکاف کرانا جائز نہیں کیونکہ عبادات کے لیے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہے۔

مسنون اعتکاف کی نیت:

مسنون اعتکاف کی اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔

(مسائل اعتکاف ص ۱۲ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۱)

اعتکاف کی سب سے افضل جگہ:

سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے پھر مسجد بیت المقدس اور اس کے بعد اس جامع مسجد کا درجہ ہے جس میں جماعت کا انتظام ہوا اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد بہتر ہے اس کے بعد وہ مسجد ہے جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

(علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶، شامیہ ج ۲ ص ۴۴۱)

جامع مسجد میں اعتکاف:

مسئلہ: اگر محلہ میں جامع مسجد بھی ہے لیکن پنج وقتہ نمازی کم آتے ہیں اور دوسری مسجد جہاں جمعہ نہیں ہوتا اس میں نمازی زیادہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں جامع مسجد

میں اعتکاف کرنا افضل ہے کیونکہ نماز جمعہ کے لیے باہر جانا نہیں پڑے گا۔
(مسائل اعتکاف ص ۱۳ بحوالہ بدائع جلد ۲ ص ۲۸۱)

اگر محلہ میں دو جامع مسجد ہوں؟:

مسئلہ: اگر محلے میں دو جامع مسجدیں ہوں تو جس میں زیادہ نمازی آتے ہوں وہ افضل۔
(مسائل اعتکاف ص ۱۳ بحوالہ بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۲۸۱)

جامع مسجد کی تعریف:

جامع مسجد سے مراد ہر وہ مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز ہوتی ہو نیز وہ بڑی مسجد جس میں نمازی بہت کم آتے ہوں۔ وہ حکماً جامع مسجد ہے اور اس میں بھی جامع مسجد کا ثواب ملے گا۔ جامع مسجد میں اعتکاف کرنے کا ثواب پانچ سو اعتکاف کے برابر ملتا ہے۔
(مسائل اعتکاف ص ۱۳، بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۲۸۱)

E-IQRA-1940

محلہ کی مسجد کا حق:

مسئلہ: حقوق کے اعتبار سے اپنے محلے کی مسجد ہی کا زیادہ حق ہے کہ اس میں اعتکاف کیا جائے کیونکہ اعتکاف تراویح بالجماعت کے مشابہ ہے جس طرح محلے کی مسجد میں محلے والوں کے ذمہ تراویح کی جماعت قائم کرنا سنت علی الکفایہ ہے، اگر تمام محلے والے تراویح کی جماعت ترک کر دیں تو سنت چھوڑنے کے سبب گناہ گار ہوں گے۔ اسی طرح بڑے شہر کے ہر بڑے محلے میں بالکل کوئی اعتکاف نہ کرے تو سب اہل محلہ سنت کے تارک ہوں گے اور جو شخص محلہ میں سے اعتکاف کرے گا تو وہ اپنے اعتکاف کا ثواب بھی پائے گا اور اہل محلہ کو ترک سنت کے وبال سے بچانے کا اس کو الگ ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس کے اعتکاف کر لینے سے سب گناہ سے بچ گئے لہذا اس وجہ سے اپنے محلے والوں کا زیادہ حق ہے کہ ان کو گناہ سے بچایا جائے بنسبت دوسرے محلے والوں کے کہ ان پر جدا سنت علی الکفایہ ہے اس لیے اپنے محلے ہی کی

مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۴ بحوالہ عالمگیری، شامی، جامع الرموز)

اعتکاف مسنون کی نیت کا وقت:

مسئلہ: مسنون اعتکاف کی نیت ۲۰ تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے کر لینی چاہیے خواہ مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت کریں یا مسجد میں داخل ہونے کے بعد کریں، لیکن اگر غروب آفتاب کے کچھ دیر بعد نیت کی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا بلکہ مستحب ہو جائے گا کیونکہ نیت کرنے سے پہلے عشرہ آخرہ کا کچھ وقت ایسا گذر گیا کہ جس میں اعتکاف کی نیت نہیں تھی لہذا پورے عشرے کا اعتکاف نہ ہو واجب کہ مسنون یہی تھا۔

(مسائل اعتکاف ص ۱۲، امداد الفتاویٰ)

اعتکاف مسنون کا طریقہ:

رمضان المبارک کی ۲۰ تاریخ کو عصر کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے آخری عشرے کے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو جائے اور جب شرعی طور پر عید کے چاند کا ثبوت ہو جائے تو اعتکاف ختم کر دے اور یہ غروب آفتاب کے بعد ختم ہو جائے گا۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۱ بحوالہ شامی جلد ۲، ص ۴۴۲)

سنت مؤکدہ اعتکاف توڑنے سے قضا لازم ہے یا نہیں؟:

سوال: رمضان کے عشرہ آخرہ کے اعتکاف توڑنے سے اس کی قضا لازم ہے یا نہیں؟
رمضان کے بعد پورے عشرہ کی قضا کر لے تو کوئی حرج ہے؟

جواب: جس دن اعتکاف توڑ دیا ہے فقط اس دن کے اعتکاف کی قضاء روزہ کے ساتھ ضروری ہے بقیہ ایام کی قضاء ضروری نہیں۔ (مخص از فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۷۵)

لیکن احتیاطاً اختلاف سے بچنے کے لیے بعد رمضان دس دن روزہ سمیت قضاء

کر لے تو بہتر ہے۔ (رد المحتار تحت قول صاحب الدر المختار اما النفل الخ)

(مخص از فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۷۶)

مسنون اعتکاف فاسد ہونے کی صورت میں قضا کا حکم:

احوط تو یہی ہے کہ بعد رمضان پورے عشرہ کا اعتکاف کر لے اور اس عشرے کے روزہ بھی رکھے لیکن یہ حکم وجوبی نہیں جس دن کا اعتکاف مسنون توڑا ہے اس دن کی قضا بھی کافی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۶)

اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد معتکف کیا کرے؟

مسئلہ: اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں، بلکہ عشرہ اخیرہ کے باقی ماندہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھا جاسکتا ہے، اس طرح سنت موکدہ تو ادا نہیں ہوگی لیکن نفل اعتکاف کا ثواب ملے گا، اور اگر اعتکاف کسی غیر اختیاری بھول چوک کی وجہ سے ٹوٹا ہے تو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ عشرہ اخیرہ کا ثواب اپنی رحمت سے عطا فرمادیں، اس لئے اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں بہتر یہی ہے کہ عشرہ اخیرہ ختم ہونے تک اعتکاف جاری رکھیں، لیکن اگر کوئی شخص اس کے بعد اعتکاف جاری نہ رکھے تو یہ بھی جائز ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے اس دن باہر چلا جائے، اور اگلے دن سے بنیت نفل پھر اعتکاف شروع کر دے۔

(احکام اعتکاف، ص ۲۸)

دوران اعتکاف، معتکف کا انتقال ہو جانا:

سوال: معتکف کا ۲۴ رمضان المبارک کو انتقال ہو گیا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اس کی نیت پورے عشرہ کے اعتکاف کی تھی اس کا اس کو اجر ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۷۸)

مستحبات اعتکاف:

اس فصل میں اعتکاف کے آداب اور مستحبات بیان کئے جاتے ہیں، اول معتکفین

ان کا پورا اہتمام رکھیں تاکہ اعتکاف کے حقیقی برکات و ثمرات نصیب ہوں۔

آداب و مستحبات اعتکاف:

- ① نیک اور اچھی باتیں کرنا ② قرآن شریف کی تلاوت کرنا ③ درود شریف پڑھتے رہنا ④ علوم دینیہ پڑھنا، پڑھانا ⑤ وعظ و نصیحت کرنا ⑥ جامع مسجد میں اعتکاف کرنا۔ ⑦ اپنی طاقت کے مطابق اپنے اوقات زیادہ سے زیادہ عبادت الہیہ میں صرف کرنا مثلاً نوافل پڑھنا، دینی کتابوں کا مطالعہ کرنا، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، حضرات انبیاء علیہم السلام کے صحیح واقعات، صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام و اولیاء کرام کے حالات و حکایات اور ان کے اقوال و ملفوظات کا مطالعہ کرنا۔ ⑧ تہجد، اشراق، چاشت، اور اوابین کی نماز اور تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد تمام کا اہتمام کرنا۔ ⑨ اذکار مسنونہ کا پڑھنا۔

جتنی تسبیحات آسانی سے پڑھ سکیں سب بہتر ہیں۔ اور تسبیحات یہ ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور جو استغفار یاد ہو وہ پڑھیں مثلاً: اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ يَا اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ يَا اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ۔ وغیرہ

تنبیہ: جو ذکر بھی کریں، توجہ اور دھیان سے کریں۔

- ⑩ جہاں تک ممکن ہو دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو اپنے قول اور فعل اور کسی بھی طرز عمل سے تکلیف پہنچانے سے سخت احتیاط کرنا۔

(تعلیم الاسلام، مسائل اعتکاف ص ۵۲، بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۲، وفتح القدیر)

معتکف کے لیے تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا حکم:

سوال: معتکف جب بھی وضو کرنے کے لیے جائے تو تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد پڑھے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

جواب: تحیۃ الوضو پڑھے اور تحیۃ المسجد دن میں ایک بار کافی ہے۔ وتستحب التحیۃ لداخلہ فان کان ممن یتکرر دخوله کفتہ رکعتان کل یوم الخ۔

(الاشباہ ص ۵۵۹ احکام المسجد الفن الثالث)

اعتکاف میں حدث اور با وضو رہنے کا حکم:

سوال: اعتکاف میں جاگتے اور سوتے بار بار حدث ہوتا ہو تو بار بار وضو کرنا ہوگا اور ایسی حالت میں تفسیر و فقہ کی کتب کا دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: با وضو رہنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۴)

اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے مسجد میں پردہ ڈالنے کا حکم:

اعتکاف میں پردہ ڈالنا اور نہ ڈالنا دونوں طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اگر پردہ ڈالنے سے ریاکاری، کبر، عجب پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو نہ ڈالے اور اگر ان امور کا اندیشہ نہ ہو تو یکسوئی کے لیے پردہ ڈال لینا بہتر ہے۔

البتہ فرض نماز کی جماعت ہونے لگے اور پردہ پڑے رہنے سے جماعت میں خلا رہ جانے کا خطرہ ہو تو پردہ ہٹا دینا چاہیے بلکہ بسترہ اور سامان بھی اٹھا لینا چاہیے۔ البتہ اگر مسجد بڑی ہو تو پردہ اور سامان نہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۶)

مسئلہ: معتکف کا اعتکاف کے لیے مسجد کے گوشہ میں چادر وغیرہ کا حجرہ یا خیمہ بنا لینا مستحب ہے اور اس میں ستر وغیرہ کی حفاظت ہے اس کے علاوہ اور بھی مصلحتیں ہیں، حضور ﷺ کے لیے چٹائی کا حجرہ بنانا ثابت ہے بدعت نہیں ہے البتہ معتکف ان باتوں کا خیال رکھے کہ ضرورت سے زیادہ جگہ نہ روکے نمازیوں کے ایذا کا سبب نہ بنے صفوں کی درستی میں مغل نہ ہو۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۶)

اگر اس کام کے لیے کسی نے مسجد میں چادریں رکھی ہیں تو مضائقہ نہیں مسجد کے پیسوں سے خریدی ہوں تو اس کو خیمہ کے لیے کام میں لانا درست نہیں اپنی ذاتی چادر

استعمال کرنا چاہیے۔ (مخص فتاویٰ رحیمیہ: جلد ۷ ص ۲۷۹ تا ۲۸۰)

صفوں کے درمیان لٹکی ہوئی معتکف کی چادروں کو بوقت ضرورت کھولنا:
مسئلہ: جماعت کے وقت اعتکاف والی جگہ کی ضرورت ہو تو پردہ کھول کر جگہ دینا
ضروری ہے پردہ نہ کھولے گا تو گنہگار ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۷)

اعتکاف کے مباحات

وہ چیزیں جو حالت اعتکاف میں معتکف کے لیے جائز ہیں۔
بعض باتیں اعتکاف کی حالت میں معتکف کے لیے جائز اور مباح ہیں جن کے
متعلق مسائل درج ذیل ہیں:

معتکف کا مسجد میں کھانا، پینا، سونا، اور لیٹنے کا حکم:
معتکف کو چاہیے کہ اپنا کھانا، پینا، سونا اور لیٹنا اور آرام کرنا سب مسجد میں رکھے
اس لیے کہ معتکف کے لیے یہ سب باتیں مسجد میں درست ہیں۔
(مسائل اعتکاف ص ۷۱، بحوالہ رد المحتار)

تمباکو، پان وغیرہ اشیاء کھانے کا حکم:
مسئلہ: مسجد میں تمباکو، پان وغیرہ اشیاء استعمال کرنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ
اشیاء بدبودار ہوں تو مسجد میں استعمال ناجائز ہے اور تقدس مسجد کے خلاف ہے اور اگر
بدبودار نہ ہو تو استعمال کی گنجائش ہے لیکن احتیاط پھر بھی بہتر ہے۔ تاہم معتکف نے یہ
چیزیں استعمال کیں تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ اور یہ مسئلہ فتاویٰ محمودیہ میں یوں لکھا ہے:-
”یہ تمام چیزیں معتکف کے لیے مسجد میں کھانا جائز ہیں بشرطیکہ بدبودار نہ ہوں۔“
(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۶)

رسول اللہ ﷺ کے لیے مسجد میں چار پائی کا بچھایا جانا:
معتکف مسجد میں چار پائی پر سو سکتا ہے کما فی سفر السعادة وابن ماجہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اعتکف طرح له فراشه او یوضع له سريره وراء اسطوانه التوبه .
(مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ ص ۱۸)

معتکف کا مسجد میں چار پائی بچھانا:

حالت اعتکاف میں معتکف کے لیے مسجد میں چار پائی بچھانا اور اس پر لیٹنا فی نفسہ جائز اور مباح ہے مگر آج کل مسجد میں چار پائی بچھانا عرفاً خلاف احترام سمجھا جاتا ہے اس لیے احتیاط بہتر ہے۔
(مختص از فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۰ جلد ۱۰)

البتہ اگر مسجد چھوٹی ہو اور چار پائی بچھانے کی وجہ سے نماز میں تنگی، اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو درست نہیں۔
(از عمران عثمان)

معتکف کا سامان ضرورت اپنے پاس رکھنا:

مسئلہ: معتکف کھانے پینے کی مختصر چیزیں اور ضروریات کا سامان بھی ساتھ رکھ سکتا ہے۔ لیکن اتنا نہ ہو کہ دوکان ہی لگالے یا نمازیوں کو جگہ گھر جانے کی وجہ سے تکلیف ہونے لگے۔ اور اسی طرح پڑھنے کے لیے دینی کتب بھی رکھ سکتا ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۷۷ بحوالہ رد المحتار جلد ۲ ص ۲۳۹)

معتکف کو مختصر سا بسترہ کھانا کھانے اور پانی پینے ہاتھ وغیرہ دھونے کے لئے برتن وغیرہ رکھنے کی اجازت ہے۔
(مسائل اعتکاف ص ۷۷ بحوالہ رد المحتار)

معتکف کا لباس تبدیل کرنا خوشبو استعمال کرنا، تیل لگانا اور کنگھی کرنا:

معتکف لباس تبدیل کر سکتا ہے، اسی طرح خوشبو استعمال کرنا سر اور ڈاڑھی میں تیل لگانا، کنگھی کرنا سب باتیں جائز ہیں۔
(مسائل اعتکاف ص ۷۷ بحوالہ بدائع الصنائع)

اعتکاف میں ناخن تراشنا، مونچھیں سنوارنا خط یا حجامت بنوانے کا حکم:

مسئلہ: معتکف کو مسجد میں ناخن تراشنا مونچھیں سنوارنا، خط یا حجامت وغیرہ بنوانے

کی بھی رخصت ہے۔ لیکن مسجد میں ناخن، پانی اور بال وغیرہ بالکل نہ گرنے پائیں۔

(مسائل اعتکاف ص ۱۸ بحوالہ فتح الباری)

تشریح: یہ باتیں اس شخص کو پیش آتی ہیں جو مسلسل ایک ماہ یا زیادہ کا اعتکاف کر رہا ہو ورنہ دس دن اعتکاف کرنے والے کو ان میں مشغول ہونا اچھا نہیں یہ کام اعتکاف کے بعد بھی ہو سکتے ہیں۔

حالت اعتکاف میں ڈاڑھی یا سر پر مہندی یا خضاب لگانا:
سوال: اعتکاف کی حالت میں ڈاڑھی یا سر کو مہندی یا خضاب مسجد میں بیٹھ کر لگا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد سے سر باہر نکال کر مہندی یا خضاب لگالے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۲۹)

حالت اعتکاف میں بدن کا کوئی حصہ دھونا یا کلی کرنا:

مسئلہ: اگر مسجد میں رہتے ہوئے معتکف اپنا سر، ڈاڑھی یا بدن کا کوئی حصہ دھونا چاہے یا کلی کرے تو اس بات کا پورا خیال رکھے کہ بالوں اور مستعمل پانی (یعنی استعمال شدہ پانی) سے مسجد بالکل ملوث نہ ہو، تیل سے مسجد کی صفیں، دیواریں اور صحن بالکل خراب نہ ہوں ورنہ ممنوع ہوگا۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۸ بحوالہ بدائع جلد ۲ ص ۲۸)

معتکف کا مسجد میں غسل کرنا:

حالت اعتکاف میں غسل تبرید (یعنی ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل) مسجد سے نکلے بغیر مسجد ہی میں درست ہے کسی ٹب وغیرہ بڑے برتن میں لے کر۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۴۴)

حالت اعتکاف میں گھر بار اور کاروبار کے متعلق ضروری بات کرنا:

مسئلہ: اپنے بچوں کے متعلق یا دوسری خرید و فروخت کی باتیں کرنا بھی بقدر

(مسائل اعتکاف ص ۱۸)

ضرورت جائز ہے۔

معتکف کا بقدر ضرورت خرید و فروخت کرنا:

معتکف تاجر یا کارخانہ دار ہو تو اپنے قائم مقام یا ماتحت ملازمین کو تجارت کی ضروری ہدایات دے سکتا ہے اور اس کے متعلق باتیں دریافت بھی کر سکتا ہے کسی خریدار سے ضروری باتیں کرنی ہوں تو بقدر ضرورت لین دین، سودا سلف کی باتیں کرنے کی گنجائش ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۷ بحوالہ بدائع جلد ۲ ص ۲۸۷)

☆ کھانے، پینے کی یا کوئی ضرورت کی چیز خریدنی ہو تو اس چیز کو دیکھنے کیلئے مسجد میں منگوا سکتا ہے تاکہ کوئی خراب چیز نہ آجائے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۷ بحوالہ بدائع ج ۲ ص ۲۸۷)

حالت اعتکاف میں بقدر ضرورت دنیوی گفتگو:

حالت اعتکاف میں دین کی باتیں کرنا باعث ثواب ہے اور ایسی باتیں کرنا کہ جن میں گناہ نہ ہو مباح ہیں اور بقدر ضرورت دنیوی باتیں کرنا بھی منع نہیں لیکن بات کرنے کا مشغلہ نہ بنائیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۸ بحوالہ حاشیہ شریانی)

حالت اعتکاف میں نکاح اور طلاق رجعی سے رجوع:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں معتکف اپنا یا دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے اور اگر بیوی کو طلاق رجعی دے رکھی ہو تو زبان سے اس سے رجوع بھی کر سکتا ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۲۸۷)

معتکف کا بیوی سے بقدر ضرورت مسجد میں بات چیت کرنا:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں ضرورت کی بات چیت بیوی سے کرنے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۵)

معتکف کا مسجد میں بیوی یا محرمات میں سے کسی سے ملنا:

مسئلہ: معتکف کے پاس حالت اعتکاف میں کوئی ضروری کام ہو تو بیوی یا

محرمات میں سے مثلاً والدہ، بیٹی، بہن وغیرہ مسجد میں آسکتی ہیں لیکن نماز کا وقت نہ ہو اور پردہ کے ساتھ آئیں۔ (کما جاء فی الحدیث)

اگر بیوی یا محرمات میں سے کچھ مستورات آئیں اور کوئی دوسرا شخص دیکھ رہا ہو تو اسی وقت صفائی کر دینی چاہیے کہ ان سے میرا یہ رشتہ ہے یا یہ میری بیوی ہے تاکہ دوسروں کو بدگمانی نہ ہو، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے۔ (کما جاء فی الحدیث)

(مسائل اعتکاف ص ۱۸)

معتکف کا ملاقاتیوں سے ملنا جلنا:

حالت اعتکاف میں معتکف ملاقاتیوں اور ملنے جلنے والوں سے خیریت دریافت کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص)

حکیم معتکف کا مریض کو دیکھ کر مسجد میں نسخہ لکھنا:

سوال: معتکف مسجد میں مریض کو دیکھ کر یا حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں؟ ایسے ہی اگر معتکف ضرورت طبعیہ سے باہر جائے تو باہر کسی مریض کے پوچھنے پر دوا بتا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مریض کو مسجد میں دیکھ کر اور حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے، اور علاج کر سکتا ہے اور معتکف اگر بضرورت طبعی مسجد سے باہر ہے اور کوئی مریض حال کہے اور دوا پوچھے تو بتلانا جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۳۱۰)

معتکف کا خاموش رہنا:

معتکف کا آرام کی غرض سے طبعی طور پر یا بلا ضرورت کلام کرنے سے بچنے کے لیے خاموش رہنا جائز ہے بلکہ بہتر ہے بشرطیکہ اس کو عبادت نہ سمجھتا ہو۔

(مسائل اعتکاف ص ۱۸ بحوالہ دارالحکام)

مسجد سے نکلے بغیر کوئی چیز باہر پھینکنا:

مسئلہ: معتکف بغیر مسجد سے نکلے ہڈی، گٹھلی، پانی وغیرہ باہر پھینک سکتا ہے اور

اس طرح مسجد ہی سے بوری، بستر وغیرہ دھوپ میں رکھ سکتا ہے۔ البتہ اگر ان میں سے کسی چیز کے لیے باہر نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ یہی حکم ہاتھ دھونے کا بھی ہے یعنی مسجد ہی سے ہاتھ باہر نکال کر دھونا تو جائز ہے لیکن ہاتھ دھونے کے لیے باہر نکلنا جائز نہیں۔
(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۲۸)

مسجد کی تعمیر میں معتکف کا کام کرنا:

سوال: تعمیر مسجد کا کام مسجد میں جاری ہے، معتکف مزدوری یا فی سبیل اللہ کام کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد سے باہر نہ جانا پڑے تو کر سکتا ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۸۰)

معتکف کا مسجد کے کسی بھی حصہ میں بیٹھنا:

مسئلہ: معتکف کے لیے مسجد میں ایک جگہ بیٹھنا ضروری نہیں۔ مسجد کے کسی بھی حصہ میں جانے کی اجازت ہے۔ مثلاً اندر گرمی ہو تو صحن مسجد میں آ سکتا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۰)

کتاب یا قرآن مجید پڑھنے کے لیے معتکف کا مسجد کا تیل جلانا:

مسئلہ: اوقات نماز میں جب تک چراغ جلنے کا عرف ہو جلا سکتا ہے اور اس کے بعد تیل دینے والوں کی اجازت سے جلا سکتا ہے۔

مکروہات اعتکاف

اعتکاف کی حالت میں بعض باتیں مکروہ اور منع ہیں اور بعض باتیں ناجائز اور حرام ہیں ان سب سے بچنے کا پورا خیال رکھیں۔
(مسائل اعتکاف ص ۱۹)

سوال: اعتکاف میں کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟

جواب: ① بالکل خاموشی اختیار کرنا اور اسے عبادت سمجھنا۔

۲) سامان مسجد میں لا کر بیچنا یا خریدنا۔

۳) لڑائی جھگڑا یا بے ہودہ باتیں کرنا۔ (تعلیم الاسلام ص ۱۷۱ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی)

حالت اعتکاف میں خاموش رہنے کا حکم:

مسئلہ: معتکف کو بالکل خاموشی اختیار کرنا اور اسے عبادت سمجھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر عبادت نہ سمجھے تو مکروہ نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۵۱ بحوالہ بحر الرائق)

سوال: علم الفقہ و بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ چپ اعتکاف میں بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا کتنی دیر چپ رہنا مکروہ تحریمی ہوگا، خادم کی عادت ہے کہ بعد عشاء، ترواح وغیرہ جب سوتا ہے تو پاس انفاس کا ذکر کرتا رہتا ہے، جو ابتداء میں حضور نے تعلیم فرمایا ہے، تو یہ چپ میں تو نہ شمار ہوگا؟ اور کتب دینیات کا دیکھنا یا وعظ وغیرہ کا یہ بھی تو چپ رہنے میں شمار نہ ہوگا؟ اور معتکف بات چیت کچھ کر سکتا ہے یعنی ضروری بات ضرورت کے مطابق، میں اس وقت قصد اپنے نفع کے لیے بالکل خاموش رہتا ہوں اشارہ سے کام لے لیتا ہوں، یا تحریر سے تو یہ کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب: فی الدر المختار و یکرہ تحریم صمت ان اعتقدہ قربۃ والا لا لحديث من صمت نجا و یجب ای الصمت کما فی تحریر الاذکار عن شر و تکلم الا بخیر (ج ۲ ص ۲۱۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جیسا سکوت آپ کا ہے یہ مکروہ نہیں بلکہ خیر ہے، البتہ کوئی سکوت ہی کو عبادت مستقلہ سمجھے وہ مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۸۲)

معتکف کا مسجد میں کاروبار کرنا:

مسئلہ: مسجد دنیاوی باتوں کا رو بار، معاملات کے لیے نہیں بنائی گئی اس لیے یہ سب چیزیں مسجد میں مکروہ ہیں مگر ان سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، ضرورت کے موقع پر کوئی دوسرا آدمی کام کرنے والا ملا نہیں اور مثلاً دوکاندار مسجد میں نماز کے لیے آیا

اس سے معتکف نے کہہ دیا کہ فلاں چیز اپنی دوکان سے ہمارے مکان پر بھجوادو تو اس کی اجازت ہے۔

طیب معتکف کا مریض کو نسخہ لکھنا:

مسجد دنیاوی باتوں، کاروباری معاملات کے لیے نہیں بنائی گئی، نہ مطب کے لیے بنائی گئی ہے اس لیے یہ سب چیزیں مسجد میں مکروہ ہیں مگر ان سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، ضرورت کے موقع پر کوئی دوسرا آدمی کام کرنے والا نہیں اور مثلاً دوکاندار مسجد میں نماز کے لیے آیا اس سے معتکف نے کہہ دیا کہ فلاں چیز اپنی دوکان سے ہمارے مکان پر بھجوادو تو اس کی اجازت ہے، اسی طرح کوئی مریض اتفاقاً آیا اس کو حکیم صاحب نے دوا تجویز کر دی جو ان کے مطب سے مل گئی تو مضائقہ نہیں مگر مستقل یہ مشغلہ وہاں اختیار نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۳)

حالت اعتکاف میں بے ضرورت دنیاوی کام میں مشغول ہونا:

حالت اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا ہاں اگر کوئی کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا دوسرا کوئی شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ مگر بیع (یعنی سامان تجارت) کا مسجد میں لانا کسی حالت میں جائز نہیں بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو۔ ہاں اگر مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ (علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶۶)

معتکف کو مسجد میں اجرت لے کر کوئی کام کرنا:

مسئلہ: معتکف کو حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر اجرت لے کر کوئی کام کرنا

جائز نہیں خواہ مذہبی تعلیم دینا ہو یا دین و دنیا کا اور کوئی کام ہو۔

(مسائل اعتکاف ص ۲۰ بحوالہ اشباہ، شامیہ)

حالت اعتکاف میں بچوں کو پڑھانا:

سوال: امام مسجد مکتب میں پڑھاتا ہے اور پڑھانے کی تنخواہ لیتا ہے اور وہ رمضان المبارک میں عشرہ اخیرہ کے اعتکاف میں بچوں کو مسجد میں تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اعتکاف کے لیے مدرسہ سے رخصت لے لی جائے، رخصت نہ ملے تو مجبورا مسجد کے اندر پڑھا سکتا ہے۔ ولو جلس المعلم فی المسجد والوراق یکتب فان کان المعلم یعلم للحسبة والوراق یکتب لنفسه فلا باس به لانه قربۃ وان کان بالاجرة یکره الا ان یقع لهما الضرورة کذا فی محیط السرخسی (رحمۃ جلد ۸ ص ۲۷۸ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری)

معتکف کا بیوی سے صحبت کرنا:

مسئلہ: اعتکاف کی حالت میں معتکف کو جان کر یا بھولے سے رات میں یا دن میں، مسجد میں یا گھر جا کر بیوی سے صحبت کرنا اور ہمبستری کرنا حرام ہے اور اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے جیسا کہ مفادات کے بیان میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

معتکف کا دوائی دٹی کرنا:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں معتکف کے لیے دوائی دٹی (یعنی بغل گیر ہونا، بوسہ لینا، شہوت سے بیوی کے بدن کو چھونا وغیرہ) بھی ناجائز ہے خواہ مخض دلاری کی خاطر بلا شہوت ہو لیکن اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا البتہ اگر انزال ہو گیا تو اعتکاف بھی فاسد ہو جائے گا۔ (مخص فتاویٰ رحمۃ جلد ۲۱۵ ص ۲۱۵، محمودیہ ۲۵/۱۰)

معتکف کا بیوی سے پیار اور محبت کی بات چیت کرنا:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں بیوی کے ساتھ پیار و محبت کی بات چیت کرنا مکروہ ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ صفحہ ۲۸۵)

حالت اعتکاف میں حرام باتوں سے اجتناب:

بعض باتیں ہر حال میں حرام ہیں لیکن حالت اعتکاف میں اور بھی سختی آتی ہے مثلاً غیبت کرنا، چغلی کرنا، لڑنا اور لڑانا جھوٹ بولنا، جھوٹی قسمیں کھانا، بہتان لگانا، کسی مسلمان کو ناحق ایذا پہنچانا، کسی کے عیب تلاش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، تکبر اور غرور کی باتیں کرنا، ریاکاری وغیرہ کرنا ان سے اور اس قسم کی باتوں سے خوب احتیاط رکھیں۔

(مسائل اعتکاف ص ۱۹ بحوالہ شامی جلد ۲ ص ۴۴۹)

البتہ مذکورہ بالا باتوں سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔
E-IQRA-Info

معتکف کو اخبارات پڑھنا:

معتکف کو بحالت اعتکاف ایسی کتابیں اور رسالے جن میں بیکار، جھوٹے قصے، کہانیاں ہوں، دہریت کے مضامین ہوں، اسلام کے خلاف تحریرات ہوں، فحش لٹریچر ہو، اسی طرح اخبارات کی جھوٹی خبریں پڑھنا، سننا نیز اخبارات عموماً تصویروں سے خالی نہیں ہوتے اور جانداروں کے فوٹوؤں کو مسجد میں لانا جائز نہیں اس لیے ان سب باتوں سے معتکف کو بچنا چاہیے۔
(اعتکاف کے فضائل: مسائل ص ۲۰)

اعتکاف کے دوران بے فائدہ باتوں سے اجتناب کا حکم:

سوال: کیا اعتکاف کے دوران فضول باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بسا اوقات انسان غیر اختیاری طور پر ایسی باتیں کر جاتا ہے جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا؟

جواب: اعتکاف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کثرت سے کی جائے لہذا دوران اعتکاف دنیاوی باتوں سے حتی الامکان اجتناب کرنا چاہیے تاہم دینی مسائل

پر گفتگو کرنا اور ضروریات اس سے مستثنیٰ ہیں، البتہ دنیاوی باتیں کرنے سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ حقانیہ جلد ۴ ص ۱۹۸، بحوالہ لفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۵۸۹ باب الاعتکاف)

مسئلہ: جو باتیں مباح ہوں جن کے کرنے میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے بوقت ضرورت، بقدر ضرورت کرنے کی اجازت ہے، لیکن بلا ضرورت مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ (در مختار) اس لیے فضول باتوں اور دنیاوی باتوں سے بچنا چاہیے۔

معتکف کو بلا ضرورت کسی شخص کو مباح باتیں کرنے کے لیے بلانا اور باتیں کرنا مکروہ ہے اور خاص اس غرض سے محفل جمانا جائز ہے۔ لہذا ایسا کرنے سے بچنا چاہیے۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۰ بحوالہ شامیہ جلد ۲ ص ۲۵۰)

اعتکاف میں سگریٹ پینے کا حکم:

معتکف کو مسجد میں سگریٹ، بیڑی، سگار، حقہ پینا جائز نہیں دوران اعتکاف ان سے حتی الامکان پرہیز کرے، جس طرح روزے کی بنا پر دن میں احتیاط کی، شب میں بھی اجتناب کرے، ہمت کرنے سے اللہ تعالیٰ توفیق دے ہی دیتے ہیں لیکن اگر کسی کو انتہائی شدید تقاضہ ہو اور کسی طرح برداشت کئے برداشت نہ ہوتا ہو تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب پیشاب پاخانے کے لیے مسجد سے باہر جائے تو راستہ میں اور بیت الخلا میں پی لے اور پھر کوئی ایسی چیز کھالے کہ منہ کی بدبو بالکل دور ہو جائے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۹)

معتکف کا مسجد میں چہل قدمی کرنا:

مسجد میں عمل غیر موضوع لہ مسجد (یعنی وہ کام جس کے لیے مسجد نہیں بنائی گئی) کرنا قصداً و اعتباراً ناجائز ہے اور یہ مشی (یعنی ٹھلنا) بھی ایسا ہی ہے لہذا منع کیا جاوے گا۔

(تمہ را بعد ادا الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۷)

مسئلہ: معتکف کے لیے ضرورتاً بقدر حاجت اجازت ہوگی جبکہ ٹھلنے کا طرز مسجد

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۱)

کے احترام کے خلاف نہ ہو۔

سوال: اعتکاف کی حالت میں مسجد کے اندر کیا چہل قدمی کی جاسکتی ہے؟ یہ مسجد کے احترام کے خلاف تو نہیں؟

جواب: چہل قدمی ایک تو تفریحا کی جاتی ہے، اس نقطہ نظر سے مسجد میں ٹہلنا مناسب نہیں، البتہ بعض لوگوں کو طبی اغراض کے تحت چہل قدمی کرنی ہوتی ہے۔ خاص کر ریاحی تکلیف، یا شوگر وغیرہ کی وجہ سے اس مقصد کے تحت چہل قدمی کرنا درست ہے، کیونکہ یہ علاج کے قبیل سے ہے، اور انسان کی بنیادی حاجات میں داخل ہے اور معتکف کے لیے مسجد میں ضروری امور انجام دینے کی اجازت ہے۔

(کتاب الفتاویٰ حصہ سوم ص ۴۵۷)

مفسدات اعتکاف کا بیان

بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے واجب اور مسنون اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور نفلی اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ چیزیں یہ ہیں:

۱۔ عذر قصد ایسا ہو مسجد سے باہر نکلنا

۲۔ حالت اعتکاف میں صحبت کرنا

۳۔ کسی عذر سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا، جیسے پانخانہ کے لیے گیا اور پانخانہ سے فارغ ہو کر بھی گھر میں کچھ دیر ٹھہرا رہا۔

۴۔ بیماری یا خوف کی وجہ سے مسجد سے نکلنا۔ (تعلیم الاسلام)

۵۔ مستقلاً غسل مباح یا کسی غیر ضروری کام کے واسطے نکلنے سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

۶۔ حالت اعتکاف میں غیر ضروری چیزوں کی خریداری کے واسطے مسجد سے نکلنا جائز

نہیں اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ (مسائل رمضان و اعتکاف ص ۲۲)

- (۷) اعتکاف مسنون اور واجب میں مفسد صوم (یعنی روزہ توڑنے والی چیز) کا پیش آنا۔
 (۸) اتنی مدت تک بے ہوش یا مجنون رہنا کہ جس میں نیت نہ پائے جانے کی وجہ سے روزہ فوت ہو جائے۔

مذکورہ مفسدات کی تفصیل

معتکف کا بلا ضرورت شرعیہ و طبعیہ اعتکاف والی مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: معتکف کو بلا ضرورت شرعیہ و طبعیہ اپنی اعتکاف والی مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں نہ رات میں نہ دن میں، ہر وقت اعتکاف گاہ میں رہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۲۱ بحوالہ عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۲)

تنبیہ: واضح رہے کہ مسجد سے نکلنا اس وقت کہا جائے گا جب پاؤں مسجد سے اس طرح باہر نکل جائیں کہ اسے عرفاً مسجد سے باہر نکلنا کہا جاسکے، لہذا اگر صرف سر مسجد سے باہر نکال دیا تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (واراد بالخروج انفصال قدمیہ)

(احکام اعتکاف ص ۴۵-۴۴ بحوالہ بحر الرائق ص ۳۲۶ ج ۲)

مسئلہ: معتکف ایک منٹ کے لیے بھی بلا ضرورت شرعیہ و طبعیہ اعتکاف گاہ سے باہر نکل جائے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۲۱ بحوالہ عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۲)

مسئلہ: بلا ضرورت شرعی و طبعی خواہ جان کر نکلے یا بھول کر ہر حال میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۲۱ بحوالہ عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۲)

تنبیہ: حاجات شرعیہ و حاجات طبعیہ کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

معتکف کا بھول کر مسجد سے نکلنا:

معتکف بھول گیا اسے خیال ہی نہ رہا کہ میں اعتکاف میں ہوں اور مسجد سے باہر

آگیا خواہ فوراً اعتکاف یاد آگیا یا کچھ دیر کے بعد تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا البتہ گنہگار نہ ہوگا۔
(مسائل اعتکاف ص ۲۲ بحوالہ قاضی خان)

معتکف کا خارج مسجد حصے کو مسجد سمجھ کر داخل ہونا:

مسئلہ: کوئی شخص احاطہ مسجد کے کسی حصہ کو مسجد سمجھ کر اس میں چلا گیا، حالانکہ درحقیقت وہ حصہ مسجد میں شامل نہ تھا، تو اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ گیا۔
(احکام اعتکاف ص ۴۵)

حاکم یا غیر حاکم کا زبردستی معتکف کو مسجد سے نکال دینا:

مسئلہ: کسی حاکم یا غیر حاکم نے زبردستی معتکف کو مسجد سے باہر نکال دیا مثلاً سرکاری وارنٹ آگیا یا قرض خواہ زبردستی کھینچ کر لے گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن معتکف گنہگار نہ ہوگا۔
(مسائل اعتکاف ص ۲۳ بحوالہ قاضی خان)

معتکف کا جنازہ میں شرکت کرنا یا عیادت کرنا:

حالت اعتکاف میں شرکت جنازہ اور عیادت مریض کے لیے اگر مسجد سے نکلے گا تو اعتکاف باقی نہیں رہے گا، البتہ بغیر اس کے جائے کام نہ چلے تو گنہگار نہیں ہوگا
(مسائل اعتکاف ص ۲۲، شامی جلد ۲ ص ۱۳۳)

☆ اس کی مثال اس طرح سمجھیں کہ جیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سامنے کوئی نابینا ہے جو کنویں میں گرنے کے قریب ہے اور کوئی خبردار کرنے والا نہیں تو یہ نمازی فوراً جا کر بچائے یا آواز دے کر کہہ دے تو یہ گنہگار نہیں ہوگا البتہ نماز فاسد ہو جائے گی، وہ باقی نہیں رہے گی۔
(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۰)

☆ جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ شرعی مسجد سے خارج ہوگی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، جنازہ کی نماز کے لیے نکلنا حاجت شرعیہ میں داخل نہیں ہے۔

(شخص از فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۷۷)

معتکف کا جنازہ میں شرکت کی غرض سے مسجد سے نکلنا یا مریض کی عیادت کی غرض سے نکلنا جائز نہیں اگر نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا البتہ گنہگار ہو گا یا نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے بغیر کام ہو جاتا ہو تو گنہگار ہو گا ورنہ نہیں۔

(مخلص از فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۴۰)

معتکف کا حاجت طبعیہ کیلئے نکلنے کے بعد شرکت جنازہ یا عیادت مریض: اگر قضاے حاجت جیسے ضرورت کے لیے نکلنے پر دیکھا کہ راستہ میں نماز جنازہ شروع ہو رہی ہے تو شریک ہو سکتا ہے۔ نماز سے قبل انتظار اور نماز کے بعد وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔ اسی طرح قضاے حاجت کے لیے اپنے راستہ پر چلتے چلتے عیادت کر سکتا ہے۔ عیادت اور نماز جنازہ کے لیے راستہ سے کسی جانب مڑنا یا ٹھہرنا جائز نہیں۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ ص ۵۰۹)

۱۹۲۸-۱۹۴۵ء

ضروری قاعدہ:

معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لیے مسجد سے باہر چلا جائے پھر جاتے ہوئے یا آتے ہوئے کوئی عبادت ادا کر لے تو یہ جائز ہے، مثلاً راستے میں کوئی بیمار مل گیا، چلتے چلتے راستے سے ہٹے بغیر اس کی بیمار پرسی کر لی یا نماز جنازہ تیار تھی راستے سے ہٹے بغیر اس میں شامل ہو گیا اور نماز کے فوراً بعد چل دیا اور اس کا بھی نہیں ٹھہرا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ امور عبادت ہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۹ بحوالہ احکام اعتکاف)

لیکن خاص ان کاموں ہی کے لیے مثلاً عیادت، نماز جنازہ کی نیت سے مسجد سے باہر آنا جائز نہیں ہے ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے، خوب سمجھ لیں، ایک تو انہی کاموں کے لیے مسجد سے باہر آنا یہ ناجائز ہے، ایک یہ کہ شرعی یا طبعی حاجت کے لیے باہر آئے پھر اتفاق سے یہ امور پیش آجائیں تو ان کو کرنا درست ہے۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ رد المحتار جلد ۲، ص ۴۳۵)

حاجات طبعیہ کیلئے نکل کر معتکف کا جنازہ میں شرکت اور عیادت مریض:
عیادت مریض کو مذکورہ بالا اجازت اس شرط سے مقید ہے کہ اس کے لیے
ٹھہرے نہیں بلکہ چلتے چلتے حال دریافت کرے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے موقوفاً مروی ہے: کانت اذا اعتکفت لا تسئل عن المریض الا وہی
تمشی ولا تقف (موطاء امام مالک) وقالت کان النبی ﷺ مر بالمریض وهو
معتکف فیمر کما هو ولا یعرج یسئل عنہ

(ابوداؤد شریف باب المعتکف ص ۳۳۵)

اس سے معلوم ہوا کہ حاجت طبعیہ کے لیے نکلنے کے بعد اپنے راستے سے ہٹ کر
بقصد عیادت نہ جائے بس راستہ میں مل جائے تو عیادت کرے نماز جنازہ کے لیے بھی
مالکیہ کے یہاں یہی شرط لکھی ہے کہ راستہ میں بلا انتظار جنازہ کی نماز میں شامل
ہو جائے تو گنجائش ہے (اوجز المسائل) حنفیہ کے یہاں بھی یہ تفصیل ملحوظ رکھنی چاہیے۔
(خیر الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۳۷)

معتکف کا حاجت طبعی کیلئے مسجد سے نکلنے کے بعد دوسری مسجد میں
جماعت ادا کرنا:

اگر معتکف کسی طبعی ضرورت یعنی پیشاب پاخانہ کے لیے باہر چلا جائے اور اس کو یہ
اندازہ ہو جائے کہ مجھے اپنی اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہیں ملے گی اور راستہ میں
کوئی مسجد ہے جس میں جماعت ہو رہی ہے یا تیار ہے تو ایسی صورت میں راستے کی مسجد
میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور فارغ ہوتے ہی اپنی مسجد میں چلے آنا جائز ہے۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ شامی جلد ۲ ص ۴۴۵)

معتکف کا غسل میت کے لیے مسجد سے نکلنا:

معتکف کا میت کو غسل دینے کے لیے نکلنا شرعی و طبعی حاجت میں داخل نہیں لہذا

اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا البتہ اگر کوئی شخص اس کے سوا غسل دینے والا نہ ہو تو گنہگار نہ ہوگا بلکہ اعتکاف توڑ کر مسجد سے نکلنا اور میت کو غسل دینا واجب ہے۔

(مخلص از فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۲)

کون سا غسل مفسد اعتکاف ہے:

جاننا چاہیے کہ غسل کی چند قسمیں ہیں:

① غسل واجب جیسے جنابت کا غسل ② غسل سنت جیسے جمعہ کا غسل ③ غسل مستحب جیسے لیلة القدر اور ۱۵ شعبان کی رات کا غسل ④ غسل تبرید یعنی ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل ⑤ غسل تنظیف یعنی میل کچیل دور کرنے کی غرض سے غسل۔ مذکورہ بالا غسلوں میں سے معتکف کو صرف غسل جنابت کے لیے مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے اس کے علاوہ کسی بھی غسل کے لیے مسجد سے نکلے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

غسل جمعہ، غسل تبرید اور غسل تنظیف کیلئے معتکف کا مسجد سے نکلنا:

غسل مسنون جیسے جمعہ کا غسل اور غسل تبرید اور غسل تنظیف وغیرہ حاجات شرعیہ اور حاجت طبعیہ میں داخل نہیں ہیں لہذا ان کے لیے مستقلاً معتکف کا مسجد سے نکلنا جائز نہیں بلکہ مفسد اعتکاف ہے البتہ اگر کوئی معتکف حاجت طبعیہ یا شرعیہ مثلاً جمعہ پڑھنے کے لیے یا قضاے حاجت کے لیے مسجد سے نکلے اور پھر تبعاً غسل کی اجازت ہے مگر ان شرائط کیساتھ ① غسل خانہ بیت الخلاء سے متصل ہو اور دور نہ ہو ② نہانے میں وضو سے زیادہ دیر نہ لگائی جائے۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسجد میں کپڑے اتار کر صرف لنگی میں چلا جائے اور نل کھول کر بدن پر پانی بہا کر فوراً نکل آئے نہ صابن لگائے اور نہ زیادہ لمبے اس طرح تنظیف تو نہیں ہوگی البتہ تبرید ہو جائے گی اور اگر مسجد کی طرف چلتے چلتے تولیہ سے بدن رگڑے تو کافی حد تک تنظیف بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن

احتیاط اسی میں ہے کہ غسل نہ کیا جائے۔

(تلخیص از امداد الاحکام، فتاویٰ محمودیہ، احسن الفتاویٰ، امداد الفتاویٰ)

معتکف کا مسجد میں غسل تبرید کرنا:

حالت اعتکاف میں غسل تبرید مسجد سے نکلے بغیر مسجد ہی میں درست ہے کسی شب

وغیرہ بڑے برتن میں لے کر (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۴)

سوال: تبرید کے لیے مسجد سے نکل کر معتکف کو غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں اگر ضرورت زیادہ ہو تو مسجد میں کوئی بڑا برتن رکھ کر اس میں بیٹھ کر نہالے اس طور پر کہ مسجد میں مستعمل پانی نہ گرنے پائے یا تولیہ بھگو کر نچوڑ کر بدن پر ملے متعدد بار ایسا کرنے سے بدن صاف ہو جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۰۷)

معتکف کا سرمندوانے اور غسل مستحب کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف کے لیے ایسے امور جو نظافت سے تعلق رکھتے ہیں (مثلاً سرمندانہ، غسل مستحب کرنا) ان کے لیے خارج مسجد جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: معتکف کے لیے سرمندانے اور غسل مستحب کے لیے مسجد سے نکلنا درست نہیں، مفسد اعتکاف ہے، سرمندانہ ضروری ہو تو اعتکاف کی جگہ میں چادر وغیرہ بچھا کر منداسکتا ہے اور پوری احتیاط رکھے کہ بال وغیرہ مسجد میں گرنے نہ پائیں۔ مراقی الفلاح میں ہے:

ولا یخرج منه الا لحاجة شرعية الخ اور غسل مستحب یہ حاجت شرعیہ

وطبعیہ میں داخل نہیں ہے عالمگیری میں ہے سئل ابو حنیفہ عن المعتکف اذا

احتاج الى الفصد والحجامة هل یخرج فقال لا

(تلخیص از فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۷ بحوالہ عالمگیری کتاب الخطر والاباحۃ الباب الخامس ج ۶ ص ۲۱۵)

اعتکاف مسنون میں غسل جمعہ یا غسل تبرید کے لیے نکلنا:

سوال: عشرہ اخیر رمضان کے اعتکاف مسنون میں جمعہ یا تبرید کے لیے غسل کرنے کی غرض سے خروج عن المسجد مفسد اعتکاف ہے یا متمم یا جائز غیر مفسد؟

جواب: جس یوم کا اعتکاف شروع ہو گیا ہے اس کے لیے مفسد ہے، بقیہ ایام کے لیے منہی و متمم ہے۔ البتہ منذور کے لیے مجموعہ کا بھی مفسد ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۸۵)

معتکف کا مہندی اتارنے اور غسل کے لیے مسجد سے باہر جانا:

سوال: مہندی اتارنے اور غسل کے لیے باہر جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں اعتکاف فاسد ہو جائے گا (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۱۲۹)

معتکف کا صرف کلی کرنے یا ہاتھ دھونے کے لیے مسجد سے نکلنا:

صرف کلی کرنے یا ہاتھ دھونے کے واسطے نکلنا جائز نہیں اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۴ ص ۵۱۰ مسائل رمضان و اعتکاف)

معتکف کا صرف ہاتھ دھونے یا منجن مسواک کرنے کیلئے مسجد سے نکلنا:

صرف ہاتھ دھونے یا منجن یا مسواک کرنے کی غرض سے معتکف کا نکلنا جائز نہیں مسجد ہی میں کسی برتن میں دھو لے، منجن یا مسواک وغیرہ وضو کے ساتھ کر سکتا ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ ص ۵۱۱)

معتکف کا دوائی لینے یا ڈاکٹر کو دکھانے کی غرض سے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: معتکف دوائی لینے کے لیے باہر چلا جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

دوائی کسی دوسرے آدمی سے منگوانی چاہیے۔ ڈاکٹر کو دکھانا ہو تو مسجد میں بلا لے۔

(مسائل اعتکاف ص ۲۶)

☆ دوا کے لیے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اس روز کی قضا لازم ہے البتہ

سخت مجبوری کی صورت میں نکلنے سے گناہ نہیں ہوگا، اعتکاف بہر حال فاسد ہو جائے گا۔ اور قضا لازم ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۲ ص ۵۱۸)

معتکف کا ختم قرآن سننے یا سنانے کے لیے دوسری مسجد میں جانا:
ختم قرآن سننے یا سنانے کے واسطے ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جانے سے اعتکاف نہ رہے گا۔ (مجموعہ رسائل بحوالہ عالمگیری ص ۳۵ ج ۲)

دیہاتی معتکف کا جمعہ کی غرض سے شہر جانا:
اگر ایک شخص دیہات کی مسجد میں جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو اعتکاف کے لیے بیٹھا تو اس شخص کے لیے جمعہ کی غرض سے مسجد سے نکل کر شہر جانا جائز نہیں۔ اگر اس غرض سے مسجد سے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (مختص از فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۲۳)

حافظ معتکف کا تراویح پڑھانے کے لیے دوسری مسجد جانا:
سوال: حافظ صاحب معتکف ہو گئے، تراویح پڑھانے دوسری مسجد میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ان کا بھی اعتکاف ختم ہو جائے گا (یعنی اگر تراویح پڑھانے کے لیے دوسری مسجد میں گئے تو اعتکاف ختم ہو جائے گا) (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۲)

معتکف کا تدریس، تقریر اور ملازمت کی غرض سے مسجد سے نکلنا:
مسئلہ: مدرسین، مقررین اور ملازمین کے لیے اپنی تدریس یا تقریر، ملازمت کے لیے مسجد سے نکلنا درست نہیں ہے اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

معتکف کا گرمی سے بچنے کے لیے مسجد سے باہر نکلنا:
مسئلہ: معتکف گرمی سے بچنے کے لیے مسجد کی حد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۵ بحوالہ البحر الرائق)

معتکف کا لوگوں سے گفتگو اور ملاقات کے لیے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: معتکف کا مسجد سے ضرورت شرعی جیسے نماز جمعہ اور ضرورت طبعی جیسے استنجاء وغیرہ کے لیے نکلنا درست ہے۔ عزیز ورشتہ دار سے ملنا نہ ضرورت شرعی ہے اور نہ ضرورت طبعی لہذا ان سے ملنے کے لیے مسجد شرعی کی حد سے باہر جانا درست نہیں۔ اگر باہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۶)

حالت اعتکاف میں مسجد سے خارج وضو خانہ وغیرہ کی صفائی کے لیے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: مؤذن اگر اعتکاف میں ہو تو وضو خانہ کی صفائی مسجد سے باہر ٹینکی کی صفائی، یا اس میں پانی بھرنے کے واسطے نہیں نکل سکتا اگر نکلے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

معتکف کا شادی میں شرکت کرنا:

سوال: معتکف کی یا کسی عزیز کی یا لڑکی کی شادی ہے شرکت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۱)

معتکف کا میٹنگ میں جانا:

سوال: معتکف سیاسی آدمی ہے ایک میٹنگ ہے کلام کرنا ہے اور ضروری ہے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر معتکف میٹنگ کے لیے گیا تو اس کا اعتکاف بھی ختم ہو جائے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۲)

معتکف کا ووٹ ڈالنے کے لیے جانا:

سوال: کیا معتکف رائے شماری میں ووٹ دینے جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر گیا تو اس کا اعتکاف بھی ختم ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۸۲)

حالت اعتکاف میں صحبت اور ہمبستری:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں ہمبستری کر لینے سے خواہ دن میں یا رات میں، بھول کر یا جان کر، خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، ہر حال میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
(مسائل اعتکاف ص ۲۴، بحوالہ قاضی خان)

مسئلہ: جماع کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، خواہ یہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً، دن میں کرے یا رات میں، مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر، اس سے انزال ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (احکام اعتکاف ص ۴۶ بحوالہ ہدایہ)

حالت اعتکاف میں بیوی سے بوس و کنار کرنا:

مسئلہ: بوس و کنار اعتکاف کی حالت میں ناجائز ہے، اور اگر اس سے انزال ہو جائے تو اس سے اعتکاف بھی ٹوٹ جاتا ہے، لیکن انزال نہ ہو تو ناجائز ہونے کے باوجود اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔
(احکام اعتکاف ص ۴۶، بحوالہ ہدایہ)

معتکف کا سخت بیماری کی وجہ سے گھر جانا:

مسئلہ: معتکف خود سخت بیمار ہو جائے جس سے مسجد میں ٹھہرنا مشکل ہو تو معتکف گھر جاسکتا ہے اور اس چلے جانے سے اعتکاف تو ٹوٹ جائے گا لیکن گنہگار نہ ہوگا۔
(مسائل اعتکاف ص ۲۳)

معتکف کا جان و مال کے خطرہ کے پیش نظر گھر چلا جانا:

معتکف کو اپنی جان یا مال کا قوی خطرہ ہو یا گھر میں کسی کی جان و مال آبرو میں واقعی خطرہ ہو جائے جس کے دفع کرنے پر بحالت اعتکاف قادر نہ ہو تو ایسی صورت میں گھر چلا جائے تو گنہگار نہ ہوگا لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۳)

حالت اعتکاف میں روزہ کا ٹوٹ جانا یا چھوٹ جانا:

اگر معتکف کا روزہ کسی وجہ سے فاسد ہو گیا یا کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو اس سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا خواہ بوجہ عذر ہو یا بلا کسی عذر کے ہو کیونکہ اعتکاف واجب یا مسنون کی بقاء کے لیے روزہ شرط ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے، اس لئے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، خواہ یہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے ٹوٹا ہو، ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یا د تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہو گیا جو روزہ کے منافی تھا، مثلاً صبح صادق طلوع ہونے کے بعد تک کھاتا رہے یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے، یا روزہ یاد ہونے کے باوجود کلی کرتے وقت غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا، تو ان تمام صورتوں میں روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اعتکاف بھی ٹوٹ گیا لیکن اگر روزہ ہی یاد نہ رہا اور بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے بھی روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی فاسد نہیں ہوا۔

(احکام اعتکاف ص ۴۶-۴۵، بحوالہ درمختار دمشی ص ۱۳۶ ج ۲)

حالت اعتکاف میں جنون اور بیہوشی کا حکم:

مسئلہ: صرف بیہوشی اور جنون کے پائے جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، بلکہ ایسی بے ہوشی اور جنون سے اعتکاف ٹوٹتا ہے کہ جس میں نیت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے روزہ فوت ہو جائے۔

کیونکہ اعتکاف واجب اور مسنون کے درست ہونے کے لیے روزہ شرط ہے، اور روزہ کے درست ہونے کیلئے نیت کا وقت کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔ جبکہ بیہوشی اور جنون کی حالت میں انسان نیت نہیں کر سکتا۔ لہذا ایسی بیہوشی اور جنون کہ

جس میں نیت کا وقت گزر جائے تو اس کی وجہ سے روزہ فوت ہو جاتا ہے۔ اور روزہ کے فوت ہو جانے سے اعتکاف مسنون ٹوٹ جاتا ہے۔

اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل مسائل پیش کیے جاتے ہیں۔
مسئلہ: ایک معتکف شخص رمضان المبارک میں غروب آفتاب سے پہلے بے ہوش ہوا اور دوسرے دن زوال کے بعد ہوش میں آیا۔ تو اس بیہوشی کی صورت میں اس شخص کا اعتکاف مسنون ٹوٹ جائے گا۔

کیونکہ رمضان کے روزے کی نیت کا وقت زوال سے پہلے پہلے تھا۔ جبکہ یہ شخص اس عرصہ میں بیہوش رہا۔ جس کی وجہ سے اس شخص کا روزہ فوت ہو گیا۔ اور جب روزہ ہی نہ رہا تو اعتکاف مسنون بھی ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ اعتکاف مسنون کیلئے روزہ شرط تھا۔ جو کہ فوت ہو چکا ہے۔

مسئلہ: ایک معتکف شخص، غروب آفتاب (افطاری) کے بعد بیہوش اور مجنون ہوا، پھر اسی بیہوشی یا جنون کی حالت میں دوسرا پورا دن گزر کر غروب آفتاب ہو گیا۔ پھر سحری کے وقت یہ شخص ہوش میں آیا، یا جنون سے افاقہ ہوا۔ اور اس شخص نے سحری کر کے روزہ رکھ لیا۔ تو یوں اس شخص کا اعتکاف اس بیہوشی یا جنون کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔

کیونکہ جب یہ (افطاری کے بعد) بیہوش ہوا تو اس وقت اگلے دن کے روزے کی نیت کا وقت شروع ہو چکا تھا۔ (اور بحیثیت مسلمان اس شخص کے دل میں یہ نیت ضرور ہوگی کہ میں کل بھی روزہ رکھوں گا۔ اور وقت کے اندر اتنی نیت پائی گئی تو وہ روزہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔)

لہذا یہ شخص اس مذکورہ نیت کی وجہ سے بیہوشی کی حالت میں بھی روزہ دار ہی شمار ہوگا۔ پس اس دن کا روزہ تو درست ہوا۔ رہا اگلے دن کا روزہ تو سحری میں نیت کی وجہ سے وہ بھی درست ہو گیا جب دونوں دن کے روزے درست ہو گئے تو اس بیہوشی کی

وجہ سے اعتکاف بھی نہیں ٹوٹے گا۔

معتکف کا کھانا لینے کے لیے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: معتکف کو کھانا منگوانے کا انتظام کر لینا چاہیے خواہ گھر سے کوئی لے آیا کرے یا ہوٹل والے کو کہہ دے اس کا ملازم وقت پر پہنچا دیا کرے، جب انتظام ہو جائے تو معتکف کو خود کھانا لینے کے لیے باہر جانا جائز نہیں اگر چلا جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بحر الرائق)

مسئلہ: معتکف کا باوجود کوشش کے کوئی کھانا لانے کا انتظام نہیں ہو سکا تو خود ہی گھر سے یا ہوٹل سے تندور پر سے لے آنا درست ہے لیکن بلا ضرورت وہاں نہ ٹھہرے کم از کم اتنا تو کہہ سکتا ہے کہ میں فلاں وقت کھانا لینے آیا کروں گا تاکہ دوکاندار خیال رکھے اور اس کو سب سے پہلے فارغ کر دے اور یہ کھانا لانا غروب آفتاب کے وقت درست ہے غروب سے پہلے ہر گز نہ جائے کیونکہ غروب آفتاب سے پہلے ضرورت ثابت نہیں ہوتی اسکے بعد پھر سحری کے آخری وقت تک جانے کا اختیار ہے بعد میں نہیں کھانا مسجد میں لا کر کھانا چاہیے۔

مسئلہ: کوئی شخص معتکف کا کھانا لا سکتا ہے، لیکن نخرے بہت کرتا ہے تو ایسی صورت میں معتکف خود جا کر لا سکتا ہے اسی طرح کھانا لانے کی اجرت بہت زیادہ مانگے تب بھی خود لے آنا جائز ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ روح الجوار)

معتکف کا مقدمہ کے لیے نکلنا:

سوال: ایک شخص معتکف ہے اور عشرہ اخیرہ میں اس کے ایک مقدمہ کی تاریخ ہے اس دن کورٹ (پچھری) میں اس کی حاضری ضروری ہے صورت مسئلہ میں یہ معتکف مجبوری کی وجہ سے کورٹ میں حاضری دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مقدمہ کے لیے نکلے گا تو اس کا سنت مؤکدہ اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اگر

مجبوراً نکلنا پڑ رہا ہے تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور صاحبین کے مسلک کے مطابق اگر نصف یوم سے زیادہ باہر نہ رہے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ ایسی مجبوری کی حالت میں اس مسلک پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ وقالوا ان خرج اكثر اليوم فسد والا فلا
(مراقی الفلاح مع الخطاوی ص ۴۰۹ فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۳)

ڈیوٹی کے ساتھ اعتکاف:

سوال: میں ایک سرکاری ملازم ہوں اور میری ڈیوٹی اچم پیٹھ کے قریب ایک گاؤں میں رہتی ہے اس گاؤں کی مسجد کے کمرے میں قیام ہے گاؤں میں مسلمانوں کی کثیر تعداد ہے، بروز جمعہ بھر جاتی ہے، بلکہ تنگ دامن کی شکایت کرتی ہے، گاؤں میں بزرگ احباب بھی ہیں، لیکن گزشتہ دو سال سے میرا مشاہدہ ہے کہ کوئی بھی شخص ماہ رمضان کے آخر میں اعتکاف کرنے کو تیار نہیں ہوتا حالانکہ کئی طرح سے کئی بار اعتکاف کی اہمیت بتلائی گئی، جو شاید فرض کفایہ ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ میں کم از کم آخری دہے (یعنی دس دن) گاؤں کی مسجد میں اعتکاف کر لوں چونکہ ملازم ہوں اور اپنے عہدہ کے لحاظ سے روزانہ دفتر حاضر ہونا ضروری ہوتا ہے، کیا میں دن میں دو چار گھنٹے آفس کا کام دیکھتے ہوئے نماز ظہر سے قبل روزانہ داخل مسجد ہو کر اعتکاف پورا کر سکتا ہوں، کیا اس طرح اعتکاف درست ہوگا؟ (سید انوار الحسن، اچم پیٹھ)

جواب: یہ بات بہت افسوس ناک ہے کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ہونے کے باوجود گاؤں میں کوئی شخص اعتکاف کے لیے تیار نہیں، اعتکاف سنت کفایہ ہے، اور اگر محلہ میں کوئی شخص بھی مسجد میں معتکف نہ ہو تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے اس لیے گاؤں کے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں متوجہ کرنا چاہیے آپ نے اعتکاف کی جو صورت لکھی ہے، امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ صورت درست نہیں کیونکہ امام صاحب کے یہاں کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے بغیر ایک لمحہ کے لیے بھی مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں، اور

نکل جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ سہولت ہے کہ اگر آدھے دن سے کم مقدار مسجد سے باہر رہا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، آدھے دن سے زیادہ دن مسجد سے باہر رہے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

”وقالا لا یفسد الا باکثر من نصف یوم وهو الاستحسان۔ فینبغی

(البحر ج ۲ ص ۳۰۳)

۵۰۱۹۲۸-۱۹۶۸

ترجیح قولہما“

لہذا اگر آپ دس روز کی مکمل رخصت نہیں لے سکتے تو بوجہ مجبوری یہی صورت اختیار کر لیں، ان دونوں فقہاء کے قول پر آپ کا اعتکاف درست ہو جائے گا، اور بعض اہل علم نے انہی حضرات کی رائے پر فتویٰ دیا ہے۔

(ہدایہ مع فتح القدیر، کتاب الفتاویٰ تیسرا حصہ ۳۵۳ از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

اعتکاف فاسد ہونے کی چند صورتیں:

- ① طالب علم معتکف کا سبق سنانے مدرسہ جانا ② معتکف کا گھر کی چوری کی رپورٹ لکھوانے کے لیے مسجد سے نکلنا ③ مولانا صاحب معتکف کا پڑھانے کی غرض سے مدرسہ جانا ④ معتکف کو پولیس یا کسی اور آدمی کا جبراً مسجد سے نکال کر لے جانا ⑤ معتکف کا جان کے خوف سے مسجد کو چھوڑ کر فرار اختیار کرنا ⑥ ماسٹر صاحب معتکف کا ٹیوشن پڑھانے کے لیے خارج مسجد جانا ⑦ معتکف کا سوکھے ہوئے کپڑے اٹھانے کے لیے مسجد سے باہر جانا۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۷۲ تا ۲۸۶)

کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے؟

مندرجہ ذیل صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے:

مسئلہ: اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری پیدا ہوگئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے ممکن نہیں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

(احکام اعتکاف ص ۴۶ بحوالہ شامی)

معتکف کا سخت بیماری کی وجہ سے گھر جانا:

مسئلہ: معتکف خود سخت بیمار ہو جائے جس سے مسجد میں ٹھہرنا مشکل ہو تو معتکف گھر جاسکتا ہے، اور اس چلے جانے سے اعتکاف تو ٹوٹ جائے گا لیکن گنہگار نہ ہوگا۔
(مسائل اعتکاف ص ۲۳)

مسئلہ: ماں، باپ، بیوی، بچوں میں سے کسی کی سخت بیماری کی وجہ سے بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

مسئلہ: کسی ڈوبتے یا جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لئے بھی اعتکاف توڑ کر باہر نکل آنا جائز ہے۔
(احکام اعتکاف ص ۴۶ بحوالہ شامی)

مسجد میں لگی آگ بجھانے کے لیے معتکف کا کنویں پر پانی لینے جانا:
سوال: مسجد میں آگ لگ گئی معتکف پانی ڈھونڈنے آگ بجھانے کو کنویں پر جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر گیا تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔
(محمود یہ جلد ۱۰ ص ۲۸۳)

معتکف کا مسجد کے پڑوس میں لگی ہوئی آگ بجھانے جانا:

سوال: مسجد کے پڑوس میں آگ لگ گئی معتکف آگ بجھانے جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر گیا تو اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا۔
(محمود یہ جلد ۱۰ ص ۲۸۳)

مسئلہ: کوئی شخص زبردستی باہر نکال کر لے جائے مثلاً حکومت کی طرف سے گرفتاری کا وارنٹ آجائے تو بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (احکام اعتکاف ص ۴۷ بحوالہ شامی)

مسئلہ: اگر کوئی جنازہ آجائے اور کوئی نماز پڑھانے والا نہ ہو تب بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔
(احکام اعتکاف ص ۴۷، بحوالہ فتح القدیر ص ۱۱۱ ج ۲)

ان تمام صورتوں میں باہر نکلنے سے گناہ تو نہیں ہوگا لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(احکام اعتکاف ص ۴۷ بحوالہ بحر الرائق ص ۳۲۶ ج ۲)

معتکف کو پیش آنے والی حاجات کا بیان:

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے معتکف کو جتنی حاجات اور ضروریات اعتکاف گاہ سے نکلنے کے لیے پیش آتی ہیں ان کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

① حاجات شرعیہ ② حاجات طبعیہ ③ حاجات ضروریہ

ان تینوں کی تعریفات آگے اپنے مقام پر آرہی ہیں۔ ان شاء اللہ

اصولی بات: معتکف کا حاجات شرعیہ، حاجات طبعیہ اور حاجات ضروریہ تینوں کے لیے نکلنا جائز ہے اور معتکف گنہگار بھی نہیں ہوتا، البتہ حاجات شرعیہ اور طبعیہ کے لیے نکلنے کی وجہ سے اعتکاف بھی نہیں ٹوٹتا اور حاجات ضروریہ کے لیے نکلنے کی وجہ سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

حاجات شرعیہ کا بیان

حاجات شرعیہ کی تعریف:

جن امور کی ادائیگی شرعاً فرض اور واجب ہو اور اعتکاف گاہ میں معتکف انہیں ادا نہ کر سکے ان کو حاجات شرعیہ کہتے ہیں مثلاً جمعہ کی نماز اور عیدین وغیرہ کی نماز۔

(مسائل اعتکاف ص ۲۷ بحوالہ البحر الرائق)

معتکف کا نماز جمعہ کے لئے نکلنا:

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جائے جس میں نماز جمعہ ہوتی ہو، تاکہ جمعہ کیلئے باہر نہ جانا پڑے، لیکن اگر کسی مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی مگر پنج وقتہ نماز ہوتی ہے تو اس میں بھی اعتکاف کرنا جائز ہے۔ (شامی، عالمگیری)

مسئلہ: ایسی صورت میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا بھی جائز ہے لیکن اس غرض کے لئے ایسے وقت اپنی مسجد سے نکلے جب اسے اندازہ ہو کہ جامع مسجد

بیہنچنے کے بعد وہ چار رکعت سنت ادا کرے گا تو اس کے فوراً بعد خطبہ شروع ہو جائے گا۔
(احکام اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ عالمگیری)

شہری معتکف کا جمعہ کی غرض سے مسجد سے نکلنا:

جو شخص شہر کی کسی ایسی مسجد میں معتکف ہو جہاں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو اس معتکف کے لیے جمعہ والی مسجد میں جانا جائز ہے۔ البتہ ایسے وقت میں جانا چاہیے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے وہاں پہنچ کر دو رکعت نفل تحیۃ المسجد اور چار رکعت سنتیں اطمینان سے پڑھ لے اور اس مقدار کا اندازہ خود معتکف کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے اگر اندازے میں غلطی ہو جائے یعنی کچھ پہلے پہنچ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر جمعہ کے فرضوں کے بعد سنت پڑھنے کے لیے ٹھہرنا بھی جائز ہے مگر بلا ضرورت دیر نہ لگائے بلکہ چھ رکعت سنتیں اور دو نفل پڑھ کر اپنی اعتکاف والی مسجد میں فوراً آ جانا چاہیے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۶۱ و علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶۵) بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص ۴۴۵

مسئلہ: جب کسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے گیا تو فرض پڑھنے کے بعد سنتیں بھی وہاں پڑھ سکتا ہے لیکن اس کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں تاہم اگر ضرورت سے زیادہ ٹھہر گیا تو چونکہ مسجد میں ٹھہرا ہے اس لئے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(احکام اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ بدائع الصنائع ص ۱۱۴ ج ۲)

مسئلہ: جمعہ کی سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد جامع مسجد میں اگر کچھ زیادہ ٹھہر جائے تو جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ جس مسجد میں اعتکاف کرنے کا التزام کیا ہے اس کی ایک طرح کی مخالفت ہے۔

مسئلہ: معتکف جامع مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے لیے جائے اور وہیں ایک رات دن اس سے کم و بیش ٹھہرا رہے یا بقیہ اعتکاف وہیں پورا کرنے لگے تب بھی جائز تو ہے یعنی اعتکاف نہ ٹوٹے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۲۸ بحوالہ بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۸۳)

معتکف کا عید کی نماز کے لیے نکلنا:

عیدین کے روز اعتکاف کرنا معصیت ہے، لیکن اگر کوئی شخص اعتکاف کر ہی لے تو اس کو عید کی نماز کے لیے جمعہ کی نماز کی طرح چلے جانا چاہئے اور عید کی نماز سے فارغ ہو کر فوراً اعتکاف گاہ میں آ جانا چاہیے، عید کی نماز کے لیے جانا حاجت شرعیہ میں داخل ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۸ بحوالہ درمختار ج ۲، ص ۴۴۵)

ایسی جامع مسجد کا معتکف جس میں جماعت نہ ہوتی ہو آیا جماعت کی نماز کے لیے محلہ کی مسجد میں جاسکتا ہے؟

معتکف کو اپنی مسجد میں کسی وجہ سے جماعت نہ مل سکی مثلاً پیشاب، پاخانہ کے لیے چلا گیا تھا، مسجد میں آیا تو معلوم ہوا کہ جماعت ختم ہو گئی ہے تو اب دوسری مسجد میں جماعت کی خاطر باہر جانا جائز نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۹)

معتکف کا اذان دینے کے لیے مسجد سے نکل کر اذان خانہ پر جانا:
سوال: معتکف اذان دینے کے لیے ماذنہ (یعنی اذان دینے کی جگہ) پر جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اذان دینے کی جگہ مثلاً منارہ اور محراب وغیرہ مسجد کے اندر ہو تو معتکف مؤذن کو ہر حال میں اذان دینے کے لیے اس جگہ جانا بلاشبہ جائز ہے خواہ اس کو اذان کے لیے مقرر کیا گیا ہو یا نہ مقرر کیا گیا ہو۔

اور اذان کے علاوہ کسی اور غرض سے اس جگہ جانا مثلاً کھانے پینے لیٹنے اور بیٹھنے کے لیے بھی جائز ہے۔

(ملخص از فتاویٰ محمودیہ احسن الفتاویٰ جلد ۴ ص ۵۸، مسائل اعتکاف ص ۳۰ بحوالہ بذائع ج ۲، ص ۲۸۴)

مسئلہ: اذان دینے کی جگہ مثلاً منارہ، حجرہ یا محراب کی بغل میں کوئی جگہ مقرر ہے

جو مسجد سے خارج ہے مگر اس میں جانے کا دروازہ مسجد کے اندر سے ہے تو معتکف مؤذن اور غیر مؤذن دونوں کو اس جگہ اذان دینے کے لیے جانا یا کسی اور غرض سے جانا سب جائز ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۰ بحوالہ شامی ج ۲، ۴۴۵)

مسئلہ: اذان دینے کی جگہ جیسے منارہ یا حجرہ وغیرہ اگر مسجد سے خارج ہے اور ان میں جانے کا دروازہ اور راستہ بھی مسجد سے خارج ہے تو معتکف مؤذن اور غیر مؤذن اس جگہ صرف اذان دینے کے لیے جاسکتے ہیں، اذان کے علاوہ اور کسی غرض سے مثلاً کھانا کھانے، لیٹنے، بیٹھنے اور ہوا خوری کے لیے معتکف مؤذن اور غیر مؤذن کسی کو حالت اعتکاف میں اس جگہ جانا جائز نہیں، اور معتکف مؤذن کو بھی اذان دے کر فوراً مسجد میں واپس آ جانا چاہیے۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۰ بحوالہ شامی جلد ۲، ص ۴۴۵)

مسئلہ: اوپر منارہ وغیرہ پر جانے کے لیے جو مسائل لکھے گئے ہیں اور ان میں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ اعتکاف مسنون اور اعتکاف واجب کے لیے ہے۔ نفلی اعتکاف والا ان جگہوں پر ہر وقت جاسکتا ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۱ بحوالہ عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۲)

معتکف کا زیر ناف بالوں کو صاف کرنے کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دوران اعتکاف چالیس دن کی مدت پوری ہوگئی اب آیا زیر ناف بال کاٹنے کے لیے مسجد سے نکل سکتا ہے یا نہیں؟ کیا یہ حاجت طبعیہ میں داخل ہے یا حاجت شرعیہ میں؟

جواب: واضح رہے کہ زیر ناف بال چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا حرام اور ناجائز ہے اور ایک ہفتہ میں کاٹنا مستحب ہے اور معتکف کو چاہئے کہ زیر ناف بال وغیرہ صاف کر کے اعتکاف میں بیٹھے، لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکا اور اعتکاف مسنون میں بیٹھ گیا اور چالیس دن سے تجاوز کر رہا ہے تو پھر دوران اعتکاف جب قضاء حاجت کے لیے مسجد

سے نکلے تو زیناف کی صفائی بھی کر لے اور چونکہ یہ حاجت شرعیہ میں داخل ہے اور حاجت شرعیہ کے لیے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔ اس لیے ان بالوں کی صفائی کے لیے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔ اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔
(مختص فتویٰ ۱۶۳۱/۱۱۱۱ از دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

حاجات طبعیہ کا بیان

حاجات طبعیہ کی تعریف: ایسے امور جن کے کرنے میں انسان مجبور ہے اور وہ مسجد میں نہیں ہو سکتے ان کو حاجات طبعیہ کہتے ہیں۔ جیسے پیشاب، پاخانہ استنجا، غسل جنابت وغیرہ۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ رد المحتار جلد ۲، ص ۴۴۵)

معتکف کا قضاے حاجت کے لئے نکالنا:

مسئلہ: معتکف قضاے حاجت یعنی پیشاب، پاخانہ کی ضرورت سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، جہاں تک پیشاب کا تعلق ہے اس کے لئے مسجد کے قریب ترین جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہئے لیکن پاخانہ کے لئے جانے میں تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضاے حاجت ممکن ہے تو وہیں قضاے حاجت کرنا چاہئے کہیں اور جانا درست نہیں، لیکن اگر کسی شخص کیلئے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضاے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس غرض کے لئے اپنے گھر چلا جائے، خواہ مسجد کے قریب بیت الخلاء موجود ہو۔ (شای) لیکن جس شخص کو یہ مجبوری نہ ہو اسے مسجد کا بیت الخلاء ہی استعمال کرنا چاہئے، اگر ایسا شخص مسجد کا بیت الخلاء چھوڑ کر چلا جائے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: لیکن اگر مسجد میں کئی بیت الخلاء نہ ہوں یا اس میں قضاے حاجت ممکن نہ ہو

یا سخت دشوار ہو تو قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر جانا جائز ہے، خواہ وہ گھر کتنی ہی دور ہو۔
مسئلہ: اگر مسجد کے قریب کسی دوست یا عزیز کا گھر موجود ہو تو قضائے حاجت کے لئے اس کے گھر جانا ضروری نہیں، بلکہ اس کے باوجود اپنے گھر جانا جائز ہے، خواہ گھر اس دوست یا عزیز کے مکان کے مقابلے میں دور ہو۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو اس کو چاہئے کہ قریب والے گھر میں جا کر قضائے حاجت کرے، دور والے گھر میں جانے سے بعض علماء کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔
 (شامی و عالمگیری)

www.E-IQRA.info

بیت الخلاء خالی ہونے کا انتظار کرنا:

سوال: اگر معتکف رفع حاجت کے لیے جائے اور بیت الخلاء خالی نہ ہو تو کیا بیت الخلاء کے باہر انتظار کرے یا فوراً اپنی جگہ پر مسجد میں واپس چلا جائے اور پھر کچھ دیر بعد واپس آئے؟ بعض اوقات ایسی صورت میں کئی کئی مرتبہ جانا اور لوٹنا پڑتا ہے؟۔

جواب: ایسی ضرورت کے وقت وہیں انتظار کرنا جائز ہے (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۱)
مسئلہ: اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہرنا جائز نہیں، اگر ٹھہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔
 (حوالہ بر جندی ص ۲۲۳)

معتکف بیت الخلاء سے نکل کر کتنا اور کیا کام کر سکتا ہے؟

معتکف کا بیت الخلاء سے نکل کر مندرجہ ذیل امور کے لیے مستقلاً ٹھہرنا جائز نہیں۔
 ① بیوی بچوں سے بات چیت کرنا ② باہر سے آئی ہوئی ڈاک پڑھنا ③
 مہمانوں سے بات چیت کرنا ④ جو لوگ باہر سے آئے ہوئے ہوں ان سے سلام
 و دعا اور خیر و عافیت دریافت کرنا ⑤ کپڑے بدلنا اور نہانا اور کپڑے دھونا۔

البتہ ضروری بات سلام و دعا مہمان سے کر سکتا ہے۔

(ملخص از فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۳۱)

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اعتکاف کرنے والا جب کسی ضرورت سے باہر نکلے تو اسے بات چیت کرنا جائز نہیں یہ غلط ہے چلتے چلتے بات چیت کرنا جائز ہے ہاں بات چیت کے لیے یا کسی اور کام کے لیے ٹھہرنا جائز نہیں ہے۔

معتکف کے حاجت طبعیہ کے لیے جاتے ہوئے راستہ میں کوئی چیز خریدنے کا حکم:

مسئلہ: ایک شخص حالت اعتکاف میں مسجد سے گھر کو رفع حاجت کے لیے جاتے ہوئے راستہ میں برف کا ٹکڑا خرید کر لے گیا، یا سحری کے وقت رفع حاجت کے لیے گیا۔ ضمناً کھانا کسی روزہ دار کو دے دیا اور اپنا کھانا لا کر مسجد میں کھایا۔ ان دونوں صورتوں میں اعتکاف تو فاسد نہیں ہوا اگر فاسد ہو گیا تو قضا لازم ہے؟

جواب: اگر ان دونوں صورتوں میں معتد بہ توقف کرنے کی نوبت نہیں آئی (جس سے کہ کوئی دوسرا شخص دیکھنے والا غیر معتکف کا کام نہ سمجھے) بلکہ چلتے چلتے یہ کام کئے گئے تو پھر اعتکاف فاسد نہیں ہوا اور نہ فاسد ہوا اور قضا لازم ہوگی۔ واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ جلد ۲ ص ۱۴۲)

حاجت شرعیہ و طبعیہ کے لئے مسجد سے نکل کر معتکف کا بات چیت کرنا:

مسئلہ: معتکف کا پیشاب اور پاخانہ وغیرہ کے لئے بیت الخلاء کی طرف جاتے وقت راستہ میں چلتے ہوئے بات چیت کرنا جائز ہے اور اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

البتہ ٹھہر کر بات کرنے سے تاخیر لازم آتی ہو جائز نہیں اور یہ مفسد اعتکاف ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۳)

مسئلہ: بیت الخلاء کو جاتے یا وہاں سے آتے وقت راستے میں یا گھر میں کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس بات چیت کے لئے ٹھہرنا نہ پڑے۔ (مرقاۃ)

مسئلہ: قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت کسی شخص کے ٹھہرانے سے ٹھہرنا نہیں چاہئے بلکہ چلتے چلتے اُسے بتا دینا چاہئے کہ میں اعتکاف میں ہوں اس لئے ٹھہر نہیں سکتا، اگر کسی کے ٹھہرانے سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر راستے میں بھی کسی قرض خواہ نے روک لیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی مجبوری سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، اور امام سرخسیؒ نے سہولت کی بناء پر صاحبین رحمہما اللہ کے قول ہی کی طرف رجحان ظاہر کیا۔ (مبسوط سرخسیؒ ص ۱۲۳ ج ۳)

لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ کسی بھی صورت میں راستے میں نہ ٹھہرے۔

مسئلہ: جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر گیا ہو تو قضائے حاجت کے بعد وہاں وضو کرنا بھی جائز ہے۔ (مجمع الانہر ص ۲۵۶ ج ۱)

مسئلہ: قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے لہذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہوتا ہے وہ اگر صرف استنجاء کے لئے باہر جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں، اس لئے فقہاء نے استنجاء کو قضائے حاجت کے علاوہ خروج کا مستقل عذر قرار دیا ہے۔ (دیکھئے شامی ص ۱۳۲ ج ۲)

معتکف کا حاجات طبعیہ سے فارغ ہو کر وہاں ٹھہرنا:

مسئلہ: معتکف کو حاجات طبعیہ سے فارغ ہوتے ہی اپنی مسجد میں آ جانا چاہیے۔ بلا وجہ وہاں ٹھہرے رہنا جائز نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۲ بحوالہ شامیہ جلد ۲ ص ۴۴۵)

حاجات شرعیہ اور طبعیہ کے لیے جانے میں معتکف کی کون سی چال معتبر ہے؟

مسئلہ: معتکف جب حاجت شرعیہ اور حاجت طبعیہ کے لیے جائے تو اپنی عادت کے مطابق چال سے چلے، جلدی چلنا ضروری نہیں۔ البتہ ذرا ہلکی اور آہستہ چال چلنا اس لیے بہتر ہے کہ چلتے ہوئے سلام کرنے اور جواب دینے میں آسانی ہوگی۔ بعض مرتبہ جس کو معلوم نہ ہو وہ روکنا چاہے یا چلتے چلتے کسی بات کا جواب دینا ہو تو آسانی سے بلا توقف کئے یہ باتیں ہو سکتی ہیں اور چلتے ہوئے یہ سب کام کر سکتا ہے تیز چال میں ٹھہرے جانے یا کسی کے روک لینے کا اندیشہ ہے اور ایک منٹ بھی ٹھہر جائے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اس لیے ہلکی چال بہتر ہے ورنہ ہر چال جائز ہے۔
(مسائل اعتکاف ص ۳۲ بحوالہ بدائع ج ۲، ص ۲۸۴)

مسئلہ: بیت الخلاء کے لئے جاتے اور وہاں سے آتے وقت تیز چلنا ضروری نہیں، آہستہ سے چلنا بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

قضائے حاجت سے واپسی پر ہر مرتبہ دعا پڑھے یا ایک مرتبہ:

سوال معتکف پاخانہ، پیشاب کو جب مسجد سے باہر نکلے واپسی پر ہر مرتبہ اعتکاف کی دعا پڑھے یا پہلے دن داخل ہوتے وقت کی دعا اخیر تک کافی ہے؟

جواب: پہلی دعا کافی ہے ہر دفعہ پڑھ لینا بھی بہتر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۵)

معتکف کا اخراج ریح کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف اخراج ریح کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے یا اس کے لیے مسجد میں اخراج ریح درست ہے؟

جواب: ہاں صحیح یہ ہے کہ اخراج ریح کے لیے باہر چلا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۵)

اور امداد الفتاویٰ میں یہ مسئلہ یوں لکھا ہے: زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ مسجد سے باہر نکل جانا چاہیے اور روایت مطلق ہونے کی وجہ سے معتکف اور غیر معتکف دونوں کو شامل ہے یعنی مسجد میں ریح خارج نہیں کرنی چاہیے معتکف ہو یا غیر معتکف۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۸۴)

خروج ریح کے مرض میں مبتلا شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا:

سوال: مجھے خروج ریح کا مرض ہے، خروج ریح آواز اور بغیر آواز دونوں طرح سے ہوتا ہے تو اس حالت میں کیا میں اعتکاف کر سکتا ہوں؟ اگر بستی میں ایسے شخص کے سوا کوئی اور شخص اعتکاف سنت علی الکفایہ میں معتکف ہونے والا نہ ہو تب بھی اس کو اعتکاف کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: جس چیز سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے مسجد میں احداث مکروہ ہے جس کا یہ حال ہو کہ جس کو ریاخ سے نجات نہ ہو تو اس کو احترام مسجد کے پیش نظر اعتکاف سے احتیاط چاہیے خاص کر جب کوئی دوسرا اعتکاف کرنے والا موجود ہو۔

(محمود یہ جلد ۱۰ ص ۲۴۵)

معتکف کا غسل کی غرض سے نکلنا

مسئلہ: معتکف کو صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے، اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے غسل کرنا ممکن ہو، مثلاً کسی بڑے برتن میں بیٹھ کر اس طرح غسل کر سکتا ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو غسل جنابت کے لئے باہر جاسکتا ہے۔ (فتح القدیر ج ۳ ص ۱۱۱) اور اس میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ موجود ہے تو اس میں جا کر غسل کریں، لیکن اگر مسجد میں

کوئی غسل خانہ موجود نہیں ہے یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں یا سخت دشوار ہے تو اپنے گھر جا کر بھی غسل کر سکتا ہے، غسل جنابت کے سوا کسی اور غسل کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ جمعہ کے لئے غسل، یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، اس غرض سے مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، البتہ جمعہ کا غسل کرنا ہو یا ٹھنڈک کے لئے نہانا ہو تو اس کی ایسی صورت اختیار کی جاسکتی ہے جس سے پانی مسجد میں نہ گرے، مثلاً کسی ٹپ میں بیٹھ کر نہالیں یا مسجد کے کنارے پر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسنون اعتکاف میں جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی خاطر غسل کے لئے مسجد سے باہر نہیں جانا چاہئے۔ ہاں نفلی اعتکاف میں ایسا کر سکتے ہیں، اس صورت میں غسل کے لئے جتنی دیر باہر رہیں گے اتنی دیر کا اعتکاف معتبر نہیں ہوگا۔

معتکف کو احتلام ہو جانے کا بیان

مسئلہ: معتکف کو دن یا رات میں احتلام ہو جائے تو اس سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آتا، معتکف کو چاہیے کہ آنکھ کھلتے ہی پہلے تیمم کرے یا تو پہلے ہی سے ایک کچی یا پکی اینٹ رکھ لی جائے ورنہ بدرجہ مجبوری مسجد کے صحن یا دیوار پر تیمم کرے پھر غسل کا انتظام کرے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع ج ۲، ص ۲۸۷)

مسئلہ: غسل کا انتظام خود بھی کر سکتا ہے، دوسرا کوئی کر دے تو یہ بھی جائز ہے، مثلاً پانی کا بھرنا، پانی ڈالنے کے لیے لوٹا یا کوئی برتن لانا اگر دوسرا کوئی انتظام کر رہا ہو تو اتنی دیر میں معتکف تیمم کے ساتھ مسجد میں رہے۔ پھر نہا کر کپڑے پہن کر مسجد میں آجائے۔

مسئلہ: سردیوں میں احتلام ہو جائے اور ٹھنڈے پانی سے ضرر کا اندیشہ ہو تو معتکف تیمم کر کے مسجد میں رہے اور اپنے گھر اطلاع کر دے تاکہ گرم پانی ہو جائے،

اگر قرب وجوار میں کوئی گرم حمام ہو تو قریب والی دوکان پر بھی غسل کر کے آسکتا ہے۔
اگر ہو سکے تو حمام والے کو اپنے آنے کی اطلاع کر دے اور غسل کر کے فوراً چلا جائے۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ شای)

معتکف کا احتلام کی صورت میں مسجد سے باہر پانی گرم کرنا اور اس کا انتظار کرنا:

مسئلہ: احتلام کی صورت میں گرم پانی کے انتظار میں تیمم کر کے مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں مسجد سے فوراً نکل جائے۔ البتہ مسجد سے باہر پانی گرم ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے۔
(احسن الفتاویٰ جلد ۴ ص ۵۱۸)

معتکف کا وضو کی غرض سے مسجد سے نکلنا:

—E-1929-1940

سوال: معتکف وضو کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے یا نہیں؟
جواب: اگر مسجد کے اندر وضو کرنا ممکن ہو بایں صورت کہ مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کی ایسی جگہ ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے باہر جانا جائز نہیں خواہ فرض وضو ہو یا مستحب وضو اور اگر مسجد کے اندر وضو کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں فرض وضو کے لیے نکلنا جائز ہے اور مستحب وضو کے لیے نکلنا جائز نہیں۔

(از فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۳۵، خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۳۵)

مسئلہ: اگر کسی مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، چنانچہ ایسی صورت میں معتکف کو وضو خانے تک جانا بھی جائز نہیں ہے، بعض مسجدوں کے معتکفین کے لئے الگ پانی کی ٹونیاں اسی طرح لگائی جاتی ہیں کہ معتکف خود تو مسجد میں بیٹھتا ہے لیکن ٹوٹی کا پانی مسجد سے باہر گرتا ہے۔ اگر ایسا انتظام مسجد میں موجود ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو نل سے وضو

کرنے کے بجائے کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگوا کر مسجد کے کنارے اس طرح وضو کر لیں کہ پانی مسجد سے باہر گرے۔

مسئلہ: لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وضو کے لئے مسجد سے باہر وضو خانے، یا وضو خانہ موجود نہ ہو تو کسی اور جگہ جانا جائز ہے۔ (شامی) اور یہ حکم ہر قسم کے وضو کا ہے خواہ وہ فرض نماز کے لئے جارہا ہو یا نفلی عبادت کے لئے۔
معتکفین کے لیے مسجد کے صحن کے کنارے پر ٹوٹی لگوانا:

سوال: رشید آباد کالونی میں جامع مسجد رشیدیہ میں آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف کرنے والوں کے لیے مسجد کے صحن کے کنارے پر ایک ٹوٹی لگائی گئی ہے اس سے صرف معتکف کو سہولت پہنچانا مقصود تھا، جیسے وضو، کلی کرنا، ہاتھ دھونا، پانی پینا، برتن دھونا وغیرہ اور اس ٹوٹی سے جو پانی آتا ہے وہ نہ مسجد کے صحن میں گرتا ہے اور نہ ہی ٹھہرتا ہے، بلکہ (نالی) کے ذریعے سے پانی حدود مسجد سے باہر چلا جاتا ہے یہ جگہ کچھ اس طرح ہے کہ مسجد کے صحن کے کنارے پر پلاسٹک بچھا کر اور اینٹوں سے حوضی کی شکل بنا کر پانی باہر نکالا گیا ہے ایسا کرنے سے مسجد کے احترام میں یا معتکف کے اعتکاف میں کچھ کمی یا نقص پڑتا ہو تو قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا جائے؟

جواب: اگر مسجد کے صحن میں مستعمل پانی نہیں گرتا اور نہ ہی مسجد کی آلودگی ہوتی ہے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ اعتکاف میں خلل کی بجائے اعتکاف کی تکمیل ہے، کیونکہ صرف ہاتھ دھونے یا کلی وغیرہ کرنے کے لیے معتکف مسجد سے نہیں نکل سکتا۔

(خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۴۷)

معتکف کا وضو کا پانی لینے کیلئے تالاب ندی یا کنویں پر جانا:

سوال: مسجد میں پانی نہیں ہے، معتکف وضو کرنے پانی لینے تالاب، ندی یا کنویں پر جا سکتا ہے یا نہیں؟

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۱)

جواب: جاسکتا ہے۔

ندی پر خارج مسجد وضو کا حکم:

اگر مسجد میں پانی اور وضو وغیرہ کا بندوبست نہ ہو تو مسجد سے باہر قریبی ندی پر جا کر وضو وغیرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ جب ایک مرتبہ جائے دوسری مرتبہ کے لیے پانی ساتھ لائے اور یہی حکم کپڑا وغیرہ دھونے کا بھی ہے یعنی پانی لا کر مسجد کے کنارے بیٹھ کر دھوئے۔

معتکف کا وضو مستحب کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف با وضو ہے اور اس وضو سے عبادت بھی کی ہے مگر وضو تازہ کرنا چاہتا ہے تو اس لیے نکل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جب کہ معتکف با وضو ہے تو تازہ وضو کے لیے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷، ص ۲۷۷)

با وضو سونے کی غرض سے معتکف کا وضو کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف بے وضو ہے اور با وضو، سونا چاہتا ہے تو وضو کے لیے نکل سکتا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ جب مسنون اور مستحب غسل کے لیے نکلنے کی اجازت نہیں تو با وضو سونے کے لیے بطریق اولیٰ نکلنے کی اجازت نہ ہونی چاہیے۔

جواب: جب وضو نہیں ہے اور با وضو سونا چاہتا ہے اور معتکف کے لیے ہمہ وقت با وضو رہنا اور با وضو سونا مناسب بھی ہے تو ایسا کر سکتا ہے کہ وضو کبر کے کم از کم دو رکعت تحیۃ الوضو ہی پڑھ لے اور سو جائے اس کو غسل جمعہ اور غسل مستحب پر قیاس کرنا صحیح نہیں کہ غسل کے بغیر نماز جمعہ وغیرہ صحیح ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷، ص ۲۷۷)

معتکف کا پانی لانے کے لیے مسجد سے باہر جانا:

مسئلہ: اگر اپنے پاس پانی موجود ہو تو پانی کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں اگر دوسرے سے منگوا سکتا ہے تو خود جانا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۶۵)

گرم پانی لینے کے لیے مسجد سے باہر جانا:

مسئلہ: اگر سرد پانی سے وضو کرنے میں زیادہ دقت ہوتی ہے اور حدوث مرض (یعنی مرض کا لاحق ہونا) یا ازدیاد مرض (یعنی مرض اور بیماری کا بڑھ جانا) کا اندیشہ ہے تو جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۶۵)

وضو کا پانی لینے کیلئے دوسری جگہ یا اپنے گھر جانا:

مسئلہ: مسجد میں پانی ختم ہو گیا تو جہاں سے جلدی سے جلدی لاسکتا ہو وہاں جا کر پانی لاسکتا ہے اور اگر گھر جانا پڑے تو وہاں بھی جانا جائز ہے، خواہ وہیں وضو کر کے آجائے یا مسجد میں آکر نالی پر وضو کرے درمیان میں کہیں بلا ضرورت توقف نہ کرے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ جامع الرموز)

معتکف کا دوران وضو صابن استعمال کرنا:

واضح رہے کہ معتکف کو ضرورت شرعیہ اور ضرورت طبیہ کے لیے حدود مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے اگر معتکف ضرورت شرعیہ اور ضرورت طبیہ کی غرض سے نکلے اور اس دوران کوئی دوسرا کام بھی کر لے جس کے لیے مستقل طور پر رکنے کی ضرورت نہ ہو تو ایسے کاموں کی گنجائش ہے، لیکن بغیر شرعی و طبی ضرورت کے تھوڑی دیر بھی مسجد سے باہر رکنے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے لہذا وضو کے لیے نکل کر اگر دوران وضو منہ اور ہاتھ میں صابن لگا لے اور وضو کے ضمن میں جلد از جلد دھو لے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ تاہم چونکہ صابن کا استعمال ضرورت میں شامل نہیں۔ اس لیے اس عمل میں ذرا

سی بے احتیاطی اور تاخیر اعتکاف کو فاسد کر سکتی ہے۔ اس لیے احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ وضو کے وقت بھی صابن استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔

(فتویٰ از دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوریؒ ناؤن کراچی)

مسئلہ: جن صورتوں میں معتکف کے لئے وضو کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے ان میں وضو کے ساتھ مسواک منجن یا پیسٹ سے دانت کا مانجھنا، صابن لگانا اور تولیے سے اعضاء خشک کرنا بھی جائز ہے، لیکن وضو کے بعد ایک لمحے کے لیے بھی باہر ٹھہرنا جائز نہیں اور نہ ہی راستے میں رکنا جائز ہے۔

معتکف کو کھانے کی ضرورت

مسئلہ: اگر کسی شخص کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے جو اس کے لئے مسجد میں کھانا پانی لائے تو اس کے لئے کھانا لانے کی غرض سے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر کسی شخص کو ایسا آدمی میسر نہیں ہے تو وہ کھانے لانے کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔

(بحر الرائق ص ۳۲۶ ج ۲)

لیکن کھانا مسجد میں لا کر ہی کھانا چاہئے۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۲ ج ۲)

نیز ایسے شخص کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے وقت مسجد سے نکلے جب اسے کھانا تیار مل جائے، تاہم اگر کچھ دیر کھانے کے انتظار میں ٹھہرنا پڑے تو مضائقہ نہیں۔ (احکام اعتکاف ص ۴۱)

معتکف کا کھانا کھانے کے لیے گھر جانا:

مسئلہ: معتکف اپنا کھانا مکان پر جا کر کھا سکتا ہے جبکہ لانے والا موجود نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۶۴)

معتکف کا ہوٹل یا گھر چائے پینے جانا:

سوال: معتکف چائے کا شدت سے عادی ہے ایک دن گھر سے نہیں آئی، ہوٹل یا گھر

چائے پینے جاسکتا ہے؟

جواب: گنجائش ہے اگر کوئی اور انتظام نہ ہو، بہتر یہ ہے کہ وہاں سے لا کر مسجد میں پیئے۔
(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۱۸۳)

معتکف کا بیڑی پینے کے لیے مسجد سے نکلنا:

اعتکاف سے پہلے ہی بیڑی چھوڑنے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو تعداد اور مقدار کم کرے اور کچھ پینی ہی پڑے تو جس وقت استنجا طہارت کے لیے نکلے تو اس وقت بیڑی کی حاجت بھی پوری کر لے، خاص بیڑی پینے کے لیے نہ نکلے مگر جب مجبور ہو جائے اور طبیعت خراب ہونے کا خوف ہو تو اس کے لیے بھی نکل سکتا ہے کہ ایسی اضطراری حالت کے وقت یہ طبعی ضرورت میں شمار ہوگا اور مغل اور مفسد اعتکاف نہ ہوگا۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

”معتکف کو جائز ہے کہ بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جا کر حقہ پی کر اور کلی کر کے بوز ائل کر کے مسجد میں چلا آوے۔“
(فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص ۵۷)

هذا ما ظهر لي الان فقط والله اعلم بالصواب وعلمه اتم واحكم
(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۷۸)

معتکف کا سگریٹ پینے کے لیے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: اگر بغیر سگریٹ کے گزارہ نہیں تو اس کے لیے بھی جاسکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ پیشاب پانچخانہ کے لیے جائے تو یہ کام بھی کر لے پھر منہ خوب مسواک سے صاف کر کے آجائے۔
(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۳۹)

معتکف کا اپنے ناپاک بدن یا ناپاک کپڑوں کو دھونے کے لیے نکلنا:
مسئلہ: معتکف کا بدن یا کپڑے ناپاک ہو جائیں تو خود بھی مسجد سے باہر جا کر دھو سکتا ہے کیونکہ ناپاک کی اور ناپاک چیز سے مسجد کو بچانا واجب ہے

(مسائل اعتکاف بحوالہ شامی ج ۲، ص ۴۵۰)

حاجات شرعیہ اور طبعیہ کا استثناء:

مسئلہ: حاجات شرعیہ (مثلاً جمعہ کی نماز کے لیے جانا) حاجات طبعیہ (جیسے بول و براز اور غسل جنابت) کے لیے جانا جائز ہے۔ ان کو مستثنیٰ کرنے کی ضرورت نہیں یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ اعتکاف کرتے وقت آپ نیت میں یہ بھی شرط لگائیں کہ میں جمعہ یا پیشاب و پاخانہ کے لیے جایا کروں گا۔ ان چیزوں کی شریعت نے خود ہی اجازت دیدی ہے اس لیے یہ خود بخود ہی مستثنیٰ ہو جاتے ہیں۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ شامیہ)

کھانا لینے کے لیے گھر جا کر کھانے کی تیاری کا انتظار کرنا:

کھانا لینے کے لیے گھر گیا معلوم ہوا کہ کھانے کی تیاری میں معمولی دیر ہے، مثلاً سالن کو بگھار لگ رہا ہے اس کا انتظار کرنا جائز ہے (احسن الفتاویٰ جلد ۴، ص ۵۱۷) گم شدہ چیز کو تلاش کرنے کے لئے مسجد سے واپس نکلنا:

سوال: معتکف پاخانہ کرنے گیا، راستہ میں نقدی یا ضروری کاغذات گر گئے، تلاش کرنے جا سکتا ہے؟

جواب: اس کی بھی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰، ص ۲۸۳)

سرکاری وظیفہ لینے کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: یہاں (برطانیہ، انگلینڈ) میں کام کرنے والے حضرات بہت کم اعتکاف کرتے ہیں، اکثر معتکفین وہی ہوتے ہیں جو کارخانے وغیرہ میں کام نہیں کرتے لیکن ایسے لوگوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ سرکاری آفس میں حاضر ہو کر دستخط کرنے پر پیسے ملتے ہیں، یہی ان کی تنخواہ (وظیفہ) ہے اگر آفس میں نہ جائیں تو وظیفہ نہیں ملتا تو دستخط کرنے کے لیے معتکف جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس کے بغیر اس کا گزارہ نہ ہو سکتا ہو تب تو جاسکے گا اور دستخط کر کے فوراً مسجد

میں آجائے اور احتیاطاً بعد میں ایک روز کے اعتکاف کی قضا بھی کر لے اور اگر اس پر گذران موقوف نہ ہو تو جانے کی اجازت نہیں، جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔
(فتاویٰ رحیمیہ: جلد ۷ ص ۲۸۳)

اعتکاف میں فوری حاجات پیش آنے کا بیان

حاجات ضروریہ کی تعریف:

معتکف کو اچانک کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آجائے کہ جس کی وجہ سے اسے اعتکاف گاہ چھوڑنا پڑ جائے ایسی باتوں کو حاجات ضروریہ کہتے ہیں۔ (مراقی الفلاح)
مثلاً مسجد گرنے لگے اور معتکف کو دب جانے کا خطرہ ہو جائے یا ظالم حاکم گرفتار کرنے آجائے یا ایسی شہادت دینا ضروری ہو گیا کہ جو شرعاً معتکف کے ذمہ واجب ہے کہ مدعی کا حق اس کی شہادت پر موقوف ہے دوسرا کوئی شاہد نہیں ہے اگر معتکف گواہی نہ دے تو مدعی کا حق فوت ہو جائے گا یا کوئی آدمی یا بچہ پانی میں ڈوب رہا ہے، آگ میں گر پڑا ہے یا خطرہ ہے یا سخت بیمار ہو گیا ہے یا گھر والوں میں سے کسی کی جان، مال آبرو کا خطرہ ہے یا جنازہ آگیا ہے اور جنازے کی کوئی نماز نہیں پڑھاتا یا جہاد کا عام حکم ہو گیا اور جہاد میں شریک ہونا فرض عین ہو گیا یا کسی شخص نے زبردستی ہاتھ پکڑ کر باہر کھڑا کر دیا یا جماعت کے نمازی سب چلے گئے، اب مسجد میں جماعت کا انتظام نہ رہا اس قسم کی سب ”حاجات ضروریہ“ کہلاتی ہیں، اکثر صورتوں میں اعتکاف ترک کرنا فرض اور واجب ہو جاتا ہے اور اعتکاف چھوڑنے کا گناہ بھی نہیں ہوتا۔

(مسائل اعتکاف ص ۳۳)

رہا اس اعتکاف کو چھوڑنے سے اعتکاف کا فاسد ہو جانا تو اس کا حکم اعتکاف کے مفسدات میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیں۔
(مسائل اعتکاف ص ۳۳)

معتکف کا مسجد سے شدید مجبوری کی وجہ سے نکلنا:

ہر معتکف کے لئے ضروری ہے کہ اُس نے جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہے اُسی میں پورا کرے، لیکن اگر کوئی ایسی شدید مجبوری آجائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے، مثلاً وہ مسجد منہدم ہو جائے یا کوئی زبردستی وہاں سے نکال دے یا وہاں رہنے میں جان و مال کا کوئی قوی خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے، اور اس غرض کے لئے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا مسجد میں چلا جائے۔

(احکام اعتکاف ص ۴۵، بحوالہ فتح القدیر ص ۱۱۱ ج ۳ عالمگیری)

مسجد میں آگ لگ جانے یا چھت وغیرہ گرنے کی صورت میں اعتکاف کا حکم:

مسئلہ: اگر مسجد میں آگ لگ گئی یا مسجد گرنے لگی یا اس قسم کی کوئی آفت یا پریشانی لاحق ہوئی جس سے جان کا یا نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اس مسجد سے نکل کر دوسری مسجد میں جانا اور اعتکاف پورا کرنا درست ہے البتہ اگر مسجد سے نکلنے کے بعد فوراً دوسری مسجد میں منتقل نہ ہوا بلکہ تاخیر کرتا رہا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(مخلص از فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۲۲)

معتکف کا جن مجبوریوں کی وجہ سے مسجد سے نکلنا درست ہے؟

سوال: بعض حالتوں میں معتکف کا مسجد سے نکلنا ضروری ہو جاتا ہے ان حالتوں میں سنت مؤکدہ کی ادائیگی کی کیا سبیل ہوگی؟

① معتکف کا انتقال ہو گیا، ② پاگل ہو گیا، ③ پولیس پکڑ کے لے گئی، ④ مسجد میں آگ لگ گئی، ⑤ فساد ہو گیا۔ ⑥ جان کے خوف سے مسجد سے بھاگ گیا ⑦ طبیعت خراب ہو گئی ⑧ پیشی مقدمات کی آگئی ⑨ بیوی یا بچے کا انتقال ہو گیا۔

جواب: اگر ہر مسجد و محلہ میں اعتکاف کا اہتمام ہو اور کسی ایک کو اس قسم کا حادثہ پیش آجائے۔ تو بقیہ کا اعتکاف تو پورا ہو جائے گا۔ اور سنت علی الکفایہ ادا ہو جائے گی۔ مسجد میں آگ لگنے یا فساد ہونے سے اگر وہاں سے نکل کر فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۳۲)

مسجد اگر بارش سے ٹپکتی ہو تو معتکف کیا کرے؟:

اس کا علاج تو یہ ہے کہ مسجد کی چھت درست کرائی جائے اور ہر مسجد اور ہر محلے میں اعتکاف کیا جائے اگر مسجد مذکورہ میں اعتکاف کی گنجائش نہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو جائے بحالت عذر اس کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۲۹)

وان خرج من المسجد بعذر بان انهدم المسجد او اخرج مكرها
فدخل مسجدا آخر من ساعته لم يفسد اعتكافه استحسانا
(عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۲)

اعتکاف کی جگہ کے مسائل کا بیان

ذیل میں جو مسائل لکھے جا رہے ہیں مردوں کے لیے ہیں، عورتوں کے متعلق جو مخصوص مسائل ہیں انہیں ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

مسئلہ: معتکف کو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ وہ اعتکاف کی تین قسموں واجب، مسنون، مستحب میں سے کون سا اعتکاف کرنا چاہتا ہے اور جس مسجد میں بیٹھنا چاہتا ہے وہ اس مسجد میں درست ہے یا نہیں؟ (مسائل اعتکاف ص ۳۴)

مسائل اعتکاف میں مسجد سے کیا مراد ہے؟

مسئلہ: مسجد کا تمام احاطہ عرفاً مسجد ہی کہلاتا ہے لیکن اعتکاف کے بیان میں جہاں مسجد کا لفظ آتا ہے اس سے مراد وہی جگہ ہوتی ہے جہاں تک سجدہ کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے مقرر کی گئی ہے یعنی مسجد کا اندرونی حصہ برآمدہ اور صحن۔

اس کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ مسجد میں جس جگہ آپ وضو نہیں کر سکتے، جنابت کی حالت میں وہاں نہیں جاسکتے۔ وہ جگہ مراد ہے۔ عموماً جہاں تک مسجد کا صحن کہلاتا ہے۔ وہاں تک مسجد کی حد ہوا کرتی ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۵ بحوالہ البحر الرائق)

حدود مسجد کا مطلب:

بہت سے لوگ حدود مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے، اور اس بناء پر ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ حدود مسجد کا کیا مطلب ہے؟ عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطہ کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں، بلکہ شرعاً صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی نے مسجد قرار دے کر وقت کیا ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کیلئے وقف ہونا اور چیز، شرعاً مسجد صرف اتنے حصہ کو کہا جائے گا جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سوا، اس سے کچھ اور مقصود نہ ہو لیکن تقریباً ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے، مثلاً وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا خانہ، نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ، امام کا حجرہ، گودام وغیرہ اس حصے پر شرعاً مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ ان حصوں میں جنابت کی حالت میں جانا بھی جائز ہے۔ جبکہ اصل مسجد میں جنبی کا داخل ہونا جائز نہیں۔ اس ضروریات مسجد والے حصے میں معتکف کا جانا بالکل جائز نہیں، بلکہ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحے کے لئے بھی چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، پھر بعض مساجد میں تو ضروریات مسجد والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہے، جسکی پہچان مشکل نہیں ہوتی، لیکن بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے نہیں پہچان سکتا اور جب تک بانی مسجد صراحتہ نہ بتائے کہ یہ حصہ مسجد نہیں ہے اس وقت تک اس کا پتہ نہیں چلتا۔ لہذا جب کسی شخص کا کسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ارادہ

ہو تو اسے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ مسجد کے بانی یا اس کے متولی سے مسجد کی ٹھیک ٹھیک حدود معلوم کرے، مسجد والوں کو چاہئے کہ وہ مسجد میں ایک نقشہ مرتب کر کے لٹکا دیں جس میں مسجد کی حدود واضح کر دی گئی ہو، ورنہ کم از کم بیسویں روزے کو جب معتکفین مسجد میں جمع ہو جائیں تو انہیں زبانی طور پر سمجھا دیا جائے کہ مسجد کی حدود کہاں کہاں تک ہیں؟

معتکف کو مسجد کے مندرجہ ذیل مقامات پر جانا جائز نہیں:

صحن مسجد کے علاوہ جتنی جگہ مسجد کی دوسری ضرورتوں کے لیے مقرر کی جاتی ہیں۔ مثلاً ① وضو کرنے کی جگہ ② وضو کی ٹونیاں ③ وضو کی نالیاں ④ وضو کے لیے بیٹھنے کی جگہ ⑤ غسل خانے ⑥ امام و مؤذن کا حجرہ ⑦ جنازہ گاہ ⑧ وہ والاں جو نماز پڑھنے کے علاوہ کسی دوسری نیت سے بنائے گئے ہوں ⑨ اسی طرح سہ دریاں ⑩ تہہ خانے ⑪ بچوں کی تعلیم گاہ ⑫ مسجد کا صدر دروازہ یا کوئی دوسرا دروازہ جہاں تک جوتے پہنے ہوئے آ جاتے ہیں ⑬ اور ان سب کی چھتیں ⑭ کوئی افتادہ پلاٹ ⑮ اسی قسم کی وہ تمام جگہیں جو مسجد کی ضرورت و مصلحت کے لیے یا نمازیوں کے آرام کے لیے بنائی گئی ہوں اگرچہ یہ مسجد کے احاطہ کے اندر ہی ہوں لیکن معتکف کے لیے یہ مسجد کے حکم میں نہیں ہوتیں، ان سب جگہوں پر معتکف کو جانا جائز نہیں۔ الا یہ کہ وہاں شریعت نے ضرورتاً جانے کی اجازت دی ہو۔ جیسے: وضو کرنا، پیشاب و پاخانہ کرنا، غسل جنابت کے لیے چلے جانا، یہ سب بقدر ضرورت جائز ہیں۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ درمختار)

مزید وضاحت:

جن مسجدوں میں وضو خانے، اصل مسجد سے بالکل متصل ہوتے ہیں وہاں عام طور پر لوگ وضو خانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں اور اعتکاف کی حالت میں بھی بے کھٹکے

وہاں آتے جاتے رہتے ہیں، خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، وضو خانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے اور معتکف کیلئے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے، اور وضو خانہ کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں، اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر لوگ چڑھ کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتی ہیں۔ اس لئے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا جائز نہیں ہے۔ بعض مسجدوں کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے وہ بھی مسجد کی حدود سے خارج ہوتا ہے۔ لہذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں۔ جن مسجدوں میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں۔ بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لئے مسجد کے ساتھ کمرہ بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے اور اس میں معتکفین کو جانا جائز نہیں بعض مساجد میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لئے نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لئے بنایا جاتا ہے۔ اس کمرے کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک اسے خارج مسجد سمجھا جائے گا اور معتکف کو اس میں جانا جائز نہیں، ہاں اگر بانی مسجد نے اس کے مسجد ہونے کی نیت کر لی ہو تو پھر معتکف اس میں بھی جاسکتا ہے، بعض مساجد میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کیلئے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ بھی کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اس مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے اور معتکف اس میں نہیں جاسکتا۔ اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ مسجد کو اچھی طرح معین کر لینا چاہئے۔ پھر جس مسجد کی حدود معلوم ہو جائیں تو اس کے بعد اعتکاف کے دوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لئے بھی باہر نہ نکلیں ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احکام اعتکاف ص ۲۸۵۳۵)

”اہم ہدایت“

اوپر معتکف کو جن مقامات پر جانا شرعی اور طبعی ضرورت کے طور پر جائز نہیں ان مقامات کو بار بار پوری توجہ سے پڑھیں، اکثر و بیشتر معتکف حضرات بے دھیانی یا مسائل سے لاعلمی کی بنا پر یہاں بھی ہاتھ دھونے، کبھی کلی کرنے، کبھی ناک صاف کرنے، کبھی برتن دھونے اور اسی طرح کے دوسرے متفرق کاموں کے لیے چلے جاتے ہیں، جس سے ان کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور انہیں اس کا علم بھی نہیں رہتا۔ یاد رکھئے! کہ شرعی اور طبعی حاجت کے بغیر ان ذکر کردہ مقامات پر چلے جانے سے خواہ وہ جانا صرف ایک منٹ کے لیے ہو اس سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(مسائل اعتکاف ص ۳۶)

معتکف کا مسجد کے صحن میں بنے ہوئے حوض پر جانا

مسئلہ: صحن مسجد میں جو حوض بنا ہوتا ہے وہاں بھی وضو کرنے کے لیے تو جاسکتا ہے لیکن کسی دوسرے کام مثلاً کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے، کلی کرنے کے لیے، کھانے کے برتن دھونے کے لیے جانا جائز نہیں، یہی حکم ہر وضو کی جگہ جانے کا ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۳۶ بحوالہ جامع الرموز)

معتکف کے لیے مسجد کی چھت کا حکم

مسئلہ: مسجد کی چھت مسجد ہی کے حکم میں آتی ہے۔ اس لیے معتکف مسجد کی چھت پر آ جاسکتا ہے بشرطیکہ چھت کا زینہ مسجد کے اندر ہو، اگر زینہ مسجد کے باہر ہو تو پھر زینہ پر جانا جائز نہیں۔

(مسائل اعتکاف ص ۳۲)

معتکف کے لیے کئی منزلہ مسجد کا حکم

مسئلہ: جو مسجد کئی منزلہ ہو تو اس کی ہر منزل میں اعتکاف ہو سکتا ہے اور کسی ایک منزل میں اعتکاف کر لینے کے بعد اس کی دوسری منزل پر بھی معتکف جاسکتا ہے

بشرطیکہ آنے جانے کا زینہ مسجد کے اندر ہی ہو، حدود مسجد سے باہر نہ ہو، اگر مسجد کی حدود سے دو چار سیڑھیاں بھی باہر ہو جاتی ہوں تو بھی جانا جائز نہیں ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۳۴)

معتکف کے لیے مسجد کی دکانوں پر بنے ہوئے صحن کا حکم

سوال: جن مساجد کا اندر کا درجہ تو بھراؤ پر بنا ہوا اور صحن دوکانوں پر ہو تو معلوم ہے کہ صحن میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملے گا دریافت کرنا یہ ہے کہ جو شخص اندر کے درجہ میں اعتکاف کرے اس کو جماعت سے نماز ادا کرنے کو صحن مسجد میں آنا (کیونکہ جماعت اکثر آج کل باہر ہی ہوتی ہے) مفسد اعتکاف ہو گا یا نہیں اور صاحبین اور امام صاحب سے جو اختلاف مفسد اعتکاف مسجد سے نکلنے میں ایک ساعت اور ایک وقت نماز کامل خارج مسجد سے رہے اس میں کون سا قول رائج تر ہے؟

جواب: اول تو اگر دوکانیں مسجد کی وقف ہوں تو بعض روایات فقہیہ کی رو سے اس سطح کو مسجد کہنے کی گنجائش ہے، ضرورت جماعت میں اس روایت پر عمل کرنا جائز ہے اور دوسرے اگر قول رائج ہی لیا جاوے تو اس کا حکم مسجد کا نہیں تاہم معتکف کو ضرورت کی وجہ سے خروج عن المسجد جائز ہے خواہ وہ ضرورت طبعی ہو یا دینی اور ادراک جماعت مثل ادراک جمعہ ضرورت دینیہ ہے اس لیے خروج جائز ہے تیسرے جب پہلے سے معلوم ہو کہ مجھ کو یہاں تک آنا پڑے گا گویا نیت استئذان کی ہوگی اور استئذان کے وقت خروج جائز ہے۔ چوتھے صاحبین کے قول کو بعض نے ترجیح دی ہے۔

(امداد الفتاویٰ جلد ۲ ص ۱۸۲)

مسجد سے متصل حجرہ میں اعتکاف:

سوال: ایک مسجد جو نو تعمیر ہے اس کے پیچھے حصے میں شمال کی جانب ایک تین کھوٹا (زاویہ) چھوٹا کمرہ ہے جس کا دروازہ مسجد کے اندر ہی کو ہے متولی مسجد نے بیان کیا

کہ یہ مسجد تعمیر ہوتے وقت یہ حصہ مسجد ہی کی نیت سے تعمیر ہوا مگر صرف سیدھی کرنے کی وجہ سے مشیران کمیٹی نے اس حصہ کو علیحدہ کر دیا اور طے ہوا کہ اس میں مسجد وغیرہ کا سامان رکھ دیا جائے کرے گا اس حجرہ میں معتکف اعتکاف کے لیے بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا کوئی دروازہ باہر کو نہیں ہے۔

جواب: مسجد کے کسی حصہ کو جو نماز کے لیے ہو کسی دوسرے کام کے لیے مخصوص کر دینا اور نماز کو وہاں سے ختم کر دینا جائز نہیں حجرہ کی بظاہر ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد سے خارج ہے، مسجد نہیں ہے، امام یا متولی یا سامان کے لیے بنایا گیا ہے، اس لیے اس حجرہ میں اعتکاف نہ کیا جائے۔ ہاں اگر دروازہ یا دیوار توڑ کر مسجد میں شامل کر لے تو پھر وہاں اعتکاف کرنے میں مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۲۸)

معتکف کی چہل قدمی کے لیے احاطہ مسجد میں حدود:

سوال: مسجد کا احاطہ کافی لمبا چوڑا ہے، معتکف کہاں تک چل پھر سکتا ہے؟

جواب: جو حصہ نماز کے لیے متعین ہے وہاں تک اجازت ہے۔ بلا وجہ وہاں بھی تفریح کرتا نہ پھرے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۷۹)

معتکف کے لیے مسجد کی دیواروں کا حکم:

مسجد کی وہ دیواریں جن پر مسجد کی عمارت قائم ہے مسجد ہی کے حکم میں ہوتی ہے لہذا اس دیوار میں کوئی محراب، طاقہ، الماری یا کھڑکی بنی ہوئی ہو یا لاؤڈ اسپیکر لگا ہوا ہو تو ان مقامات پر معتکف حالت اعتکاف میں آجاسکتا ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بحر الرائق)

مسئلہ: مسجد کی جو دیوار الگ بنی ہوئی ہو یا اس کے متعلق شبہ ہو کہ پتہ نہیں بانی مسجد نے اس کو مسجد میں شامل بھی کیا ہے یا نہیں یا دیوار تو نہ ہو بلکہ دوسری کوئی ایسی جگہ ہو جس کے متعلق شبہ ہو کہ معلوم نہیں یہ مسجد میں شامل ہے یا نہیں تو جب تک تحقیق نہ

کر لے اس وقت تک وہاں جانا جائز نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۷ بحوالہ امداد الفتاویٰ)
فصیل مسجد کا مسجد سے خارج ہونا:

سوال: مسجد کی فصیل یعنی منڈیر مسجد کے اندر داخل ہے یا خارج؟

جواب: مسجد کے اندر کسی چیز کے داخل یا خارج ہونے کا مدار بانی و واقف کی نیت پر ہے اور اگر وہ موجود نہ ہو تو قرائن پر ہے تو میرے نزدیک قرائن عرفیہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد سے خارج ہے اگر کسی کو اس کا خلاف قرائن سے محقق ہو جائے تو داخل سمجھنا چاہیے لیکن خارج ہونے کی صورت میں بھی وہاں بیٹھ کر کوئی ایسا فعل نہ کرے جس کا اثر مسجد میں پہنچ کر موجب تقویت اس کے احترام کا ہو مثلاً حقہ وغیرہ وہاں بیٹھ کر پینا حدیث میں ہے من اکل الثوم فلا یقر بن مصلانا اس میں ”لا یقر بن“ کا لفظ اس دعویٰ مذکور کا مؤید ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۲ ص ۱۸۴)

معتکف کے لیے مسجد کی فصیل صحن میں داخل ہے یا نہیں؟

سوال: اعتکاف کرنے والے کے لیے مسجد کی فصیل مسجد کے صحن میں داخل ہے یا نہیں؟
جواب: اس میں بانی مسجد کی نیت کا اعتبار ہے اگر اس نے اس فصیل کو داخل مسجد سمجھا تو داخل ہے ورنہ خارج۔ اور اکثر ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جو فصیل مسجد سے ملی ہوئی ہے وہ داخل ہوتی ہے اور دوسری طرف کی فصیل خارج ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ ص ۳۱۳)
معتکف کے لیے محراب کا حکم:

مسئلہ: مسجد کا محراب حدود مسجد میں شامل ہے لہذا معتکف کے لئے بلا عذر محراب میں جانا بیٹھنا اور لیٹنا سب جائز ہے

معتکف کا ایک قدم مسجد کے اندر ہو اور ایک قدم باہر:

ایسی صورت میں اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۶۴)

غصباً جو حصہ مسجد میں لے لیا گیا ہو اس میں معتکف کا جانا اور ٹھہرنا:
سوال: زید نے عمر، بکر و خالد کے راستہ حویلی مملوکہ سے فرش مسجد میں غصباً جو جگہ داخل
کر لی ہے، اس جگہ میں جو ظاہر سب فرش مسجد معلوم ہوتا ہے معتکف کا بلا ضرورت ٹھہرنا
یا وضو کے واسطے اس جگہ بیٹھنا معتکف کو جائز ہے یا نہیں یا اس جگہ بیٹھنے سے اعتکاف
ٹوٹ جاوے گا اور قضا اس کی واجب ہوگی۔

جواب: ظاہر ہے کہ جو جگہ غصباً مسجد میں داخل کی گئی ہے وہ مسجد نہیں ہوئی، معتکف کو
بحالت اعتکاف وہاں جانا اور بیٹھنا مفسد اعتکاف ہوگا اور اعتکاف واجب کی قضا بھی
لازم ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ ص ۳۱۲)

نفلی اعتکاف کا بیان

سوال: نفلی اعتکاف کون سا ہے؟

جواب: اعتکاف واجب و مسنون کے علاوہ جس وقت جو اعتکاف کیا جائے گا وہ نفلی
اعتکاف ہوگا۔ (مسائل اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ ہندیہ جلد ۱ ص ۲۱۱)

اعتکاف کی تیسری قسم نفلی اعتکاف ہے، اس قسم کے لئے نہ وقت کی شرط ہے، نہ
روزے کی، نہ دن کی، نہ رات کی، بلکہ انسان جب چاہے جتنے وقت کے لئے چاہے
اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے، اسے اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

(احکام اعتکاف ص ۵۶)

نفلی اعتکاف کی کم سے کم مدت:

معمد قول یہ ہے کہ نفلی اعتکاف کی ادنیٰ مقدار ایک ساعت یعنی وقت کی کم سے کم
غیر محدود مقدار ہے خواہ وہ رات کے وقت میں ہو یا دن کے وقت میں۔

اور ساعت فقہاء کی اصطلاح میں زمانہ کے ایک ادنیٰ جزو کا نام ہے۔ اور پندرہ

درجہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے یعنی دن رات کا چوبیسواں حصہ مراد نہیں ہے جیسا کہ جنتری والوں اور نجومیوں کی اصطلاح میں ہے۔ (عمدة الفقہ جلد ۳ ص ۳۹۲)

نفل و مستحب اعتکاف کے متعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

”امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑی دیر کا بھی اعتکاف جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اس لیے ہر شخص کے لیے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی رہے میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ کو اس کا اہتمام کرتے دیکھا کہ جب مسجد تشریف لے جاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے اور بسا اوقات خدام کی تعلیم کی غرض سے آواز سے بھی نیت فرماتے۔ (فضائل رمضان، فصل ثالث ص ۶۸۵)

مسئلہ: نفلی اعتکاف کی کوئی مقدار مقرر نہیں، ایک منٹ کا بھی ہو سکتا ہے بلکہ مسجد کی اگلی صف سے چلتے وقت نیت کر لینے سے دروازے تک آنے کا یا ایک دروازے سے گزر کر دوسرے دروازے سے نکلنے تک بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ کنز الدقائق)

مسئلہ: رمضان شریف کے آخری عشرے میں دن سے کم کی نیت سے اگر اعتکاف کریں تو وہ بھی نفلی اعتکاف کریں، نفلی اعتکاف یوں تو ہر زمانہ میں ہو سکتا ہے، لیکن رمضان شریف میں زیادہ ثواب ہے۔ یہ ایسا آسان عمل ہے کہ اس کی انجام دہی میں نہ وقت زیادہ لگانا پڑتا ہے، نہ محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے، اور ثواب مفت میں ملتا ہے، صرف دھیان اور نیت کی بات ہے، اس کے باوجود اگر ہم اس ثواب سے محروم رہیں تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضہ ہے کہ انسان یہ عادت ڈال لے کہ جب کبھی کسی بھی کام کیلئے مسجد جائے، تو اعتکاف کی نیت کرے تاکہ اس کی فضیلت سے محروم نہ رہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۵۶)

ایک نصیحت:

یہ اللہ تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ جب بھی مسجد میں جانا ہو، نماز کا وقت ہو یا نہ ہو، رمضان شریف کا مہینہ ہو یا کوئی دوسرا مہینہ نفلی اعتکاف کی نیت کر لیا کریں تا کہ دوسری نیتوں کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب مل جایا کرے گا۔ مؤمن تو نیکیوں کا بڑا حریص ہوتا ہے اس لیے اس کی عادت ڈالنی چاہیے۔

نفلی اعتکاف کی نیت:

مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت یوں کرنی چاہیے کہ جتنی دیر میں مسجد میں ٹھہرونگا اللہ کے لیے اعتکاف کی نیت کرتا ہوں اور صرف دل میں ارادہ کر لینا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ (از فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۸ مسائل اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ بحر الرائق)

اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت یاد نہ رہے؟

مسئلہ: مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرنا یاد نہ رہا تو بعد میں یاد آ جائے تو اس وقت نیت کر سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر ہونے سے پہلے پہلے جب یاد آ جائے نیت کر لے ان شاء اللہ تعالیٰ ثواب مل جائے گا۔

(مسائل اعتکاف ص ۴۳ بحوالہ مراقی الفلاح)

فجر کی سنت پڑھ کر اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں لیٹنا:

مسئلہ: جماعت کے انتظار میں سنتیں پڑھ کر یا پہلے مسجد میں جبکہ کمزوری کی وجہ سے بیٹھنا دشوار ہو کچھ دیر کے لیے لیٹ جانے میں مضائقہ نہیں خاص کر اعتکاف کی نیت کر کے مگر اس طرح ہو کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۹)

نفلی اعتکاف رمضان کے علاوہ میں:

نفلی اعتکاف بغیر رمضان کے بھی ہو سکتا ہے اور ایسے معتکف کو بھی مسجد میں قیام

کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۷)

نفلی اعتکاف اور مسنون اعتکاف میں فرق:

مسئلہ: جو پابندیاں سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف میں ہیں وہی پابندیاں نفلی اعتکاف میں بھی ہیں مگر ایک تو نفلی اعتکاف میں روزہ کی قید نہیں اور اعتکاف مسنون رمضان شریف کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے اور اس میں روزہ بھی ہوتا ہے، دوسرا بلا ضرورت جب معتکف مسجد سے نکلے گا تو نفلی اعتکاف جس کی کوئی مدت متعین نہیں کی تھی، وہ ختم ہو جائے گا، فاسد نہیں ہوگا، اعتکاف مسنون ایسی حالت میں فاسد ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۸)

نفلی اعتکاف کا وقت مقرر کرنے کے بعد پورا کرنے کا حکم؟

مسئلہ: کسی شخص نے نفلی اعتکاف کا کوئی وقت مقرر کر لیا مثلاً ایک دن، دو دن، ایک رات ایک دن، ایک گھنٹہ، دو گھنٹے تو بہتر یہی ہے کہ اس کو پورا کرے، لیکن اگر درمیان میں سے اٹھ کر چلا جائے تو یہ اعتکاف ختم ہو جائے گا، اس کو اعتکاف توڑنا نہیں کہیں گے اور بقیہ اعتکاف کی قضا بھی نہیں، جتنا اعتکاف کر لیا اتنا ثواب پالیا۔

(مسائل اعتکاف ص ۴۳ بحوالہ: فتح ۲، ۲۸۵)

مسئلہ: کسی صاحب علم کو یہ اشکال ہو کہ نفل شروع کر دینے سے اس کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے تو اس بارے میں فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جتنا وقت اعتکاف میں آگیا وہی واجب ہوا تھا اور جو باقی ہے اس میں اعتکاف شروع ہی نہیں ہوا لہذا وہ واجب بھی نہیں ہوا اور اس کی قضا بھی نہیں ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۴۳ بحوالہ شامیہ)

نفلی اعتکاف ٹوٹنے کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے مثلاً تین دن کے اعتکاف کی نیت کی تھی لیکن مسجد میں داخل ہونے کے بعد کوئی ایسا کام کر لیا جس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے تو اس کا

اعتکاف پورا ہو گیا، یعنی اعتکاف ٹوٹنے سے پہلے جتنی دیر مسجد میں رہا اتنی دیر کا ثواب مل گیا اور کوئی قضاء بھی واجب نہیں ہوئی اب اگر چاہے تو مسجد سے نکل آئے اور چاہے تو نئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرا رہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی جتنے دن اعتکاف کی نیت کی تھی اتنے دن پورے کر لے۔

نفلی اعتکاف کو توڑ دینے پر قضا کا حکم:

مسئلہ: نفلی اعتکاف توڑ دینے سے اس کی قضا لازم نہیں ہوتی بلکہ وہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی وقت متعین کر لینے کے بعد حتی الامکان اس کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ درمختار جلد ۲، ص ۴۴۴)

نفلی اعتکاف کو بلا عذر توڑنا:

مسئلہ: نفلی اعتکاف کو بلا کسی عذر کے بھی توڑ دے تو اس کی قضا لازم نہیں ہوگی کیونکہ وہ ختم ہو جاتا ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ عالمگیری ۱، ص ۲۱۳)

نفلی اعتکاف کون سی مسجد میں ہو سکتا ہے:

مسئلہ: نفلی اعتکاف ہر مسجد میں ہو سکتا ہے خواہ وہاں نماز باجماعت کا انتظام ہو یا نہ ہو۔ (مسائل اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ بحر الرائق)

نفلی اعتکاف میں بار بار اٹھنا:

مسئلہ: نفلی اعتکاف میں بار بار اٹھ کر چلے آنا اور پھر آجانا سب جائز ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ عالمگیری)

مسئلہ: جن لوگوں کو رمضان شریف میں مسنون اعتکاف کرنے کا موقع نہیں ملتا ہو ان کو چاہئے کہ وہ اعتکاف کی فضیلت سے محروم نہ رہیں، بلکہ نفلی اعتکاف کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جتنے دن اعتکاف کر سکتے ہوں نفلی اعتکاف کریں، یہ بھی ممکن

نہ ہو تو چند گھنٹے کا اعتکاف کر لیں اور کم از کم مسجد میں جاتے ہوئے یہ نیت تو کر ہی لیا کریں کہ جتنی دیر مسجد میں رہیں گے اعتکاف کی حالت میں رہیں گے۔

واجب اعتکاف کا بیان

اعتکاف واجب کی تعریف

سوال: اعتکاف واجب کون سا ہے؟

جواب: نذر کا اعتکاف واجب ہے مثلاً کسی نے منت مان لی کہ میں خدا کے واسطے تین روز کا اعتکاف کروں گا یا اس طرح کہا کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو خدا کے واسطے دو روز کا اعتکاف کروں گا۔^۱ (تعلیم الاسلام از مفتی کفایت اللہ دہلوی)

نذر کا طریقہ:

صرف کسی عبادت کے انجام کا دل میں ارادہ کر لینے سے نذر نہیں ہوتی، بلکہ نذر کے الفاظ کا زبان سے ادا کرنا ضروری ہے، چنانچہ اگر کسی شخص نے دل ہی دل میں ارادہ کر رکھا ہے کہ فلاں اعتکاف کروں گا تو صرف ارادے سے اعتکاف کرنا واجب نہیں ہوگا، نیز زبان سے اگر صرف ارادے کا اظہار کیا، مثلاً یہ کہا کہ ”میرا ارادہ ہے کہ فلاں دن اعتکاف کروں گا“ تو اس سے بھی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۸۵، ج ۲) بلکہ نذر کیلئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا جملہ استعمال کرے، جس کا مفہوم یہ نکلتا ہو کہ میں نے اعتکاف کو اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے، یا جو عرفاً نذر کے معنی میں استعمال ہوتا ہو، مثلاً یہ کہے کہ ”میں فلاں دن اعتکاف کرنے کی منت مانتا ہوں“

(۱) اسے نذر غیر معلق کہتے ہیں یعنی وہ نذر جو کسی شرط پر معلق نہ ہو۔

(۲) اسے نذر معلق کہتے ہیں یعنی وہ نذر جو کسی شرط پر معلق ہو۔ (عمدة الفتاویٰ)

”یا“ میں نے فلاں دن کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کر لیا“ یا ”میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں فلاں دن کا اعتکاف کروں گا“ یا ”اللہ تعالیٰ نے اگر فلاں بیمار کو تندرست کر دیا تو میں اتنے دن کا اعتکاف کروں گا“ ان تمام صورتوں میں نذر صحیح ہو جائے گی اور اعتکاف واجب ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کہا: ان شاء اللہ میں فلاں دن اعتکاف کروں گا تو اس سے نذر منعقد نہیں ہوئی اور اعتکاف اس کے ذمے واجب نہیں، اب اعتکاف کرے تو اچھا ہے اور نہ کرے تو بھی جائز ہے۔

اور اگر ان شاء اللہ کہے بغیر یہ کہا: میں فلاں دن اعتکاف کروں گا اور منت یا عہد وغیرہ کوئی لفظ استعمال نہیں کیا، تو ظاہر یہ ہے کہ اس سے بھی نذر منعقد نہیں ہوئی، لیکن احتیاط اس کے مطابق عمل کر لے تو بہتر ہوگا۔

اعتکاف منذور کی قسمیں اور ان کا حکم:

نذر کی دو قسمیں ہیں: نذر معین اور نذر غیر معین

نذر معین کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص مہینے یا دنوں میں اعتکاف کی نیت کرے، مثلاً یہ نذر مانے کہ شعبان کے آخری عشرے میں اعتکاف کروں گا، اس صورت میں انہی دنوں میں اعتکاف کرنا واجب ہوگا، جن دنوں کی نذر مانی ہے، البتہ اگر کسی وجہ سے ان دنوں میں روزہ نہ رکھ سکے تو دوسری تاریخوں میں قضاء کرے،

(احکام اعتکاف صفحہ ۵۲-۵۳ بحوالہ شامی ص ۱۱ ج ۲)

دوسری قسم نذر غیر معین کی ہے جس میں کوئی مہینہ یا تاریخ معین نہ کی ہو، مثلاً یہ نذر مانی کہ تین دن کا اعتکاف کروں گا تو ان تمام دنوں میں اعتکاف کرنا جائز ہے جن میں روزہ رکھنا جائز ہوتا ہے، اور ان دنوں میں اعتکاف کرنے سے نذر پوری ہو جائے گی۔

(احکام اعتکاف ص ۵۳)

اعتکاف واجب کی مدت

اعتکاف واجب کی کم از کم مدت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک دن ہے (کیونکہ اعتکاف واجب میں روزہ شرط ہے اور ایک دن سے کم کا روزہ مشروع نہیں)۔

ایک دن سے کم اعتکاف کی منت کا حکم

مسئلہ: چنانچہ جب اعتکاف واجب کی کم سے کم مدت ایک دن ہے تو ایک دن سے کم مثلاً دو چار گھنٹے یا رات کے اعتکاف کی منت ماننا صحیح نہیں اور اعتکاف واجب بھی نہ ہوگا۔

بغیر مدت ذکر کیے اعتکاف کی منت کا حکم

مسئلہ: اگر کسی شخص نے کہا کہ مجھ پر اللہ کے واسطے اعتکاف کرنا واجب ہے اور اس کی مدت متعین نہیں کی تو اس پر ایک دن کا اعتکاف کرنا لازم ہوگا۔

(عمدة الفقہ بحوالہ بدائع الصنائع)

نفل روزہ رکھ کر دن کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد بقیہ دن اعتکاف کی نذر

مسئلہ: (جب اعتکاف واجب کی کم از کم مدت ایک دن ہے اور اس سے کم اعتکاف درست نہیں تو) اگر کسی شخص نے صبح کو نفل روزہ کی نیت کی یا روزہ کی نیت نہیں کی پھر اس نے دن میں کسی وقت کہا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے واجب ہے کہ آج کے دن کا اعتکاف کروں تو امام صاحبؒ کے نزدیک یہ نذر صحیح نہیں ہوگی خواہ اس نے ایسے وقت میں نذر کی ہو جبکہ روزہ کی نیت کرنا درست ہو اس لیے کہ وہ پورے دن کا اعتکاف نہیں ہوگا۔

(عمدة الفقہ ج ۳ ص ۳۹۱)

اعتکاف واجب کی زیادہ سے زیادہ مدت

مسئلہ: اعتکاف واجب کے لیے زیادہ مدت کی کوئی حد مقرر نہیں جس قدر نیت

کرے درست ہے۔ پس اگر تمام عمر کے اعتکاف کی نذر کرے تو بھی جائز ہے۔

(عمدة الفقہ ج ۳ ص ۳۹۱، علم الفقہ حصہ سوم)

اعتکاف واجب کی ادائیگی کا طریقہ:

مسئلہ: جو شخص ایک دن کا واجب اعتکاف ادا کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ صبح صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے تاکہ جس وقت صبح صادق طلوع ہو تو یہ اس وقت مسجد میں ہو اور پھر غروب تک مسجد میں رہے تاکہ اس کا پورے ایک دن کا اعتکاف ہو جائے، کیونکہ ایک دن سے کم اعتکاف واجب درست نہیں۔

(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۷۶، مطبع بیروت)

اعتکاف مندور کی ادا اور قضا کا طریقہ:

مسئلہ: اگر کسی نے معین رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو اس کو رمضان کے روزوں کے ساتھ ادا کیا جاسکتا ہے، اگر رمضان میں اعتکاف نہ کر سکا تو اسی رمضان کی قضا روزوں کے ساتھ بھی ادا ہو سکتا ہے ورنہ مستقل نفل روزہ کے ساتھ اعتکاف کرے، دوسرے رمضان میں یا واجب آخر میں یہ اعتکاف ادا نہ ہوگا۔

اور اگر غیر معین اعتکاف کی نذر کی ہو تو اس کے لیے مستقل روزے رکھے قضا

روزہ کافی نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۶)

اعتکاف مندور کی مختلف صورتیں:

مسئلہ: اگر ایک شخص نے ایک دن کے اعتکاف کی نذر کی (یعنی منت مانی) تو اس شخص پر صرف دن کا اعتکاف لازم ہوگا اور رات شامل نہ ہوگی۔

(ہندیہ جلد ۲ ص ۲۱۳، شامی جلد ۲ ص ۳۵۱)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے دن اور رات دونوں کے اعتکاف کی نذر مانی تو دن اور

رات دونوں کا اعتکاف لازم ہوگا۔ (شامی ج ۲ ص ۴۴۳)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے صرف رات کی نذر کی تو یہ نذر درست نہ ہوگی اور اس شخص پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ (شامی ج ۲ ص ۴۴۲، ہندیہ ج ۱ ص ۲۱۳)

مسئلہ: اگر رات کے اعتکاف کی نذر مانی اور ساتھ ساتھ دن کی بھی نیت کی تو بھی نذر صحیح نہ ہوگی اور کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔

البتہ اگر اس صورت میں رات سے دن مراد لیا تو نذر درست ہوگی اور صرف دن کا اعتکاف لازم ہوگا۔ (شامی ج ۲ ص ۴۴۲)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی اور رات کی بھی نیت کی تو رات دن کے تابع ہو کر اعتکاف میں شامل ہوگی اور دن اور رات دونوں کا اعتکاف لازمی ہوگا۔ (شامی ج ۲ ص ۴۴۲)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے تین دنوں یا اس سے زیادہ دنوں کی یا دو دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو جتنے دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی ہے اتنے دنوں کا اعتکاف مع ان کی راتوں کے لازم ہوگا۔ بشرطیکہ خاص دن کی نیت نہ ہو پس اگر خاص دن کی نیت کی تو راتیں اعتکاف میں داخل نہ ہوں گی۔ (ہندیہ ج ۱ ص ۲۱۳، شامی ج ۲ ص ۴۵۱)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے تین راتوں یا اس سے زیادہ راتوں کی یا دو راتوں کے اعتکاف کی نیت کی تو جتنی راتوں کی نیت کی ہے اتنی راتوں کا اعتکاف مع دنوں کے لازم ہوگا بشرطیکہ خاص رات کی نیت نہ ہو پس اگر راتوں سے خاص رات مراد ہو تو نیت لغو ہوگی اور نذر درست نہ ہوگی۔ (ہندیہ ج ۱ ص ۲۱۳، شامی ج ۲ ص ۴۵۱)

مسئلہ: اگر دو یا اس سے زیادہ دنوں کی نذر کی اور نیت صرف رات کی تھی تو نیت لغو ہوگی اور نذر درست نہ ہوگی اور نذر ماننے والے پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا (شامی ج ۲ ص ۴۵۱)

نذر سے متعلق چند مسائل

تین دن یا اس سے زائد کے اعتکاف کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین ایام کے اعتکاف کی نذر مانی اور ایام کے ساتھ اس شخص کی کوئی خاص نیت نہ تھی تو اس صورت میں اس شخص پر تین دن اور تین راتوں کا اعتکاف واجب ہوگا اس لئے کہ اصول ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ ایام کے اعتکاف کی نذر مانی جائے تو دنوں کے ساتھ راتیں بھی شامل ہوتی ہیں اور اس اعتکاف کی ابتداء رات (غروب آفتاب) سے ہوگی کیونکہ ضابطہ کی بات یہ ہے کہ جب اعتکاف میں رات اور دن داخل ہوں تو اعتکاف کی ابتداء رات سے ہوتی ہے کیونکہ اعتکاف کے باب میں ہر رات آئندہ آنے والے دن کے تابع ہوتی ہے اور اگر اعتکاف میں رات شامل نہ ہو تو اعتکاف کی ابتداء صبح صادق سے ہوگی۔

لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو جائے اور تیسرے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے اور یہ اعتکاف لگاتار کرنا ضروری ہے اور درمیان میں وقفہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ اصول ہے کہ جب اعتکاف میں دنوں کے ساتھ راتیں شامل ہوں تو وہ اعتکاف مسلسل واجب ہوتا ہے۔ درمیان میں وقفہ جائز نہیں ہوتا اور جس وجوب میں راتیں داخل نہ ہوں تو معتکف کو وقفہ کرنا بھی جائز ہے یعنی اختیار ہے کہ مسلسل اعتکاف کرے یا کچھ دن چھوڑ کر۔

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲، ص ۴۵۱-۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین ایام کے اعتکاف کی نذر مانی اور ایام کے ساتھ راتوں کی بھی نیت تھی تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور اس شخص پر تین دن اور تین راتوں کا اعتکاف واجب ہوگا۔ لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ طلوع صبح صادق سے پہلے مسجد میں

بیت اعتکاف داخل ہو کر تیسرے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے اور یہ اعتکاف بھی مسلسل کرنا لازم ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲ ص ۴۵۱-۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین ایام کے اعتکاف کی نذر منت مانی اور ایام سے صرف دن مراد لئے، رات کی نیت نہیں کی تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور اس شخص پر بغیر راتوں کے صرف تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔ چنانچہ مذکورہ شخص پر لازم ہوگا کہ تین دنوں تک ہر روز طلوع صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہو کر غروب آفتاب تک اعتکاف مکمل کر لے، البتہ اس بات کا اس کو اختیار ہے کہ تین دن مسلسل اعتکاف کرے یا درمیان میں وقفہ کر کے اعتکاف کرے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲ ص ۴۵۱-۴۵۲)

دو دن کے اعتکاف کی نذر کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دو ایام کی نذر مانی اور کوئی خاص نیت نہیں کی، یا رات و دن دونوں کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے اور اس پر دو دن اور دو رات کا اعتکاف واجب ہوگا۔ چنانچہ مذکورہ شخص غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو کر دو دنوں تک مسلسل اعتکاف کرے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲ ص ۴۵۱-۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دو ایام کے اعتکاف کی نذر مانی اور یوم سے صرف دن (صبح صادق تا غروب آفتاب) کی نیت کی، رات کی نہیں کی تو اس کی یہ نیت صحیح ہے اور اس پر صرف دو دن کا اعتکاف بغیر راتوں کے واجب ہوگا اور مذکورہ شخص کو یہ اختیار ہوگا کہ دو دنوں کا اعتکاف لگاتار کرے یا علیحدہ علیحدہ۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲ ص ۴۵۱-۴۵۲)

ایک دن کے اعتکاف کی نذر کا حکم

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک یوم کے اعتکاف کی نذر مانی اور اس کی کوئی خاص

نیت نہ تھی یا یوم سے صرف دن کی نیت تھی اور رات کی نیت نہ تھی تو ان دونوں صورتوں میں صرف ایک دن کا اعتکاف لازم ہوگا اور رات اعتکاف میں داخل نہ ہوگی نیز اس اعتکاف کی ابتداء صبح صادق سے ہوگی، جیسا کہ تفصیل سے اصول گذر چکا ہے چنانچہ اس شخص پر لازم ہوگا کہ صبح صادق سے پہلے پہلے مسجد میں بنیت اعتکاف داخل ہو جائے اور غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے۔

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲، ص ۲۵۱-۲۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک یوم کے اعتکاف کی نذر مانی اور یوم سے دن، رات دونوں مراد لئے تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور اس پر ایک دن کا اعتکاف رات سمیت واجب ہوگا۔

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲، ص ۲۵۱-۲۵۲)

تین رات یا اس سے زائد اعتکاف کی نذر کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین راتوں کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتوں کے ساتھ کوئی خاص نیت نہ تھی یا راتوں کے ساتھ دن کی بھی نیت تھی تو دونوں صورتوں میں اس شخص پر دنوں سمیت تین راتوں کا اعتکاف واجب ہوگا، کیونکہ اصول ہے کہ دو یا اس سے زائد راتوں کے اعتکاف کی منت مانی جائے تو راتوں کے ساتھ ان کے دن بھی اعتکاف میں شامل ہوتے ہیں اور اس اعتکاف کی ابتداء رات سے ہوگی اور تسلسل بھی لازم ہے جیسا تفصیل سے گذر چکا ہے لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو کر مسلسل تین دن اعتکاف کرے، پھر تیسرے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے۔

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲، ص ۲۵۱-۲۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین رات کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتوں سے مراد صرف رات لی اور دن کی نیت نہیں کی تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور اس شخص پر کچھ بھی

لازم نہ ہوگا، کیونکہ صرف رات اعتکاف واجب کا محل نہیں، اس لئے کہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے اور رات روزے کا محل نہیں۔

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲، ص ۲۵۱-۲۵۲)

دوراتوں کے اعتکاف کی نذر کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دوراتوں کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتوں کے ساتھ کوئی خاص نیت نہ تھی یا راتوں کے ساتھ دن کی بھی نیت تھی تو دونوں صورتوں میں اس شخص پر دنوں سمیت دوراتوں کا اعتکاف لازم ہوگا اور تسلسل بھی ضروری ہوگا جیسا کہ تفصیل سے گذرا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دورات کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتوں سے صرف رات کی نیت کی اور دن کی نیت نہ کی تو یہ نیت صحیح ہوگی اور اس شخص پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا، کیونکہ صرف رات روزے کا محل نہیں جبکہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے۔

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲، ص ۲۵۱-۲۵۲)

ایک رات کے اعتکاف کی نذر کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی اور رات سے اس کی کوئی خاص نیت نہ تھی یا صرف رات ہی کی نیت تھی یا رات کے ساتھ دن کی بھی نیت تھی تو ان تینوں صورتوں میں اس شخص پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا، کیونکہ صرف رات اعتکاف واجب کا محل نہیں، اور آخری صورت میں اگرچہ رات کے ساتھ دن کی بھی نیت ہے جو کہ روزے کا محل ہونے کی وجہ سے محل اعتکاف ہے لیکن چونکہ اس صورت میں دن، رات کے تابع ہو کر اعتکاف میں شامل ہو رہا ہے اور رات متبوع ہے پس جب متبوع (رات) میں نذر باطل ہوگئی تو تابع (دن) میں بھی باطل ہوگئی۔

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲، ص ۲۵۱-۲۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی اور بطور مجاز رات کہہ کر دن مراد لیا تو اس کی یہ نذر صحیح ہوگی اور اس شخص پر بغیر رات کے صرف ایک دن (صبح صادق سے غروب آفتاب تک) کا اعتکاف لازم ہوگا۔

(عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲، ص ۳۵۱-۳۵۲)

اس مسئلہ اور اس سے پہلے مذکور مسئلے میں بیان ہوا ہے کہ ”اگر رات کے ساتھ دن کے بعد اعتکاف کی نیت کی تو درست نہیں ہے“ کوئی معارضہ نہیں ہے اس لئے کہ اس سے پہلے مسئلے میں اس نے دن کو رات کے تابع کر دیا ہے اور متبوع یعنی رات میں نذر باطل ہوگئی (کیونکہ رات روزے کا محل نہیں ہے اور روزہ اعتکاف واجب کے لئے شرط ہے) پس تابع یعنی دن میں بھی نذر باطل ہوگئی (کیونکہ تابع کے لئے وہی حکم ہے جو متبوع کے لئے ہے) اور دوسرے مسئلے میں رات کا لفظ کہہ کر دن کی نیت کی ہے یعنی رات کو مطلق کہا اور مجاز مرسل کے طور پر اس سے ارادہ دن کا کیا۔ (عمدة الفقہ ج ۳، ص ۴۱۷)

اعتکاف واجب میں روزہ چھوڑ دینا:

سوال: مہینہ بھر کے اعتکاف کی منت مانی تھی تو ادائیگی شروع کی اور پورا مہینہ اعتکاف بیٹھا رہا لیکن درحالت اعتکاف منذور ایک دو روزے بلا قصد ٹوٹ گئے تو کیا اعتکاف ادا ہو گیا یا دوبارہ ادا کرنا پڑے گا؟ جبکہ بعد میں وہ روزے قضا رکھ لیے؟

جواب: اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے ”کما فی الدر المختار و شرط الصوم للاول اتفاقاً“۔ (شامی ج ۲، ص ۱۷۷)

☆ پس صورت مسئلہ میں جس دن کا روزہ ٹوٹ گیا ہے اس دن کا اعتکاف بھی صحیح نہیں ہوا بلکہ اس روز کا اعتکاف فاسد ہو گیا، فساد اعتکاف کی صورت میں اگر غیر معین مہینہ کی نذر اعتکاف مانی ہوئی تھی تو مہینہ بھر کا اعتکاف از سر نو کرنا ہوگا، صرف اتنے دن کے روزے قضا کر لینے کافی نہیں۔ البتہ اگر نذر کسی معین مہینے کی مانی تھی، مثلاً

رجب وغیرہ کی تو صرف اتنے دن کا اعتکاف مع روزہ کے قضا کرنا لازم ہوگا جتنے دن میں دراثاء اعتکاف روزہ نہیں رکھ سکا۔

قال فی الہندیۃ واذا فسد الاعتکاف الواجب وجب قضاءہ فان کان اعتکاف شہر بعینہ اذا افطر یوما یقضى ذلک الیوم وان کان اعتکاف شہر بغير عینہ یلزمہ الاستقبال اھ

(ج ۱ ص ۱۲۹) (خیر الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۹)

اعتکاف کی نذر کے بعد نذر ماننے والے کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
مسئلہ: اگر کسی شخص نے اعتکاف کی نذر مانی اور اُسے نذر پوری کرنے کا وقت بھی ملا، لیکن وہ نذر ادا نہ کر سکا، یہاں تک کہ موت کا وقت آ گیا تو اس پر واجب ہے کہ ورثاء کو اعتکاف کے بدلے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کرے، اور ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔

(احکام اعتکاف ص ۵۵ بحوالہ قاضی خان علی الہندیہ ص ۲۲۵ ج ۱)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے بیماری کی حالت میں ایک مہینہ کے اعتکاف کی منت مانی پھر اس مرض میں اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا۔ (ہندیہ ج ۱ ص ۳۱۵)

مسئلہ: اگر کسی کو نذر پوری کرنے کا وقت نہیں ملا مثلاً اس نے بیماری میں نذر مانی تھی اور تندرست ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

(مسائل بہشتی زیور ص ۳۹۵)

مسئلہ: اور اگر درمیان میں ایک دن صحت یاب ہو کر انتقال ہوا تو پھر پورے مہینے کے اعتکاف کا فدیہ ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک شخص نے مثلاً ایک ماہ اعتکاف کی نذر مانی پھر اس شخص کا انتقال

ہو گیا اور وہ نذر پوری نہ کر سکا تو ہر دن کے اعتکاف کے بدلہ صدقہ فطر کی مقدار فدیہ ادا کیا جائے۔

اگر اس شخص نے وصیت کی ہو تو یہ فدیہ دینا ورثاء پر واجب ہے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳)

مسئلہ: اعتکاف مسنون کو توڑنے سے جو قضاء واجب ہوتی ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ قضاء کا وقت ملنے کے باوجود قضاء نہ کی تو فدیہ واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

(احکام اعتکاف ص ۵۵-۵۶)

فدیہ اعتکاف کی وصیت

نذر ماننے والے کو چاہیے کہ ورثاء کو اپنے انتقال کی صورت میں فدیہ اعتکاف کی وصیت کر دے اور یہ وصیت اس پر واجب ہے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳)

وصیت کے بغیر ورثہ کا اپنی رضامندی سے فدیہ اعتکاف ادا کرنا۔

مسئلہ: اگر وہ شخص وصیت نہ کر سکا اور تمام ورثہ راضی ہوں (بشرطیکہ ان ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو) تو بغیر وصیت کے بھی اس کے اعتکاف کا فدیہ اس کے مال سے نکالنا جائز ہے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۴)

فدیہ اعتکاف کی مقدار

ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ ایک صدقہ فطر کی مقدار پونے دو سیر گندم یا ساڑھے تین سیر جو، یا کھجور۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳)

اعتکاف مندور کی پابندیاں

اعتکاف مندور میں وہ تمام پابندیاں ہیں جن کا مفصل بیان اعتکاف مسنون میں کیا گیا ہے۔ جن کاموں کیلئے نکلنا جائز ہے ان کے لئے یہاں بھی نکلنا جائز ہے، اور

جن کاموں کے لئے نکلنا وہاں جائز نہیں یہاں بھی جائز نہیں۔ البتہ یہاں اتنا فرق ہے کہ اگر کوئی شخص نذر کرتے وقت زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا عیادت مریض کے لئے اعتکاف سے باہر آجایا کروں گا تو ان کاموں کے لئے باہر آنا جائز ہوگا۔ اور ان کاموں کے لئے باہر آنے سے اعتکاف منذور کی ادائیگی میں فرق نہ ہوگا۔

(احکام اعتکاف ص ۵۶ بحوالہ عالمگیریہ ص ۲۱۲ ج ۱)

عورتوں کے اعتکاف کے مسائل

عورتوں کے لیے اعتکاف کا حکم

عورتوں کے لیے بھی اعتکاف مسنون ہے، فقہاء نے اسے مطلقاً مسنون قرار دیا ہے اور مرد و عورت کا کوئی فرق ذکر نہیں کیا ہے البتہ اعتکاف کے سلسلے میں مسجد کا جو حق ہے وہ خواتین کے اعتکاف سے ادا نہیں ہو سکے گا کیونکہ وہ گھر میں اعتکاف کریں گی عورتوں کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

فضائل رمضان میں ہے کہ: عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے متعین نہ ہو تو کسی کوئے کو اس کے لیے مخصوص کر لے عورتوں کے لیے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے گھر میں بیٹھے بیٹھے کاروبار بھی گھر کی لڑکیوں سے لیتی رہیں اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے گویا بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔

(فضائل رمضان ص ۶۸۷)

عورت کے اعتکاف کرنے کا طریقہ

مسئلہ: عورت جب عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کا مسنون اعتکاف کرنا چاہے تو رمضان شریف کی بیسیویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت

سے اس جگہ پر آجائے جہاں وہ ہمیشہ نماز پڑھا کرتی ہے۔ اور جب عید کا چاند ثابت ہو جائے، اس جگہ سے باہر آجائے، باقی اعتکاف کی حالت میں دن رات اسی اعتکاف کی مقررہ جگہ میں رہے وہیں کھائے، پیئے، ویں سوئے، صرف وضو کرنے اور پیشاب، پاخانہ کے لیے (یا احتلام ہو جائے تو غسل کرنے کے لیے) باہر آسکتی ہے۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ ہندیہ)

ازواج مطہرات کا اعتکاف

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات تک آپ ﷺ کا یہ معمول رہا آپ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔
تشریح:

ازواج مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں اور خواتین کے لیے اعتکاف کی جگہ ان کے گھر کی وہی جگہ ہے جو انہوں نے نماز کے لیے مقرر کر رکھی ہو اگر گھر میں کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف کرنے والی خواتین کو ایسی جگہ مقرر کر لینی چاہئے۔
(معارف الحدیث ج ۴ ص ۱۱۹)

عورت کے اعتکاف کی جگہ

مسئلہ: عورت اگر گھر میں اعتکاف بیٹھنا چاہتی ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسی جگہ اعتکاف کرے جہاں پنجگانہ نماز ادا کرتی ہو۔ پس اگر اس نے نماز کی جگہ چھوڑ کر گھر میں کسی دوسری جگہ اعتکاف کیا تو اعتکاف درست نہ ہوگا۔

مسئلہ: گھر میں اگر کوئی جگہ پہلے ہی سے نماز کے لیے مقرر کی ہوئی ہو مثلاً وہاں نماز کے لیے چوکی، پٹرا (تخت) یا چٹائی وغیرہ ڈالی ہوئی ہو یا یہ چیزیں ہر وقت تو بچھی

نہیں رہتیں مگر اکثر و بیشتر ایسی جگہ مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنے کی عادت ہے تو یہ نماز پڑھنے کی جگہ عورت کے لیے بحق اعتکاف بمنزلہ مسجد کے ہے لہذا بلا عذر شرعی و طبعی اس اعتکاف والی جگہ سے باہر آ جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر گھر میں پہلے سے کوئی جگہ نماز کے لیے مقرر نہ کی ہوئی ہو بلکہ کبھی کسی جگہ نماز پڑھ لی کبھی کسی جگہ تو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے کوئی جگہ آئندہ نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر لینا ضروری ہے، نماز کے لیے جگہ مقرر کر لینے کے بعد وہاں اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائے اب یہ جگہ اس کے لیے ایسی ہوگئی جیسے مرد کے لیے مسجد ہوتی ہے۔

مرد کا مسجد سے باہر (بلا عذر شرعی و طبعی) چلے جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورت کا اس مخصوص اعتکاف والی جگہ سے بلا عذر (شرعی و طبعی) باہر آ جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۳۷۶، مسائل اعتکاف، شامی)

عورت کے لیے اعتکاف گاہ کی تعیین

مسئلہ: اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے کوئی جگہ نماز پڑھنے کے لیے مقرر نہیں ہے اور نہ اعتکاف میں داخل ہونے سے پہلے متعین کی، بلکہ جہاں دل چاہا اعتکاف کے لیے بیٹھ گئی تو یہ اعتکاف صحیح نہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف، بحوالہ شامی جلد ۲، ص ۳۳۱)

عورت کا نماز کی جگہ کو چھوڑ کر اعتکاف کرنا

مسئلہ: عورت نے نماز پڑھنے کے لیے جگہ تو مخصوص کر رکھی ہے لیکن اعتکاف اس جگہ نہیں کیا، کسی سہولت وغیرہ کی غرض سے کسی دوسری جگہ بیٹھ گئی تو یہ اعتکاف بھی درست نہ ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہوا کہ مرد اپنی سہولت کی خاطر مسجد چھوڑ کر مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف کرے تو جس طرح مرد کا اعتکاف نہ ہوا اسی طرح عورت کا بھی اعتکاف درست نہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف، بحوالہ شرح نقایہ)

عورت کا نماز کی جگہ کو تبدیل کرنا:

ہاں عورت کو اپنی نماز کی جگہ تبدیل کر لینے کا اختیار ہے ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ مقرر کر سکتی ہے۔ جیسے سردیوں میں ایک جگہ ہوتی ہے، گرمیوں میں دوسری جگہ ہوتی ہے لہذا اگر اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے جہاں اعتکاف کرنا چاہتی ہے یہ نیت کر لے کہ آئندہ نماز اسی جگہ پڑھا کروں گی تو اس کی نیت کر لینے کے بعد وہاں اعتکاف میں بیٹھنا درست ہو جائے گا۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ عالمگیری)

معٹفہ کا اعتکاف کی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانا:

مسئلہ: جب عورت اپنی اعتکاف گاہ میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو جائے تو اب اس جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہونا جائز نہیں، اگر ایسا کیا تو اعتکاف قائم نہ رہے گا، خواہ دوسری جگہ جہاں منتقل ہوئی ہے اسی مکان کے اندر ہو جس میں اعتکاف گاہ ہے خواہ اس کمرہ کے علاوہ کسی دوسرے کمرے میں ہو۔

سوال: عورت گھر میں جگہ کا تعین کیسے کرے؟ اگر اندر کرے تو رات کے وقت جس اور گرمی ہوتی ہے اور باہر کرے تو دن کو دھوپ ہوتی ہے؟

جواب: اعتکاف کے لیے جگہ متعین کرنے کے بعد تغیر و تبدل جائز نہیں ہے اندر ہو یا باہر ہو بہتر یہ ہے کہ برآمدہ وغیرہ کا تعین کیا جائے یا سیکھے وغیرہ کا انتظام کر لیا جائے اگر زیادہ تکلیف ہو تو ترک کی بھی گنجائش ہے سرے سے اعتکاف ہی نہ بیٹھے۔

(خیر الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۴۳)

مسجد البیت سے کیا مراد ہے؟:

مسئلہ: اعتکاف کے باب میں جس جگہ بھی لفظ بیت آیا ہے فقہاء شارحین اس کی تشریح مسجد البیت سے کرتے ہیں (جس کے معنی گھر کی مسجد کے ہیں) اس لفظ مسجد

البیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لیے نماز گھر یا بڑا کمرہ پورا مقرر کر لینا درست نہیں بلکہ گھر میں جہاں عورت نے نماز پڑھنے کے لیے جگہ مقرر کی ہوئی ہے وہی اعتکاف کی جگہ ہے البتہ کوئی چھوٹا سا کمرہ نماز کے لیے مخصوص کر رکھا ہو، وہ اعتکاف گاہ ہو سکتا ہے۔

جب نماز پڑھنے کی جگہ میں عورت اعتکاف کے لیے بیٹھنے لگے تو مصلیٰ کی جگہ کے برابر میں اتنی جگہ اور گھیر لے کہ آرام کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور لیٹ سکے خواہ چٹائی یا کوئی فرش دری بچھالے یا نشانی مقرر کر لے۔ حد قائم کر لینے کے بعد پھر وہاں سے باہر نہ جائے، اگر اس مسجد البیت کی حد سے بلا عذر معتبر باہر چلی گئی تو واجب اور مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور نفلی اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

(مسائل اعتکاف ص ۴۶ بحوالہ بحر الرائق)

مسئلہ: عورت نے گھر کی جگہ اعتکاف کیا ہو وہ اس کے لئے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر ٹہنا جائز نہیں، وہاں سے اٹھ کر گھر کے کسی اور حصے میں نہیں جاسکتی، اگر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: عورت کے لئے بھی اعتکاف کی جگہ ہٹنے کے وہی احکام ہیں جو مردوں کے ہیں، جن ضروریات کی وجہ سے مردوں کے لئے مسجد سے ٹہنا جائز ہے اور جن کاموں کے لئے مردوں کو مسجد سے نکلنا جائز نہیں، ان کے لئے عورتوں کو بھی اپنی جگہ سے ٹہنا جائز نہیں، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے ان تمام مسائل کو اچھی طرح سمجھ لیں جو اعتکاف مسنون کے عنوان کے تحت پیچھے بیان کیے گئے ہیں۔

(احکام اعتکاف ص ۶۰)

عورت کا عذر شرعی کی بنا پر اعتکاف والی جگہ کو چھوڑنا:

مسئلہ: عورت نے اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسرے گھر میں اعتکاف کیا ہوا تھا

اسی اثنا میں خاوند نے اس کو طلاق دیدی تو وہ اپنی عدت پوری کرنے کے لیے اپنے گھر آسکتی ہے اس کا یہ اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ بقیہ اعتکاف اپنے گھر آکر پورا کرے۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۲)

مسئلہ: عورتیں اعتکاف کے دوران اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے سینے پر ہونے کا کام کر سکتی ہیں مگر خود اٹھ کر نہ جائیں نیز بہتر یہ ہے کہ اعتکاف کے دوران ساری توجہ تلاوت ذکر تسبیحات اور عبادت کی طرف رہے، دوسرے کاموں میں زیادہ وقت صرف نہ کریں۔

(احکام اعتکاف ص ۶۰)

عورت کا حالت اعتکاف میں کھانا پکانا:

مسئلہ: عورت کھانا پکانے کے لیے مسجد بیت سے نہیں نکل سکتی، اگر نکلی تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا، البتہ اگر کوئی کھانا پکانے والا نہ ہو تو مسجد بیت میں کھانا پکا سکتی ہے۔

مسجد بیت پر تمام احکام مسجد شرعی کے جاری نہیں ہوئے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱ ص ۲۵)

عورت کا اعتکاف کی جگہ میں چار پائی بچھانا:

مسئلہ: عورت اپنی اعتکاف کی جگہ میں چار پائی بچھا سکتی ہے

(مختص از فتاویٰ محمودیہ جلد ۱ ص ۲۵۰)

عورت گھر پر کون سا اعتکاف کر سکتی ہے؟

وہ نفلی اعتکاف بھی کر سکتی ہے اور سنت بھی۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱ ص ۲۲۲)

عورتوں کا محلہ کی مسجد یا جامع مسجد میں اعتکاف کرنا:

مسئلہ: عورتوں کا محلہ کی کسی مسجد یا جامع مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔

(الدر المختار ص ۳۳۱ ج ۲)

مسجد میں عورتوں کے لئے مخصوص کی گئی جگہ میں عورت کا اعتکاف:

سوال: مسجد میں عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ ایک مقرر ہے، اس حصہ میں ایک عورت

معتکف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس کے اعتکاف سے بستی کا بوجھ اتر جائے گا؟
جواب: عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرنے بلکہ گھر میں کرے، لیکن اسکے اعتکاف سے
مردوں کے ذمے سے سنت ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۷۸)

عورت کے اعتکاف سے سنت علی الکفایہ کی ادائیگی کا حکم:
سوال: کوئی صاحب مسجد میں معتکف نہ ہوئے ایک عورت گھر پر معتکف ہو گئی کیا حکم ہے؟
جواب: عورت کا اعتکاف صحیح ہو جائے گا لیکن مردوں کے ذمہ سے سنت ادا نہ ہوگی
(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۷۸)

اگر کوئی عورت مسجد میں معتکف ہو اور طلاق واقع ہو جائے تو کیا کرے؟
مسئلہ: اگر کسی عورت نے مسجد میں اعتکاف کر ہی لیا اور دوران اعتکاف خاوند
نے طلاق دے دی تو یہ گھر آ کر اعتکاف مکمل کر لے تو جائز ہے۔
(ہندیہ ج ۱ ص ۲۱۲ الباب السابع فی الاعتکاف)

اعتکاف میں عورتوں کے لیے اجازت کے مسائل

عورت کا خاوند سے اجازت لے کر اعتکاف کرنا:
مسئلہ: عورت کے اعتکاف کرنے سے چونکہ خاوند کا حق استمتاع متاثر ہوتا ہے
اس لیے اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے عورت کو خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اگر
بلا اجازت بیٹھی تو اعتکاف درست نہ ہوگا۔

خاوند کا اجازت دینے کے بعد بیوی کو اعتکاف سے منع کرنا:
مسئلہ: اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا، بعد میں شوہر
منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کر سکتا، اور اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل
واجب نہیں۔ (احکام اعتکاف ص ۵۹ بحوالہ عالمگیریہ ص ۲۱۱ ج ۱)

دوران اعتکاف خاوند کا بیوی سے صحبت کرنا:

مسئلہ: جب شوہر اجازت دے چکا ہو تو اب اس کے لیے درست نہیں کہ اعتکاف شروع ہونے کے بعد بیوی سے صحبت کرے۔

اگر خاوند نہ ہو تو سرپرست کی اجازت کا حکم:

مسئلہ: جو عورت بے شوہر ہے اپنے نگران اور سرپرست کے مشورہ اور اجازت سے اعتکاف کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ اور جو عورت ایسی نہیں ہے اور فارغ البال ہے تو اس کے لیے بلا کسی سے مشورہ و اجازت کے اعتکاف کرنے میں کچھ حرج نہیں (مسائل اعتکاف)

شوہر یا سرپرست کے حکم سے عورت کا اعتکاف توڑنا:

مسئلہ: اگر شوہر یا سرپرست کی اجازت سے اعتکاف شروع کیا گیا تو بعد میں ان کے حکم سے بلا عذر اعتکاف توڑنا درست نہیں اور بلا عذر اعتکاف توڑنے پر گناہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف)

جس عورت کا خاوند بیمار ہو اس کے اعتکاف کا حکم:

مسئلہ: جس عورت کا شوہر بیمار یا معذور ہو اور خدمت کا محتاج ہو تو ایسی عورت کو چاہیے کہ اعتکاف میں نہ بیٹھے بلکہ شوہر کی خدمت کرے اس میں زیادہ اجر ملے گا اور صرف نیت اعتکاف کی بنا پر اس کو اجر ملے گا۔

اسی طرح جن عورتوں کے چھوٹے بچے، بچیاں ہیں خدمت کے لیے کوئی دوسرا نہیں یا جوان لڑکیاں ہیں، گھر میں انکی دیکھ بھال کے لیے کوئی بڑا موجود نہیں ہے تو ایسی عورتوں کے لیے مناسب یہی ہے کہ بچوں کی پرورش اور ان کی دیکھ بھال اور تربیت کرتے ہوئے رمضان گزاریں کیونکہ اعتکاف میں بیٹھنے سے زیر کفالت بچے

بچیوں کی پرورش اور تربیت میں خلل واقع ہو سکتا ہے۔ (مسائل رمضان و اعتکاف)

خاوند کا اپنی معتمد بیوی سے ہمبستری کرنا:

مسئلہ: اگر بیوی اعتکاف میں ہو تو خاوند کے لیے حالت اعتکاف میں بیوی سے ہمبستری جائز نہیں لیکن خاوند نے باوجود ممانعت کے حالت اعتکاف میں ہمبستری کر لی تو بیوی کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور خاوند گنہگار ہوگا۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ الدر المختار جلد ۲ ص ۴۵۰)

عورت کی ماہواری کے ایام میں اعتکاف کا حکم:

مسئلہ: عورت کے اعتکاف کے لیے پاکی کا زمانہ شرط ہے اور ایام ماہواری میں روزہ و اعتکاف درست نہیں۔

مسئلہ: عورت کے اعتکاف کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض (ایام ماہواری) اور نفاس سے پاک ہو۔ (احکام اعتکاف ص ۵۹)

مسئلہ: عورت ایام ماہواری کی ابتداء اور انتہاء مدت کو حساب کر کے اعتکاف شروع کرے تاکہ اعتکاف شروع کرنے کے بعد فاسد ہونے کا احتمال نہ رہے۔ کیونکہ اعتکاف کے درمیان اگر ماہواری شروع ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو اعتکاف مسنون شروع کرنے سے پہلے کہ ان دنوں میں اس کی ماہواری کی تاریخیں آنے والی تو نہیں، اگر تاریخیں رمضان کے آخری عشرے میں آنے والی ہوں تو مسنون اعتکاف نہ کرے، ہاں تاریخیں شروع ہونے سے پہلے تک نفلی اعتکاف کر سکتی ہے۔ (احکام اعتکاف ص ۵۹)

اگر دوران اعتکاف عورت کو حیض (یعنی ماہواری) آجائے؟

مسئلہ: جس طرح عورت کو حیض (یعنی ماہواری) کی حالت اور نفاس کی حالت

میں اعتکاف میں بیٹھنا درست نہیں، اسی طرح اگر اعتکاف کے دوران ماہواری آجائے تو اعتکاف سے اٹھ کر اعتکاف کی مخصوص جگہ سے باہر آجائے۔ رہا اعتکاف کی قضاء کا حکم تو وہ تفصیل سے آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ (بدائع الصنائع)

اعتکاف واجب کے دوران ماہواری آنے کا حکم:

مسئلہ: جس اعتکاف کے دوران حیض (ماہواری) آیا ہے وہ واجب تھا تو غسل طہارت کرتے ہی فوراً اعتکاف میں بیٹھ جانا چاہیے اور جتنے دن کا اعتکاف حیض آنے کی وجہ سے چھوٹ گیا ہے ان ایام سمیت اور جو دن باقی رہ گئے تھے پورے کرے، دوبارہ نئے سرے سے اعتکاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر غسل طہارت کے فوراً بعد اعتکاف میں نہ بیٹھے گی تو تاخیر کر دینے کی جگہ سے نئے سرے سے دوبارہ اعتکاف کرنا ہوگا۔ یہ بات بھی خیال میں رکھیں کہ یہ مسئلہ نذر معین کا ہے، نذر غیر معین کا مسئلہ وہ ہے جو اس مسئلہ کے بعد ہے۔

مسئلہ: اگر صورت مذکورہ بالا نذر غیر معین میں پیش آجائے تو ہر حال میں نئے سرے سے اعتکاف کرنا ضروری ہے اور یہ دونوں مسئلے اعتکاف واجب کے لیے ہیں۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۲۸۸)

اعتکاف مسنون کے دوران ماہواری آنے کا حکم:

مسئلہ: اگر اعتکاف مسنون (عشرہ اخیرہ رمضان المبارک) کے درمیان میں حیض آجائے، تو یہ اعتکاف ختم ہو جائے گا، جتنا اعتکاف کر لیا وہ ہو گیا ہے بقیہ اعتکاف کرنا واجب نہیں اور پاک ہونے کے بعد خاص اسی دن کی قضا ضروری ہے جس دن یہ حیض شروع ہوا تھا۔

اگر حیض (ماہواری) کے ایام گزر جانے کے بعد ابھی ماہ رمضان شریف ختم نہیں ہوا تو رمضان المبارک ہی میں ایک دن کا اعتکاف کر کے قضا کر لے ورنہ

رمضان شریف کے بعد جب ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے ان میں ایک دن کے ساتھ اس اعتکاف کی قضا بھی کر لے ورنہ ایک نفلی روزہ رکھ کر قضا کرنا ہوگا۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع)

نفلی اعتکاف کے دوران ماہواری آنے کا حکم:

مسئلہ: اگر نفلی اعتکاف کے درمیان حیض آجائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے جس دن ایسا ہوا اس دن کی بھی قضا واجب نہیں۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع)

اگر عورت کا اعتکاف فاسد ہو تو قضا کا حکم:

مسئلہ: احوط تو یہی ہے کہ رمضان کے بعد پورے دس دن کے اعتکاف کی قضا کی جائے اور روزے بھی رکھے جائیں مگر یہ واجب نہیں بلکہ صرف ایک دن کے اعتکاف کی قضا واجب ہے۔

اعتکاف مسنون میں استثناء کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان کرام ذیل کے مسئلہ میں:

ایک حافظ صاحب ایک مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن انہیں قرآن مجید سننے کے لیے قریب کی دوسری مسجد میں جانا پڑتا ہے آیا شریعت کی رو سے انہیں جانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یعنی معتکف حافظ صاحب کو ایسا کرنے کی اجازت ہے نیز فتاویٰ عالمگیری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ”علم کی مجلسوں میں معتکف شخص شرکت کر سکتا ہے بہر حال ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ معتکف حافظ، قرآن مجید سننے کے لیے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے لیکن ہمارے علاقے کے ایک عالم صاحب فرماتے ہیں کہ معتکف حافظ صاحب کو دوسری جگہ مسجد میں قرآن سننے کے لیے جانے کی اجازت نہیں آیا یہ مسئلہ کہاں تک

درست ہے برائے مہربانی اس مسئلہ کی وضاحت دلائل کی روشنی میں کریں اور ساتھ ساتھ فقہی کتابوں کا حوالہ بھی ہو۔

الجواب:

سائل نے سوال میں عالمگیری کے حوالہ سے جس جزئیہ کا ذکر کیا ہے اور اس سے اپنے مسئلہ کے لیے استدلال کیا ہے یہ درست نہیں کیونکہ عالمگیری کے حوالہ کا تعلق اس اعتکاف منذور سے ہے پہلے جس میں کسی نے نذر مانتے وقت کسی مجلس علم میں حاضر ہونے یا جنازہ پڑھنے کے لیے مسجد سے نکلنے کا استثناء کیا ہو لیکن جہاں تک رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف مسنون کا تعلق ہے تو اس میں ان کاموں کو مستثنیٰ کرنے کی صورت میں ان کاموں کے لیے مسجد سے باہر نکلنے کے جواز کی کتب فقہیہ میں کوئی تصریح نہیں ملتی اس لیے اگر کوئی اعتکاف مسنون میں اس قسم کا استثناء کرے تو وہ اعتکاف مسنون نہیں رہے گا نقل ہو جائے گا لہذا صورت مسئلہ میں اگر کسی نے رمضان کے اعتکاف مسنون میں دوسری جگہ قرآن پاک سننے کے لیے جانے کا التزام کیا ہے تو جانے کے دن سے اس کا اعتکاف مسنون ٹوٹ گیا جس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اسی دن کے اعتکاف مسنون کی قضا نفلی روزے کے ساتھ کر لے۔ مذکورہ بالا تحقیق کے لیے حوالہ جات ذیل ملاحظہ فرمائیں:

① حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ تفسیر احکام القرآن جلد ۱ ص ۲۷۳ پر لکھتے ہیں: وفي الدر المختار عن التاتارخانية عن الحجة لو شرط وقت النذر ان يخرج لعبادة المريض و صلوة الجنابة وحضور مجلس علم جاز ذلك والحاصل ان ما يغلب وقوعه يصير مستثنى حكما وان لم يشترطه وما لا فلا الا اذا شرطه انتهى (شامی)

قلت وهذا محمول على ما رواه عاصم بن حمزة بن علي قال اذا

اعتكف الرجل فليشهد الجمعة وليعد المريض وليحضر الجنازة وليأتى أهله وليأمرهم بالحاجة وهو قائم رواه أحمد. ليفعل ذلك كله إذا اشترطه ليصير مستثنى كالجمعة والا فلا. وهل يشترط مثل ذلك في الاعتكاف المسنون تتأدى به سنة الاعتكاف لم أره صريحاً والظاهر لا. ويصير اعتكافه نفلاً لأنه صلى الله عليه وسلم كان لا يخرج إلا لحاجة الإنسان ولا يشترط الخروج لغيرهما

(۲) احسن الفتاویٰ جلد ۴ ص ۲۹۹ پر لکھتے ہیں اعتکاف کی نذر میں نماز جنازہ عیادہ مریض اور مجلس علم میں خاضری کے لیے خروج کا استثناء بھی زبان سے کیا ہو صرف دل کی نیت کافی نہیں مگر اعتکاف مسنون میں یہ نیت کی تو وہ نفل ہو جائے گا۔

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم رسالہ احکام اعتکاف صفحہ ۶۶ پر تحریر فرماتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مسئلہ اعتکاف مندور کے بارے میں درست ہے کہ نذر کے وقت ان اشیاء کا استثناء معتبر ہوتا ہے جہاں تک احقر نے تلاش کیا استثناء کا جز یہ صرف فتاویٰ عالمگیری میں ملتا ہے کسی اور کتاب متداول میں موجود نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری کی عبارت میں وقت النذر کا لفظ بتا رہا ہے کہ مراد اعتکاف مندور ہے نیز آگے دو تین مسائل بیان کرنے کے بعد لکھا ہے وهذا كله في الاعتكاف الواجب اما في السنن فلا بأس بان يخرج بعذر وغيره اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مسئلہ اعتکاف واجب سے متعلق ہے اور اعتکاف مسنون کا حکم یہاں بیان نہیں کیا گیا اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا کوئی استثناء ثابت نہیں اس لیے اعتکاف مسنون میں استثناء کی صحت کے لیے دلیل مستقل چاہیے جو کہ مفقود ہے لہذا اعتکاف کو علی وجہ المسنون ادا کرنے کے لیے استثناء کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی ظاہر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اعتکاف مسنون شروع کرتے وقت یہ نیت کرے تو پھر اس کا اعتکاف مسنون نہیں رہے گا بلکہ نفل بن جائے گا اور جتنی دیر مسجد سے باہر رہے گا اتنی دیر اعتکاف شمار نہیں ہوگا۔

معتکف کے لئے بعض خاص اعمال

شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی کتاب ”احکام اعتکاف“ کے آخر میں ”بعض خاص اعمال“ کے عنوان سے معتکفین کے لئے کچھ خاص اعمال تحریر فرمائے ہیں، جنہیں من و عن ایسے ہی نقل کیا جا رہا ہے۔

اعتکاف کے دوران چوں کہ انسان کو دوسرے تمام کاموں سے منہ موڑ کر مسجد میں جا پڑتا ہے، اس لیے اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیے، اور اس کو فضول باتوں یا آرام طلبی کی نذر کرنے کے بجائے زیادہ سے زیادہ تلاوت، عبادت، ذکر اللہ، تسبیحات و اوراد میں صرف کرنا چاہیے۔

اعتکاف کے لیے کوئی خاص نفلی عبادتیں متعین نہیں ہیں، بلکہ جس وقت جس عبادت کی توفیق ہو جائے اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ البتہ بعض عبادتیں ایسی ہیں جن کی عام حالات میں توفیق نہیں ہوتی، اعتکاف ان عبادتوں کی انجام دہی کا بہترین موقع ہے۔ اس لیے چند اعمال کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے، تاکہ معتکف حضرات کے لیے باعث سہولت ہو۔

صلوٰۃ التّسبیح:

صلوٰۃ التّسبیح نماز کا ایک خاص طریقہ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو بڑے اہتمام سے سکھایا تھا، اور فرمایا تھا اس طرح کہ نماز دن میں ایک پڑھ لیا کریں، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں،

اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو مہینے میں ایک مرتبہ، اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ، نیز اس نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اگر تمہارے گناہ عالج کے ریت کے برابر ہوں تب بھی (اس نماز کی بدولت) اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمادیں گے“ (جامع ترمذی) عالج ایک جگہ کا نام ہے جو سخت ریتیلے علاقے میں واقع تھی، جہاں ریت بہت ہوتی تھی۔ (قاموس)

لہذا مطلب یہ ہے کہ گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں، اس نماز کی بدولت ان کی مغفرت کی امید ہے۔ چنانچہ بزرگان دین نے اس نماز کا اہتمام فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ روزانہ ظہر کے وقت اذان و اقامت کے دوران یہ نماز پڑھتے سنتے، اور حضرت عبدالعزیز بن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ ”جو شخص جنت میں جانا چاہے وہ صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کرے“ اور حضرت ابو عثمان حیریؒ فرماتے ہیں کہ: ”مصیبتوں اور غموں سے نجات کے لیے میں نے کوئی عمل صلوٰۃ التسبیح سے بڑھ کر نہیں دیکھا“۔

(معارف السنن ص: ۲۸۲، ج ۴)

لہذا اعتکاف کے دوران یہ نماز یا تو روزانہ یا جتنی مرتبہ تو فیتق ہو ضرور پڑھنی

چاہیے۔

نماز کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت نقل صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے پڑھی جائیں، باقی تمام ارکان تو عام نمازوں کی طرح ہوں گے، البتہ اس نماز کے دوران ہر رکعت میں ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق پڑھا جائے گا، اور اگر اس کے ساتھ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم) بھی ملا لیں تو اور اچھا ہے۔ طریقہ یہ ہوگا:

① نیت باندھ کر حسب معمول ثنا سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھیں، جب

قرأت سے فارغ ہو جائیں تو رکوع میں جانے سے پہلے کھڑے کھڑے مذکورہ بلا تسبیح

پندرہ مرتبہ پڑھیں، پھر رکوع میں جائیں۔

(۲) رکوع میں جانے کے بعد حسب معمول تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیح پڑھیں، اس کے بعد رکوع سے اٹھیں۔

(۳) رکوع سے اٹھ کر پہلے حسب معمول سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد کہیں، پھر کھڑے ہو کر دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیح پڑھیں پھر سجدے میں جائیں۔

(۴) سجدے میں جا کر پہلے حسب معمول سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ پڑھ لیں پھر دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد سجدے سے اٹھیں۔

(۵) سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں، اور بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں پھر دوسرے سجدے میں جائیں۔

(۶) سجدے میں جا کر حسب معمول سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد سجدے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کے بجائے دوبارہ بیٹھ جائیں، اور دس مرتبہ مزید مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں۔

اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ یہ تسبیحات پڑھی گئیں، اسی طرح باقی تین رکعت پڑھ لیں، یوں کل تین سو تسبیحات چار رکعتوں میں ہوں گی۔ دوسری اور چوتھی رکعت میں یہ تسبیحات التحیات پڑھنے کے بعد پڑھی جائیں گی۔

دوسرا طریقہ یہ بھی جائز اور حضرت عبداللہ بن المبارک سے ثابت ہے کہ شروع میں قرأت کے بعد یہ تسبیحات پچیس مرتبہ پڑھ لیں، پھر دوسرے سجدے تک دس دس مرتبہ پڑھتے رہیں، اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر نہ پڑھیں، بلکہ سیدھے کھڑے ہو جائیں، علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ ان دونوں طریقوں سے صلوٰۃ التسبیح پڑھنی چاہیے، کبھی پہلے طریقے سے کبھی دوسرے طریقے سے۔

تسبیحات کی تعداد خود بخود یاد رہتی ہوں تو انگلیوں پر نہ گننا چاہیے، لیکن اگر کسی کو بھول ہو جاتی ہو تو انگلیوں پر گننا جائز ہے، اگر کسی ایک رکن میں تسبیحات پڑھنا بھول گئے تو اگلے رکن میں قضا کریں، اس طرح کہ ایک رکعت میں کچھ تسبیحات پوری ہو جائیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ رکوع کی بھولی ہوئی تسبیحات قومہ میں قضا نہ کریں، بلکہ سجدے میں جا کر قضا کریں۔ اور پہلے سجدے کی بھولی ہوئی تسبیحات سجدوں کے درمیانی جلسے میں قضا نہ کریں، بلکہ دوسرے سجدے میں جا کر قضا کریں۔ (شامی: ج ۱ ص ۴۶۱)

صلوٰۃ الحاجۃ :

جب کسی انسان کو کوئی دنیا و آخرت کی کوئی ضرورت درپیش ہو تو آنحضرت ﷺ نے نماز حاجت پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ نماز حاجت پڑھنے کے مختلف طریقے مشابیح سے منقول ہیں، لیکن اس کا جو مسنون طریقہ روایات حدیث میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل صلوٰۃ الحاجۃ کی نیت سے پڑھیں، نماز کا طریقہ عام نفل نمازوں کی طرح ہوگا، کوئی فرق نہیں، البتہ نماز سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہے، درود شریف پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے :

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم،
الحمد لله رب العالمین اسألك موجبات رحمتک وعزائم
مغفرتک والغنیمة من کل بر والسلامة من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا
غفرته ولا هما الا فرجته ولا حاجة لی لک رضا الا قضيتها یا ارحم
الرحمین (جامع الترمذی)

اس کے بعد جو حاجت درپیش ہو، اپنی زبان میں اس کی دعائے مانگے۔

(صلوٰۃ الحاجۃ کی محدثانہ تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو: معارف السنن ج ۴ ص ۲۷۵)

یوں تو یہ صلوٰۃ الحاجۃ ہر دنیوی و اخروی ضرورت کے لیے پڑھی جاسکتی ہے، لیکن

اگر اسے پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جائے کہ ”یا اللہ مجھے اور میرے گھر والوں کو دین پر عمل کرنے اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرما۔ ہمارے گناہوں کی مغفرت فرما اور جنت نصیب فرما۔ آمین“ تو ان شاء اللہ بڑا نفع ہوگا۔

بعض مستحب نمازیں:

بعض مستحب نمازیں بڑی فضیلت اور ثواب کی حامل ہیں، یوں تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ ہمیشہ ان کا اہتمام کرے، لیکن خاص طور سے اعتکاف کے دوران ان کی پابندی آسان ہے۔ اور اگر اعتکاف میں ان پابندی کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ باقی دنوں میں بھی ان کی توفیق ہو جایا کرے تو کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اعتکاف کی برکت سے ان تمام مستحبات کا عادی بنادے۔

تحیۃ الوضو:

ہر وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو کے طور پر پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ:

”ما من احد يتوضا فيحسن الوضوء ويصلي ركعتين يقبل بقلبه ووجهه عليهما الا وجبت له الجنة“ (ماخوذ از شامی)

”جو شخص بھی وضو کرے، اور اچھی طرح وضو کرے، اور دو رکعت اس طرح پڑھے کہ اپنے ظاہر و باطن سے نماز ہی کی طرف متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب کر دی ہو جاتی ہے۔“

اعتکاف کے دوران چوں کہ انسان مسجد ہی میں ہوتا ہے، اس لیے تحیۃ المسجد کا موقع نہیں ہوتا، لیکن جب بھی وضو کریں، تحیۃ الوضو پڑھنے کا اہتمام کر لیں تو ان شاء اللہ بہت فضیلت کا موجب ہوگا، تحیۃ الوضو پڑھنے کا اہتمام کر لیں تو ان شاء اللہ بہت

فضیلت کا موجب ہوگا، تحیۃ الوضو کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے، عام نمازوں کی طرح یہ بھی پڑھی جائے گی۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ یہ نماز اعضا خشک ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ (در مختار مع شامی ص: ج ۱ ص ۴۵۸) اگر کسی وجہ سے تحیۃ الوضو کا وقت نہ ملے تو سنت موکدہ یا فرض نماز شروع کرتے وقت اسی نماز میں تحیۃ الوضو کی نیت بھی کر لی جائے تو ان شاء اللہ اس کی فضیلت سے محرومی نہ ہوگی۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت بلال حبشیؓ سے فرمایا کہ ”اے بلال! مجھے بتاؤ کہ اسلام لانے کے بعد تمہارا وہ کون سا عمل ہے جس کے بارے میں تمہارے سب سے زیادہ امید ہو (کہ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت تم پر رحم فرمادیں گے) اس لیے کہ میں نے جنت میں اپنے سامنے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔“ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ ”میں نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جس کے بارے میں مجھے زیادہ امید ہو (بہ نسبت اس کے کہ) میں نے دن اور رات کے جس وقت بھی کبھی وضو کیا تو اس وضو سے جتنی بھی توفیق ہوئی نماز ضرور پڑھی (مشکوٰۃ: ص ۱۱۶) نماز اشراق:

نماز اشراق وہ نماز ہے جو طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جاتی ہے، اشراق کی دو رکعت ہوتی ہیں، اور جب آفتاب نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس میں افضل یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد اپنی جگہ پر ہی بیٹھا تسبیحات یا تلاوت میں مشغول رہے، اور جب آفتاب نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو دو رکعت پڑھ لے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت (اشراق کی) پڑھیں تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کی مانند اجر ملے گا، پورے حج اور عمرے کا۔ (ترمذی، ترمذی، ج ۱ ص ۱۶۴)

اور حضرت سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ”جو شخص نماز صبح سے فارغ ہو کر اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے اور اشراق کی دو رکعت پڑھنے تک خیر کے سوا کچھ زبان سے نہ نکالے تو اس کے گناہ، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، معاف کر دیئے جاتے ہیں

(مسند احمد، ابوداؤد وغیرہ ترغیب ج ۱ ص ۱۶۵)

صلوۃ الضحیٰ:

صلوۃ الضحیٰ کو اردو میں نماز چاشت بھی کہتے ہیں۔ اس نماز کی بھی حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ اس کا مستحب وقت ایک چوتھائی دن گزرنے کے بعد شروع ہوتا ہے، یعنی صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان جتنے گھنٹے ہوتے ہوں ان کو چار حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ گزارنے کے بعد زوال آفتاب سے پہلے کسی وقت بھی یہ نماز پڑھ لیں۔ مستحب وقت تو یہی ہے، لیکن اگر اس سے پہلے مگر طلوع آفتاب کے بعد کسی وقت بھی پڑھ لیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (شامی، کبیری، ص ۳۷۳)

صلوۃ الضحیٰ میں چار سے لے کر بارہ تک جتنی رکعت پڑھ سکتے ہوں، پڑھ لیں، بلکہ اس سے زائد بھی پڑھ سکتے ہیں، اور اگر دو رکعتیں بھی پڑھ لیں تو ادنیٰ فضیلت انشاء اللہ حاصل ہو جائے گی۔ (شامی: ج ۱ ص ۴۵۹)

حدیث میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ:

”من صلی الضحیٰ رکعتین لم یکتب من الغافلین، ومن صلی اربعاً کتب من العابدین، ومن صلی ستاً کفی ذالک اليوم، ومن صلی ثمانیا کتبہ اللہ من القانتین، ومن صلی ثنتی عشرة رکعة بنی اللہ له بیتا فی الجنة“

(الترغیب والترہیب، بحوالہ طبرانی ورواہ ثقات)

”جو شخص چاشت کی دو رکعت پڑھے وہ غافلوں میں نہیں شمار ہوگا، اور جو چار

پڑھے وہ عبادت گزاروں میں لکھا جائے گا، اور جو چھ پڑھے اس کے لیے (یہ چھ رکعات) دن بھی (نزول رحمت) کے لیے کافی ہو جائیں گی، اور جو آٹھ پڑھے اسے اللہ تعالیٰ خاشعین میں لکھ لے گا، اور جو بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔“

ابن ماجہ اور ترمذی کی ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ صلوٰۃ الضحیٰ کی پابندی کرنے والے کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تب بھی اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ (ترغیب: ج ۱ ص ۲۳۵)

صلوٰۃ الاوابین:

عام طور پر صلوٰۃ الاوابین ان نفلوں کو کہتے ہیں جو مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں، یہ کم از کم چھ رکعات اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات ہیں، اور بہتر یہ ہے کہ چھ رکعت مغرب کی دو سنت موکدہ کے علاوہ پڑھی جائیں، تاہم اگر وقت کم ہو تو سنت موکدہ سمیت چھ پوری کر لی جائیں تب بھی ان شاء اللہ اس نماز کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

حدیث میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینہم بسوء

عدلن له بعبادة ثنتی عشرة سنة“ (ترمذی)

”جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیاں کوئی بری

بات زبان سے نہ نکالے تو یہ چھ رکعات اس کے لیے بارہ سال عبادت کے برابر شمار ہوں گی۔“

اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

”من صلی بعد المغرب عشرين رکعة بنی الله له بیتا فی الجنة“

(ترمذی)

”جس شخص نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا“

علماء امت اور بزرگان دین نے اس نماز کا بڑا اہتمام فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

نماز تہجد:

تہجد کی نماز نوافل میں خاص طور پر سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے، افضل یہ ہے کہ یہ آخر شب میں پڑھی جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اس میں بہتر یہ ہے اس میں قیام، رکوع، اور سجدہ طویل کیا جائے، اور قیام میں قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی جائے، جن حضرات کو طویل سورتیں یاد نہ ہوں وہ اعتکاف کے موقع کو غنیمت سمجھ کر خاص خاص سورتیں یاد کر لیں، مثلاً سورۃ یسین، سورۃ مزمل، سورۃ ملک، سورۃ واقعہ، وغیرہ اور تہجد میں یہ طویل سورتیں پڑھیں۔

اعتکاف کے دوران خاص طور پر تہجد کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کے نزول کا ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ واضح رہے کہ تہجد کی نماز صبح صادق سے پہلے ختم کر لینی چاہیے، کیوں کہ صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ کوئی اور نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر صبح صادق سے پہلے نماز کی نیت باندھی ہوئی ہو اور نماز کے درمیان صبح صادق ہو جائے تو دو رکعتیں پوری کر لینا جائز ہے۔ (شامی: ج ۱ ص ۲۷۶)

اللہ تبارک و تعالیٰ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو ان فضائل اعمال پر عمل کرنے کی توفیق کامل مرحمت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علی الہ وصحبہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

مرتب

تَعْلِيمُ الْإِسْلَامِ

بڑوں کے لیے

ترتیب و تنقیح

مولوی محمد عمران عثمان و رفقاء

تالیف

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب

خلاصہ تقریظ از حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ

بعض کتابیں حجم میں مختصر اور افادیت میں مفصلات سے بڑھ کر یا کم از کم ان کی ہم سر ضرور ہوتی ہیں، اس کی بہترین مثال حضرت اقدس مفتی اعظم ہند، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر مگر جامع تصنیف تعلیم الاسلام ہے۔ جس کی افادیت و ضرورت سے ہر مسلم گراندا آشنا ہے اور ہوتا بھی چاہئے۔

کتاب کی اسی افادیت میں مزید نکھار کے لئے ہمارے جامعہ کے فاضل مولانا محمد عمران سلمہ نے چند مفید خصوصیات پر مشتمل ایک بہترین کوشش فرمائی ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ مولوی صاحب موصوف کی یہ بہترین کوشش، تعلیم الاسلام کی افادیت میں مزید اضافہ کرے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس علمی کوشش کو قبولیت سے نوازے اور عوام و خواص کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق بخشے اور مرتب کو اس جیسے علمی کاموں کی مزید توفیق بخشے۔

خلاصہ تقریظ از حضرت مولانا نور بدخشانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

تعلیم الاسلام مصنفہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ اگرچہ اپنے حجم میں چھوٹی ہے لیکن افادیت میں کئی بڑی کتابوں سے بڑھ کر ہے بلکہ دریا کو کوزہ میں بند کرنے کا بہترین مصداق بھی ہے۔ چونکہ یہ کتاب ابتداء بچوں کے لئے تیار کی گئی تھی اس لئے مروجہ فقہی کتابوں سے ذرا ہٹ کر اس کی ترتیب بھی، نیز اپنی گول ناگوں افادیت اور مقبولیت کی بناء پر بڑے بھی اس کے محتاج تھے اس لئے ہمارے جامعہ کے ہونہار فاضل عزیزم مولوی محمد عمران نے اس کو از سر نو کتب فقہی کی طرز پر مرتب کیا۔ لیکن حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بغیر کسی تبدیلی و ترمیم کے، چنانچہ اب یہ تعلیم الاسلام بڑوں کے لئے تیار ہو کر آپ کے سامنے ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت موصوف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور ان کو ظاہری و باطنی ترقیات سے نوازے اور ان کی اس کوشش کو پڑھنے والوں کے لئے نافع بنائے۔

مَدْرَسَةُ اِبْرَاهِيْمَ الْاِسْلَامِيَّةِ

ST-4 سیکٹر 16/A ملک کوآپریٹو سوسائٹی اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی

موبائل: 0300-2227275

ناشر